فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

جلد دوم

خلافت اندلس



ملک اسپین میں عربوں کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا

ناظم اول فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب مکیاولی علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں زیور طبع پائی

فہرست خلفائے بنی امیہ



نمبر شمار	نام والی	مدت حکومت	کیفیت
۱	عبدالرحمن اول الداخل	ذیحجہ ۱۳۸ھ م ۷۵۶ء لغایۃ جمادی الاخری ۱۷۲ھ م ۷۹۶ء	
۲	ہشام اول۔	جمادی الاخری ۱۷۲ھ م ۷۸۸ء لغایۃ صفر ۱۸۰ھ م ۷۹۶ء	
۳	الحکم۔	صفر ۱۸۰ھ م ۷۹۶ء لغایۃ ذی حجہ ۲۰۶ھ مطابق ۸۲۲ء	
۴	عبدالرحمن ثانی	ذی حجہ ۲۰۶ھ م ۸۲۲ء لغایۃ ربیع الثانی ۲۳۸ھ م ۸۵۲ء	
۵	محمد اول	ربیع الثانی ۲۳۸ھ م ۸۵۲ء لغایۃ صفر ۲۷۳ھ م ۸۸۶ء	
۶	المنذر	صفر ۲۷۳ھ م ۸۸۶ء لغایۃ صفر ۲۷۵ھ م ۸۸۸ء	
۷	عبداللہ	صفر ۲۷۵ھ م ۸۸۸ء لغایۃ صفر ۳۰۰ھ مطابق ۹۱۲ء	
۸	عبدالرحمن ثالث	صفر ۳۰۰ھ م ۹۱۲ء لغایۃ رمضان ۳۵۰ھ مطابق ۹۶۱ء	
۹	الحکم ثانی	رمضان ۳۵۰ھ م ۹۶۱ء لغایۃ صفر ۳۶۶ھ مطابق ۹۷۶ء	
۱۰	ہشام ثانی	صفر ۳۶۶ھ مطابق ۹۷۶ء لغایۃ جمادی الاخری ۳۹۹ھ م ۱۰۰۹ء	
۱۱	محمد ثانی (المہدی)	جمادی الاخری ۳۹۹ھ م ۱۰۰۹ء لغایۃ ربیع الاول ۴۰۰ھ م ۱۰۰۹ء	
۱۲	سلیمان	ربیع الاول ۴۰۰ھ م ۱۰۰۹ء لغایۃ شوال ۴۰۰ھ م ۱۰۱۰ء	
	محمد ثانی	شوال ۴۰۰ھ م ۱۰۱۰ء لغایۃ ذیحجہ ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۱۰ء	دور ثانی
	ہشام ثانی	ذی حجہ ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۱۰ء لغایۃ شوال ۴۰۳ھ م ۱۰۱۳ء	دور ثانی
	سلیمان	شوال ۴۰۳ھ مطابق ۱۰۱۳ء لغایۃ محرم ۴۰۷ھ م ۱۰۱۶ء	دور ثانی
۱۳	عبدالرحمن چارم المرتضیٰ	رمضان ۴۰۸ھ ہجری لغایت صفر ۴۰۹ھ م ۱۰۱۹ء	سلیمان کے بعد علی ابن حمود نے جسکو خاندان بنی امیہ سے کوئی تعلق نہ تھا چند ماہ کے واسطے حکومت کی تھی۔
۱۴	عبدالرحمن پنجم المستظہر	رمضان ۴۱۴ھ لغایۃ ذیقعدہ ۴۱۴ھ	عبدالرحمن رابع کے بعد القاسم ابن حمود نے جو کہ حمود سے تھا تقریباً پانچ سال حکومت کی تھی۔
۱۵	محمد ثالث المستکفی	ذی قعدہ ۴۱۴ھ لغایۃ ربیع الاول ۴۱۶ھ م ۱۰۲۵ء	
۱۶	ہشام ثالث	ربیع اول ۴۱۸ھ م ۱۰۲۷ء لغایۃ ۴۲۲ھ مطابق ۱۰۳۱ء	محمد ثالث کے پیچھے ابن علی بن حمود نے تقریباً دو سال حکومت کی تھی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصۂ دوم

	نمبر صفحہ
باب اول	
آغاز خلافت اندلس۔ بغاوت امیر یوسف الفہری۔ امیر یوسف اور ابن حاتم۔ ابو الجوشن کا انتقال۔ ابن مغیث کا حسب الحکم خلیفہ ابو جعفر المنصور اندلس مین داخل ہونا اس کی ناکامیابی اور اس کا قتل۔ اہل یمن کی بغاوت۔ المغیرہ عبد الرحمن کے بھتیجے کا قتل۔ سلطان عبد الرحمن کا ملک شام کی فتح کا قصد کرنا۔ جنگ فرانس۔ شارلیمین کا صلح کی درخواست کرنا۔ تعمیر مسجد صافہ۔ عبد الرحمن بن معاویہ کے ذاتی حالات۔	۱ تا ۳۰
باب دوم	
ہشام کی تخت نشینی۔ نجومی سے ملاقات۔ سلیمان کی بغاوت۔ فتح اربونیہ اور عیسائیون سے جنگ۔ تعمیر پل قرطبہ۔ طرز حکومت۔ ذاتی حالات۔	۳۱ تا ۳۴
باب سوم	
الحکم کی تخت نشینی۔ اس کے چچا سلیمان اور عبد اللہ کی بغاوت۔ جنگ جلیقیہ۔ انتقال سلیمان۔ عیسائیون کے ساتھ جنگ اور ان کی شکست۔ قحط عظیم۔ انتقال۔ طرز حکومت	۳۵ تا ۴۲
باب چہارم	
عبد الرحمن ثانی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کے ساتھ جنگ۔ یونان کے سفیر کا قرطبہ آنا۔	۴۳ تا ۶۰

نمبر صفحہ

باب پنجم

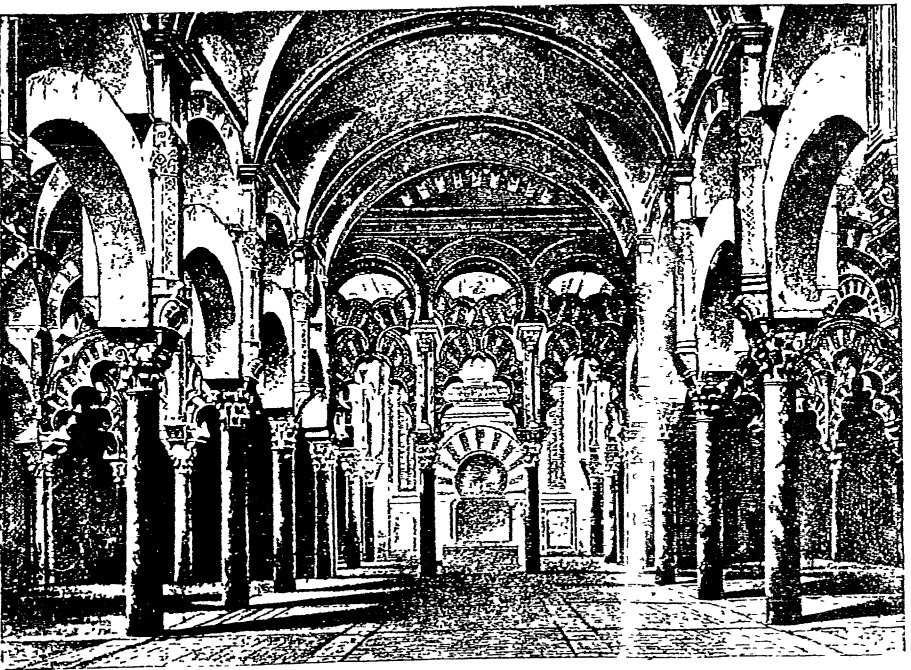
باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

غلط نامہ جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۲	حیریث	حریث	۲۷	نوٹ کی سطر ۴	حملہ کرنے	حملہ نہ کرنے
۳۱	۱۰	ساٹھہ	سات	۵۱	۱۴	مگر	۰
۵۲	نوٹ کی سطر ۲	کو	کی	۶۰	۱	خوردونوش	خورونوش
۶۸	۱۲	قدرت	قدرت نے	۸۴	۷	النا صرالدین	الناصرالدین
۸۴	۹	سنہ ۲۲۲	سنہ ۳۲۲	″	۱۳	سنہ ۲۲۵	سنہ ۳۲۵
۱۰۸	۱۰	عسیٰ	عیسیٰ	۱۰۹	۱۳	فرڈلند	فردلند
۱۱۰	۱۱	فسادنقض	فسادونقض	۱۲۸	۱۰	مستخفی	مستخفی
۱۲۹	۲	کوہی	کوبھی	۱۴۰	۳	عامرکو	عامر
۱۵۵	نوٹ	سنٹاگو	سنٹیاگو	۱۵۶	نوٹ سطر ۲	سٹ	سنٹ
۱۸۱	۶	رعایاکو	رعایابھی	۱۸۹	۴	ابن عوس	ابن عومس
۱۹۰	۱۵	دیرشوس	دیرشوس ؂	۱۹۱	نوٹ سطر ۱	مکرر لکھی گئی ہے	۰
۱۹۲	۵	لبندی	بلند	۱۹۵	۴	ان سب سے	زیادہ لکھا گیا ہے
۱۹۷	۱۱	واضح اور	زیادہ لکھا گیا ہے	۲۱۰	۱۵	ابن حابوس	ابن حبوس
۲۱۱	۱	البرزی	البرزالی	۲۱۱	۳	علی اور قاسم	علی اور قاسم ؑ



مسجد قرطبه کا اندرونی حصه

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد دوم

خلافت اندلس



ملک سپین مین عربون کی ہشت صد سالہ حکومت

من تصنیف عالی جناب مستطاب نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا
ناظم اول فوجداری بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مترجم کتاب گیاولی علم سیاست

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن مین زیور طبع پائی

حصہ دوم

باب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز خلافت اندلس۔ بغاوت امیر یوسف الفہری امیر یوسف اور ابن حاتم۔ ابو بجوش کا انتقال ابن مغیث کا حسب الحکم خلیفہ ابو جعفر المنصور اندلس میں داخل ہونا اس کی ناکامیابی اور اس کا قتل۔ اہل یمن کی بغاوت۔ المغیرہ عبد الرحمن کے بھتیجے کا قتل۔ سلطان عبد الرحمن کا ملک شام کی فتح کا قصد کرنا۔ جنگ فرانس شارلیمن کا صلح کی درخواست کرنا۔ تعمیر مسجد رصافہ۔ عبد الرحمن بن معاویہ کے ذاتی حالات۔

جنگ مصارۃ کے بعد جو ۱۳۸ھ میں مابین یوسف الفہری والی اندلس اور عبد الرحمن بن معاویہ ہوئی تھی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عبد الرحمن سریر آرائے

سلطنت ہوا اور اسی سال سے خلافت اندلس جس کو عربون نے تقریباً آٹھہ سو برس
تک اس ملک مین قائم رکھا شروع ہوئی بعد صلح یوسف الفہری اور ابن حاتم
ابوالجوشن نے حسب معاہدہ شہر قرطبہ مین اقامت اختیار کی اور سلطان
عبدالرحمن انصرام سلطنت اور استحکام مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔ کئی سال کی
متواتر خانہ جنگیون نے اہل اندلس کو نہایت پریشان اور تباہ حال کر رکھا تھا۔
انتظام کا نام و نشان تک اس ملک مین باقی نہ رہا تھا۔ غریب رعایا کی جانین
قزاقون کی لوٹ مار اور امیرون اور زمیندارون کے ظلم و ستم سے تلف ہو رہی تھین
اس جدید انتظام سے ایک نوع کا اطمینان ہوا اور باستثناء چند امراء بانی فساد و
بد باطن تمام ملک نے بطیب خاطر غاشیہ اطاعت اس کا اپنے دوش پر رکھا۔ اور
خلفائی بنی عباسیہ شکست کھا کر اس ملک کی حکومت سے محروم کر دئے گئے ۱۴۱ھ
مین سلطان کو اطلاع ہوئی کہ یوسف الفہری خلاف معاہدہ قرطبہ سے فرار ہو گیا
ہے اور اب شہر مریدۃ مین بغاوت کی نیت سے فوج فراہم کر رہا ہے سلطان نے
فوراً اپنے ایک تجربہ کار امیر عبدالملک بن عمر بن مروان کو فوج کثیر کے
ساتھہ شہر مریدۃ روانہ کیا اور خود بھی اوس کے عقب مین کچھہ فوج لیکر قلعہ المدور
کی طرف متوجہ ہوا۔ اس طرف یوسف نے بیس ہزار فوج فراہم کر لی تھی۔

یہہ فوج کو لیکر شہر سے باہر نکلا اور عبد الملک کا مقابلہ کیا اس جنگ مین یوسف ہر قسم کا نقصان عظیم اوٹہاکر اور شکست فاش کہا کر شہر طلیطلہ بہاگ آیا مگر یہان بہی اپنی جان عزیز کو موت کے پنجے سے نہ بچا سکا۔ اور عبد اللہ بن عمر الانصاری کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ قاتل نے اس امیر کے سر کو عبد الرحمن کی خدمت مین پیش کیا۔ اس کامیابی کے بعد سلطان[1] مع افسران فوج نہایت شان و شوکت سے شہر مریدۃ مین داخل ہوا سلطان ابہی اس شہر کے انتظام ہی مین مصروف تہا کہ اس کو اپنی پیاری بی بی کی علالت کی خبر پہونچی۔ اس نے عبد الملک کو اس صوبہ کا حاکم مقرر کیا اور خود شہر قرطبہ روانہ ہوا یہان پہونچنے کے چوتہے روز آفتاب سلطنت و حکومت برج حمل سے طلوع یعنی فرزند دلبند وارث تخت و تاج پیدا ہوا جس کا نام ہشام رکہا گیا اور تمام سلطنت مین محفلین خوشی و مسرت کی قایم کی گیئن۔ سلطان نے بخیال رفع فساد ابن حاتم اور یوسف کے لڑکون ابو الاسود محمد الفہمی اور عبد الرحمن کو قید کر دیا

[1] شام اور بغداد مین سلطان کا خطاب امراء عظام کو دیا جاتا تہا اور بوقت عطاء خطاب خلیفہ خود اپنے ہاتہہ سے جس کو خطاب ملتا تہا خلعت پہناتا تہا۔ اندلس مین عبد الرحمن ثالث کے پہلے لقب سلطان یا امیر مستعمل تہا۔ عبد الرحمن سوم نے مستقل طور پر خلیفہ اور امیر المومنین کے القاب اختیار کیے تہے۔

اس واقعہ کے چندہی روز بعد ابن حاتم زہر سے مارڈالا گیا اور یہہ دونون لڑکے قید سے بہاگ نکلے عبدالرحمن فوراً گرفتار اور قتل ہوا لیکن ابوالاسود محمد ۱۶۹ھ تک سلطان کا مقابلہ کرتا رہا اور بالآخر اپنی موت سے مرگیا۔

سلطان کو ہنوزان بغاوتون سے فرصت نہ ہوئی تہی کہ خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی نے ۱۴۶ھ مطابق ۷۶۳ء مین اندلس پر فوج کشی کی اور اپنے ایک امیر العلا ابن مغیث الیحصبی کو مع فوج کثیر اندلس روانہ کیا اس امیر نے سرحد پر قدم رکہتے ہی شہر بیجہ[1] کو فتح کیا اور رعایا کو اپنی مدد پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اور خیر خواہان خاندان بنی امیہ کو ہر قسم کی تکلیف اور نقصان پہونچانا شروع کیا۔ سلطان جتنی فوج کہ اس قلیل عرصہ مین فراہم ہوسکتی تہی لیکر شہر مذکور کی جانب راہی ہوا اور شہر اشبیلیہ کے قریب جس کی تسخیر کی نیت سے ابن مغیث آگے بڑہا تہا دونون فوجون کا مقابلہ ہوا اس جنگ مین ابن مغیث مع اپنے افسران فوج گرفتار ہوگیا سلطان نے ان قیدیون کے سر کاٹ کر دمشق اور مکہ بہیدیئے۔ اوس وقت خلیفہ ابوجعفر حج کی غرض سے مکہ آیا ہوا تہا ایک روز صبح کو دربانون نے خلیفہ کے خیمہ کے سامنے ایک صندوق رکہا ہوا پایا۔ دربانون نے یہہ صندوق خلیفہ

[1] انگریزی مین بیژا کہتے ہین۔

کے ملاحظہ مین پیش کیا۔جب وہ صندوق کہولا گیا تو خلیفہ نے اوس مین اپنے سپہ سالار حاکم **افریقیہ** کا سر تراشیدہ رکہا ہوا دیکہا اس امر کے مشاہدہ سے خلیفہ کو اس قدر رنج ہوا کہ اوس جوش مین اوس نے عبدالرحمٰن کے قتل کا عہد کیا۔اور تادم مرگ عبدالرحمٰن کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہ کی لیکن باوجود اس دشمنی اور متواتر حملون کے یہہ ہمیشہ **عبدالرحمٰن بن معاویہ** کی جس کو اس نے **صقر القریش** خطاب دیا تہا تعریف اور اس کی لیاقت اور انصاف کی داد دیا کرتا تہا۔خلیفہ نے ایک روز اپنے اہل دربار سے عبدالرحمٰن کی نسبت یہہ تقریر کی کہ ہم کو اس ملک کی وسعت اور قوت پر متعجب نہ ہونا چاہیئے۔اس نوجوان قریشی نے صرف اپنی بہادری اور خوش اسلوبی سے اپنے کو اس اعلیٰ درجہ تک پہونچایا جس زمانہ مین اس لڑکے کا دنیا مین کوئی دوست یا معاون نظر نہ آتا تہا اس نے اپنے پاس خوف وہراس کو بالکل آنے نہین دیا اور نہایت دلیری سے مشکل ترین مرحلون پر کامیاب ہوتا اور آفات زمانہ سے بچتا ہوا **اندلس** تک جا پہونچا اور وہان کی خانہ جنگیون سے پورا پورا فائدہ اوٹہایا مختصر یہہ کہ ایک قلیل عرصہ مین اپنے تئین ہر دل عزیز بنا لیا اور اوس ملک کو شر و فساد سے پاک وصاف کیا اور اب بکمال اطمینان اوس زرخیز و شاداب ملک پر حکمرانی کر رہا ہے

۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ع مین اہل یمن نے بارادۂ بغاوت **قرطبہ** پر فوج کشی کی سلطان نے

فوراً عبد الملک بن عمر حاکم اشبیلیہ کو حکم دیا کہ باغیون کا مقابلہ کرے۔ عبد الملک نے اپنے بیٹے امیہ کو ہراول لشکر مقرر کر کے آگے جانے کا حکم دیا اور خود اوس کے عقب مین روانہ ہوا۔ امیر امیّہ نے نہایت تیزی کے ساتھہ باغیون کی فوج کو آملایا لیکن جب اس نے دیکھا کہ فوج مخالف کی تعداد اس کی فوج سے کہین زیادہ ہے اس نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا انیکہ اپنے باپ کی فوج سے ملحق ہوا عبد الملک نے جب دیکھا کہ اس کا بیٹا باغیون کی فوج کے سامنے سے بھاگ رہا ہے اس کی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اور نہایت غضب کے ساتھہ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ "ای پست ہمت کیا مین نے اسی روز کے لیئے تجھکو اپنی فوج کا ہراول مقرر کیا تھا۔ کیا اہل اندلس اور افریقیہ یہہ نہین جانتے کہ ہم نے کس محنت اور مشقت سے خون بہا دیکر جان عزیز کے عوض اس ملک کو خریدا" یہہ کہکر امیر نے اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دیا جس کی اوسی وقت تعمیل کی گئی اس واقعہ کے بعد امیر نے اپنے دوستون اور رشتہ دارون اور افسران فوج کو جمع کر کے یہہ کہا کہ "کیا ہم مشرق سے اس ملک کی انتہا تک بغیر محنت مشقت کے پہونچ گئے تھے۔ اور کیا ہم اون سخت مشکلون کو بھولگئے جو ہم کو اپنی فتوحات سابقہ مین سہنی پڑی تھین۔ کیا ہمارے جسم مین وہ گردش خون کی

باقی نہین رہی جس نے ہم کو ہمیشہ فتوحات اور اپنے ارادون مین کامیاب کیا تھا
اپنی اپنی تلوارون کو غلاف سے نکالو اور مردانہ وار میدان جنگ مین مرنا قبول کرو۔"
اس تقریر کے بعد امیر نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ اس سخت یورش کی تاب
اہل یمن نہ لا سکے اور نہایت بدحواسی کے ساتھہ چار طرف منتشر اور پراگندہ ہوگئے
تاہم اتنے قتل اور گرفتار ہوئے کہ پھر ان مین مقابلے کی قوت باقی نہین رہی۔
دونون طرف سے تیس ہزار آدمی اس جنگ مین قتل ہوئے امیر **عبدالملک**
کو بھی شدید زخم آیا۔ ہنوز عبدالملک میدان جنگ ہی مین تھا کہ **عبدالرحمن** بھی
فوج لیکر اس کی مدد کے لیئے پہونچا۔ سلطان نے جب اس عظیم الشان کامیابی کی
خبر سُنی اور اپنے لائق سپہ سالار اور رشتہ دار کو زخمون سے چور اور اوس کی تلوار کو
خون چکان دیکھا اوس نے میدان جنگ ہی مین امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے
بھائی میری یہہ خوشی ہے کہ مین اپنے بیٹے ولی عہد **ہشام** کے ساتھہ تیری بیٹی کی
شادی کردون اور اس ہی جنگ کے صلہ مین سلطان نے اپنے وفادار اور جان نثار
امیر کو اپنا وزیر اور مشیر سلطنت مقرر کیا اور دولت دنیا سے مالامال کردیا۔

سلطان **عبدالرحمن** جیسا کہ اپنے دوستون کے حق مین فیاض اور گناہگارون
کے لیئے خطا بخش اور رحیم و کریم تھا ویسا ہی اپنے مخالفین اور معاندین کے حق مین

سم قاتل۔ چنانچہ ۱۶۳ھ مین ایک مولد عبداللہ نامی نے اس کو خبر پہونچائی کہ بعض مشہور امراء عرب جن مین عبدالسلام بن یزید بن ہشام اور اوس کا بھانجا عبداللہ بن معاویہ بن ہشام شریک تھے سلطان کو تخت سے اوتارنے کی کوشش کر رہے ہین عبدالرحمن نے ان لوگون کو فوراً گرفتار اور قتل کیا ابوعثمان سلطان کا وزیر اعظم بھی اس سازش مین شریک تھا لیکن بلحاظ حقوق خدمات سابقہ عبدالرحمن نے اس کی جان بخشی کی۔ اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۶۶ھ مین سلطان نے اپنے دوسرے بھتیجے المغیرہ ابن الولید بن معاویہ اور ہذیل ابن حاتم کو اس جرم کی پاداش مین قتل کر ڈالا اور اپنے حقیقی بھائی ابن الولید یعنی المغیرہ کے باپ کو ملک سے خارج کر دیا لیکن اپنے بھائی کے ساتھ اس نے اتنی رعایت کی کہ اپنے متعلقین کو ساتھ لیجانے کی اجازت دی المغیرہ کے قتل کی نسبت ایک یہ بھی روایت ہے کہ جس وقت عبدالرحمن نے اپنے بھتیجے کے قتل کا حکم دیا ایک عرب جس کو سلطان بہت دوست رکھتا تھا سلطان کے پاس آیا اور دیکھا کہ اس کے چہرہ سے غم اور فکر کے آثار ظاہر ہین۔ سلطان نے اس عرب کو دیکھ کر اس سے کہا کہ کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ جن کی جان اور مال بچانے مین مین نے اپنی جان و مال کی پروا نہین کی

ایسے احسان فراموش بلکہ محسن کُش نکلے کہ آخر کار میرے ہی مخالف اور دشمن بن گئے - جبکہ یہہ لوگ دشمنون کی تلوارون کے خوف سے دربدر اور تباہ حال پھر رہے تھے مین نے ان کی ہر طرح اعانت اور مدد کی اور اس ملک مین آرام و آسایش کا سامان مہیا کر دیا - مقام شکر ہے کہ خدائی تعالیٰ نے ان لوگون کے حالات کو ظاہر کر دیا اور ہر ایک نے اپنی بدنیتی اور بداعمالی کی سزا پائی" اسی سال مین عبد الرحمن نے ملک شام کی فتح کا قصد کیا اور قریب تہا کہ سلطان اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے اندلس سے روانہ ہو کہ دفعتاً سرقسطہ مین حسین الانصاری کی بغاوت کی خبر پہونچی اور سلطان کو اپنا سفر ملتوی کرنا پڑا - علاوہ حسین الانصاری کے دوسرے امراء عرب مثل حیات ابن ملابس حاکم اشبیلیہ اور عبد الغفار بن حامد حاکم شہر نیلبہ اور عمرو حاکم سحیتہ نے بغاوت کے جھنڈون کو بلند کیا اور یکدل و یکجہت ہو کر کثیر التعداد فوج کے ساتھہ قرطبہ پر حملہ آور ہوئے سلطان بھی لڑائی کے لئے مستعد تہا بر وقت مقابلہ تینون کو شکست فاش ہوئی اور آخر کار گرفتار اور قتل ہوئے -

ان امیرون کی مخالفت سے عبد الرحمن کو یقین کامل ہو گیا کہ جب تک اس کے گرد ایسے لوگ جمع نہ ہون گے جن پر اس کو پورا بھروسہ نہ ہو بغاوت کا سلسلہ منقطع نہو گا

اس خیال سے سلطان نے **افریقیہ** سے اہل بربر کو اندلس آنے کی ترغیب[۱] دی
چنانچہ چالیس ہزار بربر اس کی فوج مین شریک ہوئے اور اسی فوج کی مدد سے ہمیشہ
اپنے دشمنون پر غالب رہا **عبدالرحمن** اس طرف اپنے مخالفین اور باغیون کی
تنبیہ مین مصروف تہا اور ادہر یعنی صوبہ **جلیقیہ** کے عیسائی اپنی قوت کو روز بروز ترقی
دے رہے تہے **فرویلہ بن الفانزو** نے **عبدالرحمن** کو بے خبر پاکر سرحدی
قلعون اور شہرون پر قبضہ کر لیا تہا اور اسی طرح رفتہ رفتہ عیسائی شہر لوگو اور پرتغال اور
قسطلہ وغیرہ پر قابض اور متصرف ہو گئے تہے ۔
اسی زمانہ مین **شارلیمین** بادشاہ ملک فرانس نے جو ایک عرصہ دراز

---

[۱] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلولینپول باب ۳ صفحہ (۶۶) مین لکہا ہے کہ عبدالرحمن نے بغرض ظلم رسانی بربرون کو فوج مین بہرتی کیا تہا اور ایسی ظلم و زیادتی شروع کی کہ تمام رعایا اور سلطان کے رشتہ دار بد دل ہوکر بغاوت پر آمادہ ہو گئے ۔ حالانکہ یہہ بیان صحیح نہین ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ عبدالرحمن نے محض بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے قوم بربر کی فوج قائم کی تہی اور بعد رفع فساد اس کا زمانہ حکومت عدل و انصاف در وشن خیالی مین گزرا چنانچہ المقری اور ابن حیان تحریر کرتے ہین کہ عبدالرحمن کی خلق فیاضی و معدلت گستری ضرب المثل تہی لینپول نے بلا دریافت و تحقیق بغاوت کے فرو کرنیکو ظلم و تعدی خیال کیا ہے بربرون کو فوج مین بہرتی کرنیکی اصل وجہ یہہ تہی کہ اکثر امراء عرب خلفای دمشق کی خیرخواہی کا دم بہر رہے تہے ان کی سازشون کا توڑنا لازمی تہا دیکہو صفحہ ۱۱

تک عبدالرحمن سے لڑتا رہا سلطان کے پاس سفارت بھیجکر اپنی بیٹی[1] کے ساتھ
شادی کرنے کی درخواست اور صلح کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ سلطان اپنی ران کے
زخم کے سبب سے بیکار ہو گیا تھا اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا لیکن
شارلیمین سے صلح کر لی۔

عبدالرحمن نے ملک اندلس مین عربی صنعت اور دستکاری کی بنیاد ڈالی
اور قرطبہ مین اوس مشہور و معروف مسجد اور قصر اور باغ رصافہ کی تعمیر شروع کی کہ
جس کو اس کے بیٹے ہشام نے اختتام کو پہونچایا۔ سلطان نے اس ملک
کی ایک سال کی آمدنی کا پانچوان حصہ یعنی اسی ہزار دینار طلائی اس عمارت پر صرف
کیئے تھے اور قصر کی چھت مین اس قدر سونا چڑھایا گیا تھا کہ جس کی چمک سے دیکھنے
والے کی آنکھین خیرہ ہوتی تھین اس کے جانشینون نے بھی اس قصر اور باغ پر

بقیہ صفحہ (۱۰) اور یہہ آسان بات نہ تھی۔ دیکھو ہسٹری آف دی سارسنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۶ صفحہ ۳۷۶ —

[1] المقری نے عبدالرحمن بن معاویہ کے حالات مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن فرانسیسی اور انگریزی مورخین سے
اس کی تصدیق نہین ہوتی تاریخ سے یہہ البتہ اچھی طرح ثابت ہے کہ شارلیمین اور عبدالرحمن مین لڑائی ہوئی تھی اور شارلیمین نے
اندلس پر حملہ کیا تھا لیکن عربون نے فرانسیسیون کو شکست دیکر اندلس سے خارج کر دیا اس جنگ کے بعد جو ۷۸۵ع مین
ہوئی تھی شارلیمین نے عبدالرحمن کے ساتھ صلح کر لی "ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۶ صفحہ ۴۷۸ —

روپیہ خرچ کرنے مین اوران کی شان وشوکت بڑہانے مین کمی نہین کی عبدالرحمن
نے اپنی سکونت اسی قصر او رباغ مین اختیار کی ہتی چونکہ اس کو پھولون اور میوہ دار
درختون سے بے انتہا شوق تہا اس باغ مین اس نے دنیا کے مشہور پھول اور
درختون کو فراہم کیا تہا اس باغ کی سفری انار اور آڑو اور شفتالو لذت اور نزاکت
مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے علاوہ اس کے عبدالرحمن نے اور بہت سی
عمارتین مثل مساجد اور حمام اور پل اور قلعے ممالک محروسہ مین عامہ خلائق کے آرام
وآسایش کے واسطے بنائی تہین ۔ قصر رصافہ کے باغ مین ایک درخت خرما
بہی نصب کیا گیا تہا ایک روز سلطان اپنے رشتہ دارون اور دوستون کی نمکحرامی
اور خانہ جنگی سے نہایت متفکر اور افسردہ خاطر باغ مین گشت کر رہا تہا کہ اس درخت
خرما پر نظر پڑی دل پہلے ہی سے بہرا ہوا تہا بے ساختہ یہ اشعار اس کی زبان پر جاری ہوئے

تَبَدَّتْ لَنَا وَسْطَ الرُّصَافَةِ نَخْلَةٌ[له]
تَنَاءَتْ بِأَرْضِ الْغَرْبِ عَنْ بَلَدِ النَّخْلِ

له ہم نے باغ رصافہ کے وسط مین ایک درخت خرما دیکہا جس نے نخلستان سے علیحدہ ہو کر زمین غربت مین نشوونما پائی ہے ۔ پس مین نے کہا کہ تو غربت و پریشانی مین جو بہ سبب دوری اولاد واہل کے مجہے لاحق ہے میرا مشابہ ہے ۔ تیری نشوونما اوس سرزمین پر ہوئی ہے کہ تو اوس مین تنہا و غریب ہے ۔ دیکہو صفحہ (۱۳)

فَقُلْتُ شَبِيهِي بِالتَّغَرُّبِ وَالنَّوَى
وَطُولِ التَّنَائِي عَنْ بَنِيَّ وَعَنْ أَهْلِي
نَشَأْتَ بِأَرْضٍ وَأَنْتَ فِيهَا غَرِيبَةٌ
فَمِثْلُكِ فِي الْإِقْصَاءِ وَالْمُنْتَأَى مِثْلِي
سَقَتْكِ غَوَادِي الْمُزْنِ فِي الْمُنْتَأَى الَّذِي
يَسُحُّ وَيَسْتَمْرِي السَّمَاكَيْنِ بِالْوَبْلِ

عبدالرحمن ابن معاویہ نہایت نیک سیرت اور منصف مزاج تہا اسکی رعایا مین سے اگر کوئی مرجاتا تہا تو وہ کیسا ہی غریب کیون نہو سلطان میت مین شریک اور بذات خود نماز جنازہ کی امامت[۱] کرتا تہا رعایا کے ساتہہ نماز جمعہ اور بعد نماز خطبہ پڑہنا ایک معمولی بات تہی اپنی رعایا کے شادی اور غم دونون مین شریک ہوتا تہا یہانتک کہ اگر کوئی شخص بیمار ہوتا تو یہہ اوس کی عیادت کو ضرور جاتا تہا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۲) پس تیرا مثل دوری وجدائی مین میرا مثل ہے۔ مقام جدائی مین تجہے سفید ابرون نے سیراب کیا ہے کیونکہ مسکین بوجہ بارش کے صحت اور راحت پاتے ہین۔

[۱] ۱۵۸ھ مین معاویہ بن صالح قرطبہ کے قاضی القضاۃ نے انتقال کیا عبدالرحمن میت مین شریک تہا اور اس نے بذات خود نماز جنازہ کی امامت کی تہی۔ دیکہو عرب ان اسپین مصنفہ کونڈ جلد (۱) باب ۲ صفحہ ۲۱۳۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان بعد شرکت میت واپس ہو رہا تھا کہ اثنائی
راہ مین ایک معمولی حیثیت کے آدمی نے جو قاضی کے فیصلہ سے ناراض تھا کہا
کہ یا امیر قاضی نے میرے حق مین ناانصافی کی ہے جس کی داد مین تجہہ سے
چاہتا ہون سلطان نے جواب دیا کہ اگر تو سچا ہے تو مین تیرے حق مین انصاف
کرونگا اوس آدمی نے عبد الرحمن کے گھوڑے کی باگ کو مضبوط پکڑ لیا
اور کہا کہ یا سلطان برای خدا میری فریاد کو سن اور تاوقتیکہ قاضی کو انصاف کا حکم
نہ دے اس مقام سے ہرگز آگے نہ بڑھ وہ اس وقت تیرے ہمراہ رکاب ہے
عبد الرحمن نے قاضی کو بلا کر اس شخص کے حق مین انصاف کرنے کا سختی سے حکم
دیا جب عبد الرحمن محل مین واپس آیا تو ایک منہہ چڑہے مصاحب نے اس طرح تنہا
پھرنے کے نقصانات ظاہر کئے اور بیان کیا کہ یا سلطان اس طرح بغیر کافی
احتیاط کے شہر مین پھرنا تجہکو زیبا نہین اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ رعایا کے دل سے تیرا رعب
اور خوف بالکل جاتا رہے گا۔ عبد الرحمن نے اس خیرخواہانہ رای کو بہت پسند کیا
اور آیندہ سے باہر نکلنے مین بہت کچھہ کمی کردی اور اپنے بیٹے ہشام کو بھی
اس کے متعلق ہدایت کی۔

عبد الرحمن کی تقریر نہایت شستہ اور دل آویز تھی اور نہایت سنجیدہ اور معاملہ فہم

اور منتظم خلق ہوا تہا کسی کام کے کرنے مین جلدی نہین کرتا تہا لیکن جس کام کے
کرنے کا قصد کر لیتا تہا تو پہر اوس کو بغیر ختم کئے ہرگز نہ ہٹتا تہا لہو ولعب اور ضرورت
سے زیادہ آرام کو اپنے پاس نہین آنے دیتا تہا سیاستی معاملات اس نے
اپنے ہی ہاتہہ مین رکہے تہے اور کبہی کسی پر ضرورت سے زیادہ بہروسہ نہین
کرتا تہا لیکن مشکل معاملات مین اپنے لائق اور خیر خواہ مشیرون کی رائے ضرور لیا
کرتا تہا۔ فیاض کمال درجہ کا تہا اور فن شعر سے اس کی طبیعت کو بہت کچہہ لگاؤ
تہا۔ سفید لباس ہمیشہ پسند کرتا تہا۔

سلطان عبد الرحمن کی خلق اور فیاضیان عام طور پر ضرب المثل تہین
جس وقت اس نے یوسف الفہری اور دیگر مخالفین پر پوری کامیابی حاصل کی
اور اطمینان کے ساتہہ سریر آرائے سلطنت ہوا تو ملک اندلس کے ہر صوبہ اور
شہر سے حاکم اور رئیس اطاعت قبول کرنے کے لئے شہر قرطبہ مین آنے لگے
سلطان ہر روز وقت مقررہ پر ہر شخص سے علیحدہ خُلق سے ملتا تہا ہر شخص کو اسکی
عام فیاضی اور عطائے خلعت و انعامات نے جان و دل سے مطیع و فرمان بردار
بنا دیا تہا۔ ایک روز ایک غریب عرب بنی قناصرین سے اس کے دربار مین حاضر
ہوا اور عبد الرحمن سے عرض کی کہ یا سلطان خدائے تعالیٰ نے تجہکو بادشاہ اور

بے انتہا خزانون کا اس لیئے مالک کیا ہے کہ تو غریب اور یتیم اور بیوہ کے حق مین انصاف اور اون کی مدد کرے عبدالرحمن نے جواب دیا کہ مین نے تیرے معروضہ کو سنا اور تیری خواہشون کو پورا کر دیا مین نے حکم دیا ہے کہ تیری مدد کی جائے تاکہ تو اس تباہ حالی اور پریشانی سے نجات پائے اور مین عام طور پر حکم دیتا ہون کہ وہ لوگ جو مثل تیرے تباہ اور پریشان ہو رہے ہین وہ یا تو بذات خود دربار مین حاضر ہو کر مجھسے مدد چاہین یا اپنی اپنی درخواست میرے پاس پیش کرین تاکہ مین اون کی مدد کر سکون اور مثل تیرے اون کو ہر قسم کی پریشانی سے نجات دون۔ اس کے بعد عبدالرحمن نے اس عرب کو اپنے دربار سے خوش و خرم روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی درخواست لیکر دربار مین آنا چاہے تو اوس کو ممانعت نہ کی جائے سلطان کی ایک یہہ بہی عادت تہی کہ کہانے کے وقت اگر کوئی اہل غرض حاضر ہو جاتا تو اوس کو اپنے ساتہہ شریک کر لیا کرتا تہا۔

ان واقعات متذکرۂ صدر سے جنسے سلطان عبدالرحمن کے ذاتی حالات معلوم ہوتے ہین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کس قدر رحم دل رعایا پرور اور اپنی عام رعایا کی بہبودی اور فلاح کا سچا خواستگار تہا۔ یہی باتین ہین کہ جس سے بادشاہ ہر دل عزیز بنتا ہے اور یہی طرز حکومت ہے جس سے اس کا نام ابدالآباد قایم اور رعایا کے دلون مین

ہمیشہ زندہ رہتا ہے بادشاہ کو چاہیے کہ اپنے کو ملک اور رعایا کا حاکم اور نوکر دونون سمجھے کیونکہ مطابق حدیث شریف سید القوم خادمہا پادشاہ سے زیادہ کوئی دوسرا شخص خواہ ملک اور رعایا کا نہین ہوسکتا

جن عرب مورخین نے عربون کے اس حصہ تاریخ کی نسبت کچھہ لکھا ہے وہ سب متفق الیہ اس امر کا اعتراف کرتے ہین کہ تخت پر بیٹھتے ہی عبد الرحمن نے شام اور مصر لوگون کو اس غرض سے روانہ کیا کہ یہہ لوگ خاندان بنی امیہ کے بچے ہوون کو جہان کہین ملین اندلس آنے پر آمادہ کرین سلطان عام طور پر کہا کرتا تہا کہ خدای تعالی نے اپنے فضل وکرم سے ایک عنایت مجہپر یہہ بہی کی ہے کہ مجہکو اپنے رشتہ دارون اور دوستون کو اس ملک مین جگہہ دینے کا موقع دیا تاکہ یہہ لوگ بہی اس ملک کی حکومت مین شریک ہوسکین اور خدای تعالی کی نعمتون کا شکریہ ادا کرین چنانچہ اسی حکم کا نتیجہ تہا کہ وہ لوگ جو اپنی جانون کو ہتیلی پر لیے پریشان اور سرگردان خاک چہانتے ہوئے پہرا کرتے تہے وہ اس ملک مین داخل ہونے لگے جہان اون کو امن اور اطمینان نصیب ہوا اس گروہ مین سلطان کا ایک بہائی ابوالولید بن معاویہ اور ایک چچا زاد بہائی عبد السلام ابن زید ابن ہشام اور دو بہتیجے المغیرہ ابن ولید اور عبد اللہ اور دو لڑکے خلیفہ ہشام ابن عبد الملک کے اور دوسرے عرب امرا مثل عبد الملک بن عمر اور ابو سلیمان اور عبد الملک بن بشیر

اور حبیب بن عبد الملک وغیرہ اس زرخیز اور شاداب ملک مین پناہ گیر ہوئے
عبد الرحمن نے ان سب کو جاگیرات اور فوجی اور دیوانی خدمات عطا کین
جس سے خود سلطان کو انتظام سلطنت اور انصرام مملکت مین بہت مدد ملی۔ چونکہ
عبد الملک بن عمر خلفای بنی امیہ کے عہد حکومت مین بڑے عہدون پر
رہچکا تھا اپنی تجربہ کاری اور بہمہ دانی سے اہم معاملات اور پیچیدہ مقدمات مین
سلطان کو بہت مدد دیا کرتا تہا عبد الرحمن نے اس امیر کو صوبہ اشبیلیہ کا
حاکم مقرر کیا اور اوس کے بیٹے عمر کو صوبہ مورور کا۔

اس زمانہ مین بظاہر کوئی تعلق اندلس کو شام سے باقی نہین رہا تہا لیکن
اندلس کی مساجد مین خطبہ خلیفہ ابو جعفر المنصور بنی عباس ہی کا پڑہا جاتا تہا۔
عبد الرحمن نے بہی اس قاعدہ کو دس سال تک جاری رکہا بالآخر عبد الملک
بن عمر کے شورہ سے خلیفہ کے عوض عبد الرحمن کا نام خطبہ مین شریک کیا گیا۔

جس وقت عبد الرحمن نے اندلس کی فتح کا قصد کیا اس کے ساتہ
اس قدر دوست اور خیر خواہ اوس کے اور اوس کے خاندان کے نہ تہے جو امیر
یوسف الفہری والی ملک اندلس کا مقابلہ بامید کامیابی کر سکتے۔ یہہ صرف
عبد الرحمن کی دور اندیشی اور چالاکی اور مدبرانہ برتاؤ کا سبب تہا کہ اس نے سلطنت

شام کے خیر خواہون کو بھی اپنا دوست بنا لیا اور اون سے اوس سے زیادہ کام لیا جتنا وہ اس کی کامیابی کے لیئے دے سکتے تھے۔ ایک مدبر آدمی جو اصول سیاست سے آگاہ ہو اوس کے نزدیک دوست اور دشمن دونون سے اپنے حسب منشا کام نکالنا کوئی بڑی بات نہین عبد الرحمن مین یہہ صفات موجود تھے۔ جب یہہ پورے طور سے کامیاب ہو گیا اور ملک اندلس کو اپنے قبضہ مین کر لیا تو اب اس نے اپنی قوت کے بڑہانے کی کوشش کی اور اپنے دوستون اور رشتہ دارون کو مصر اور شام وغیرہ سے بلا کر اپنے گرد فراہم کرنا شروع کیا لیکن بعض مورخین سلطان کی اوس طرز اور برتاؤ کی بہت کچھہ شکایت کرتے ہین جو اوس نے بعد کامیابی اور تسخیر ملک اندلس اپنے پرورده اور معاون بدر اور نیز ابو عثمان کی خلاف مین اختیار کیا تھا اس مین شک نہین کہ ایک ایسے آدمی کے احسانون کو فراموش کر دینا جس نے غم اور خوشی دونون مین اس کا ساتھہ دیا اس کو لایق اور سزاوار نہ تھا۔ بدر وہ شخص تھا کہ جس نے نہ صرف پریشانی اور حیرانی اور سرگردانی ہی مین عبد الرحمن کا ساتھہ دیا بلکہ اسی خیر خواہ اور سچے دوست اور غلام کی وجہ سے یہہ عظیم الشان کامیابی حاصل کی لیکن عبد الرحمن نے تخت پر بیٹھتے ہی ان نمایان خدمات اور خیر خواہی کے

صلہ مین بدر کو نہایت ذلت کے ساتھہ قید کیا اور بعدہ اندلس سے بدر کردیا
بعد اخراج بدر نے ایک خط سلطان کو لکھا جس کا مضمون یہہ ہے -
"مجھکو امید تہی کہ صحرا اور دریا طے کرنے اور تجھکو ایک ملک کا مستقل حاکم
بنا دینے کے بعد تو مجھکو ہرگز ذلیل اور بے آبرو نہ کرے گا اور دشمنون کو مجھپر نہ
ہنسائے گا اگر مین بنی عباس کے ہاتہون مین گرفتار ہو جاتا تو مجکو یقین ہے
کہ وہ میرے ساتھہ اس قدر برا برتاؤ نہ کرتے - مین نے اپنے معاملات کو
خدا کے سپرد کردیا ہے" بدر کے ساتھہ اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کوئی وجہہ تاریخ
سے نہین معلوم ہوتی لیکن بغیر کسی وجہ خاص کے عبدالرحمن سا نیک نیت اور
ہمہ صفات موصوف آدمی سے ایسی حرکت کا سرزد ہونا ہرگز یقین نہین کیا جاتا اگر
اپنے دلی دوستون اور جان نثارون کے ساتھہ اوس کو یہہ برتاؤ کرنا منظور ہوتا
توپہر وہ عام حکم اپنے متعلقین کو اندلس مین آکر بسنے کا کیون دیتا قرین قیاس اور
قابل اعتبار یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدر ہی کی کسی خطا کا معاوضہ اوس کو منجانب اللہ
ملا ہے امیر ابو عثمان کی نسبت مورخین یہہ تحریر کرتے ہین کہ جب اس امیر نے
دیکھا کہ سلطان میری طرف ملتفت نہین ہے اور نیز اپنے معروضون کو بہی بے اثر
پایا اس نے البیرۃ مین اپنے بہتیجہ کو بغاوت پر آمادہ کیا لیکن ابہی بغاوت شروع

نہ ہوئی تھی کہ سلطان پر یہہ بات ظاہر ہوگئی اور اسکا بھتیجا مع شرکا کے قتل کیا گیا
اس ناکامیابی کے بعد امیر **ابوعثمان** نے سلطان کے بھتیجے کو بغاوت کی
ترغیب دی اس دفعہ بھی **عبدالرحمن** کو سازش کا حال معلوم ہوگیا اور قبل اسکے
کہ بغاوت شروع ہوتی سلطان نے اپنے بھتیجے اور **ابوعثمان** کو گرفتار کرلیا
گو سلطان کو یقین کامل ہوگیا تھا کہ فساد کا بانی ابوعثمان ہی ہے لیکن اس نے اسکو
قتل نہین کیا بلکہ صرف خطابات اور جاگیرات ضبط کرلین جو بعد ایک مدت کے پھر
اس امیر پر بحال کی گئین۔ اسی طرح **عبداللہ** ابن خالد اور **تمام** ابن علقمہ جو بدر
اور **عثمان** کے شریک تھے اپنے عہدون سے علیحدہ کئے گئے۔
ان دونون پر عتاب نازل ہونے کی کوئی دوسری خاص وجہہ نہین پائی جاتی۔
سلطان عبدالرحمن کے عہد حکومت مین حسب ذیل اشخاص یکے بعد
دیگرے حاجب مقرر ہوئے تھے **تمام** بن علقمہ **یوسف** بن بخت **عبدالکریم**
ابن محران **عبدالرحمن** ابن مغیث ابن حیریث۔ **منصور** یہہ اخیر الذکر پہلا
خواجہ سرا تھا جو اس عہدہ پر مامور ہوا اور سلطان **عبدالرحمن** بن معاویہ کی زندگی
تک اسی عہدے پر سرفراز رہا **عبدالرحمن** کا کوئی وزیر یا مشیر مقرر نہین تھا بلکہ
اس نے ایک مجلس امراء مقرر کی تھی جن کی رای اور مشورہ سے سلطان انتظامی

کام ریاست کا کیا کرتا تہا اون کے نام حسب ذیل ہین:۔

ابوعثمان مشیر اول **عبد اللہ** بن خالد یہہ داماد تہا ابوعثمان کا **ابو عبیدہ** حاکم اشبیلیہ **شہید** ابن عیسی اشلابہ ابن عبید حاکم سرقسطہ **آثم** ابن مسلم۔

عہدہ خطابت پر حسب ذیل امراء یکے بعد دیگرے مامور ہوئے تہے

ابوعثمان ۔ **عبد اللہ** بن خالد امیہ بن زید۔

عہدۂ قضائت پر **یحیی** ابن زید **ابوعمرو معاویہ** وغیرہم مقرر رہے۔

سلطان **عبد الرحمن بن معاویہ** کی پیدایش کی تاریخ کی نسبت زیادہ اختلاف نہین پایا جاتا سبکو اتفاق ہے کہ یہہ ۱۱۳ہجری ۷۳۱عیسوی مین پیدا ہوا تہا لیکن اس کے انتقال کی تاریخ مین کس قدر اختلاف ہے بعض ۱۷۲ہجری ۷۸۸عیسوی بتاتے ہین اور بعضے ۱۷۱ہجری کہتے ہین **خلیفہ ہارون رشید** کے عہد خلافت مین سلطان کا انتقال ہوا اور **قرطبہ** مین دفن کیا گیا۔

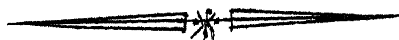
عبد الرحمن[1] کے ابتدائی حالات کی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ **معاویہ** نے خلیفہ **ہشام** کے عہد حکومت ۱۱۸ہجری مین انتقال کیا

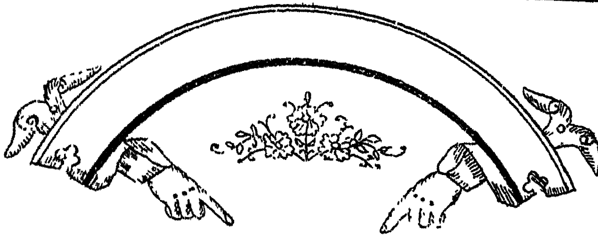
---

[1] تاریخ مین عبد الرحمن بن معاویہ الداخل کے لقب سے مشہور رہے جس کی وجہ یہہ پائی جاتی ہے کہ خاندان بنی امیہ کا یہہ پہلا شخص تہا جو اندلس مین داخل ہوا تہا۔

اوس وقت معاویہ کی عمر ۲۱ سال کی ہتی۔ خلیفہ ہشام نے عبد الرحمن کو پرورش کیا تہا چونکہ خلیفہ کا یہہ خیال تہا کہ اس کو اپنا ولیعہد مقرر کرے۔ اعلی درجہ کی تعلیم اور تربیت دی گئی۔ سلطان علاوہ تمام صفات مذکورۂ بالا کے علم و فضل و کمال کی قدر دانی مین اپنے لایق و مشہور ہمعصر خلیفہ ہارون رشید کا ہمپلہ تہا غرضکہ عبد الرحمن بن معاویہ تخت و تاج و حکومت کے لیئے نہایت موزون تہا عبد الرحمن سے لیکر عبد الرحمن انصاری تک فرمانروایان اندلس امیر المسلمین کے خطاب سے مشہور رہتے سلطان عبد الرحمن انصاری کے عہد حکومت مین جبکہ خلافت عباسیہ مین ضعف پیدا ہو گیا تہا اور سلطنت کا نام ہی نام باقی رہ گیا تہا عبد الرحمن انصاری نے رعایا کی خواہش سے اپنے خطابات شاہی مین امیر المومنین شریک کیا اور اوسی زمانہ سے شاہان اندلس نے امیر المومنین اور خلیفہ المسلمین کے القاب اختیار کیئے۔

عبد الرحمن بن معاویہ نہایت خوبصورت اور وجیہ آدمی تہا۔ رنگ بہت صاف بال بہورے اس کی صرف ایک آنکہہ کام دیتی ہتی۔ قوت شامہ سے بے بہرہ تہا اس کے بیس بچے تہے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیان۔





باب دوم

ہشام کی تخت نشینی ۔ نجومی سے ملاقات ۔ سلیمان کی بغاوت ۔ فتح اربونیہ

اور عیسائیون سے جنگ ۔ تعمیر پل قرطبہ ۔ طرز حکومت ۔ ذاتی حالات ۔

۱۷۲ھ مطابق ۷۸۸ء مین عبدالرحمن بن معاویہ اندلس کے خلیفہ اول نے انتقال کیا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام ابوالولید جس کو عبدالرحمن نے اپنے حین حیات اپنا ولی عہد مقرر کیا تہا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس کی مان کا نام حلل تہا اور شوال ۱۳۹ھ مین یعنی عبدالرحمن کے اندلس مین داخل ہونے کے ایک سال بعد پیدا ہوا تہا اور بچپن ہی سے اس کو علماء اور اہل کمال کی صحبت مین بیٹہنے کا بے انتہا شوق تہا۔ اس کے بڑے بہائی سلیمان کی طبیعت اس کے برعکس واقع ہوئی تہی عبدالرحمن نے ہشام کے ان ہی خصایل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کی وجہ سے اس کو ولیعہد مقرر کرنیکا مصمم قصد کیا تہا[1]

[1] عبدالرحمن بن معاویہ نے اپنے تمام بچون کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام کیا تہا ہشام اور سلیمان (دیکہو صفحہ ۳۵)

اور ہمیشہ لوگون سے ان دونون بہائیون کے حالات اور ذاتی صفات کا مستفسر رہتا تہا۔ سب ہمزبان ستہے کہ شہزادہ ہشام کا دربار ہمیشہ علماء اور فضلا اور بہادران و مدبران وقت اور صاحب کمال لوگون سے معمور رہتا ہے جہان ہر قسم کے علمی مباحثے ہوا کرتے ہین برخلاف اس کے شہزادہ سلیمان کے دربار مین کم ہمت اور پست حوصلہ اور خوشامدی جمع رہتے ہین ہشام صوبہ مریدہ کی صوبہ داری کو انجام دے رہا تہا کہ اس کو اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہونچی شہر مریدہ ہی مین اس نے عنان حکومت کو اپنے ہاتہہ مین لیا اور رعایا نے بلا عذر اس کو سلطان عبد الرحمن کا جانشین تسلیم کر لیا۔

تخت پر بیٹھتے ہی سلطان ہشام نے الضبی نامی مشہور اور معروف منجم ساکن الجزائر کو دربار مین طلب کیا اور اوس سے کہا کہ گو خدای تعالی کے سوا کوئی دوسرا عالم الغیب نہین ہو سکتا لیکن چونکہ تو اپنے فن مین یکتاے زمانہ سمجہا جاتا ہے لہذا تو زائچہ کے ذریعہ سے بلا تامل اور بغیر خوف و خطر مجہکو بتا کہ میرا زمانہ حکومت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) دونون کو حکم تہا کہ دار القضا مین جا کر کام سیکہا کرین اور جس وقت کونسل آف اسٹیٹ یعنی مجلس امراء کا انعقاد ہوتا تہا تو یہ شاہزادے تا ختم کام وہان حاضر رہتے تہے شعراء اور علماء سلطان کی سالگرہ کو روز نظم و نثر سلطان کی تعریف مین لکہکر شہزادون کے سامنے پیش کرتے تہے اور جسکی نظم یا نثر سب سے عمدہ ہوتی تہی اوس کو انعام دیا کرتی تہے عربس ان اسپین مصنفہ کونڈ جلد (۱) صفحہ ۲۱۳

کس طرح گزریگا۔ سلطان کے اس اطمینان دلانے پر اس نجومی نے زائچہ تیار کیا
اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یا امیر تیرا زمانہ حکومت نہایت مبارک اور
بے مثل رہیگا دشمن ہمیشہ پامال اور فتح و نصرت ہمیشہ ہمراہ رکاب رہیگی مگر
اس کے ساتھہ ہی یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ تیرا عہد حکومت آٹھہ سال تک یا کچھہ کم و
بیش رہیگا ہشام نے منجم کے اس بیان کو بغور سنا اور کچھہ دیر تک سوچ اور فکر
مین رہا بعد چند لحظے کے سر اوٹھایا اور کہا کہ اے الضبعی تیری پیشین گوئی نے
مجھکو مطلقا ہراسان اور پریشان نہین کیا بلکہ اس تیرے بیان نے مجھکو اپنی نیکنامی
اور کامیابی حاصل کرنے کا راستہ بتایا۔ مین ہمیشہ اپنے معبود برحق کی عبادت
اور اپنے منصب جلیلہ کی انجام دہی مین تا دم مرگ مشغول رہونگا اس کے بعد
ہشام نے منجم کو خلعت و انعام کے ساتھہ رخصت کیا اور اوسی وقت سے
دنیوی عیش و آرام اور لباس خواہشات نفسانی کو یکلخت دور اور معدلت گستری اور فیاضی
کے جامے کو زیب تن کیا۔

اپنے عہد حکومت کے اوایل مین سلطان ہشام کو اپنے خاندان کے بعض
لوگون کا جنہون نے بغاوت کے جہنڈے کو بلند کیا تہا مقابلہ کرنا پڑا چنانچہ اس کے
بڑے بہائی سلیمان نے دوسرے بہائی عبداللہ نامی کی شرکت سے فوج کشیر

سے کے ساتھہ سلطنت کا دعوی کیا سلطان نے بذات خود باغیون کا مقابلہ کیا
اور اون کو شکست فاش دی اس خانہ جنگی سے فراغت حاصل کرنے کے
بعد ہشام ملک فرانس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے شہر اربونیہ[1] کو دوبارہ
فتح کیا صوبہ جلیقیہ کے ماتحت عیسائی رئیسون نے نہایت عجز کے ساتھہ صلح کی
درخواست کی جس کو سلطان نے باین شرط قبول کیا کہ یہہ لوگ شہر اربونیہ کی شکستہ
دیوارون کے چونہ اور مٹی وغیرہ کو خود ڈھو کر دار السلطنت قرطبہ تک پہونچائین جہان پر
سلطان نے اسی مٹی اور چونے وغیرہ سے ایک مسجد باب الجنہ کے محاذی تعمیر کی
۱۷۵ھ مین البہ اور ارض القلاع کے عیسائیون نے بغاوت شروع کی
لیکن سلطانی فوج نے باغیون کو ایسی شکست دی کہ پھر ان عیسائیون کو بغاوت کی
جرأت نہ ہوئی اسی سال مین سلطان نے اپنے وزیر یوسف ابن بخت کو فوج کثیر
کے ساتھہ صوبہ جلیقیہ کے عیسائیون کے تنبیہ کے لیئے روانہ کیا اس نے رئیس صوبہ

---

[1] اس فتح کی نسبت الفاظ بہت صاف ہین "و فی ایامہ فتحت اربونیہ" بعض فرانسیسی مورخین مثل رومی اور ریناد
بیان کرتے ہین کہ عربون نے اس شہر کو فتح نہین کیا بلکہ صرف اس شہر کے قرب جوار کے مقامات کو تاخت و تاراج کیا تھا
المقری اور دیگر مورخین عرب کا بیان ہے کہ عربون نے اس شہر کو فتح کر لیا تھا اور یہہ آخر الذکر بیان صحیح معلوم ہوتا ہے۔
اس لیئے کہ اس شہر کے قریب پہونچنے کے بعد اسپر حملہ کرنے کی کوئی وجہ ان مورخین اول الذکر نے بیان نہین کی ہے۔

برمیوڈو کو شکست کامل دی جس مین بے انتہا عیسائی قتل و غارت ہوئے اور اس صوبہ کا بہت بڑا حصہ ممالک مفتوحہ مین شریک کیا گیا۔ اسی طرح سنہ ۱۷۶ مین دوسرے وزیر عبدالملک ابن عبدالواحد ابن معیث نے البہ اور ارض القلاع کے عیسائیون کو کافی سزا دی ۱۷۸ھ مین اسی امیر کو اربونیہ اور جبرندہ کی مہم پر مقرر کیا جہان امیر عبدالملک نے اپنی خدمات مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ انجام دیا۔

اسی زمانہ مین قرطبہ کے پل کی جس کو امیر السمح نے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانے مین بنایا تھا از سر نو تعمیر کی گئی۔ یہہ پل جس کا نقشہ سلطان ہشام نے اپنے ہاتھہ سے کھینچا تھا حسن اور وسعت مین بے نظیر تھا۔ زمانہ تعمیر مین ایک روز سلطان نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ اس پل کے بنانے کی نسبت عام خیال کیا ہے۔ جواب دیا کہ رعایا کا یہہ خیال ہے کہ سلطان نے پل کو اس غرض سے تعمیر کیا ہے کہ شکار کی آمد و رفت مین دقت نہ ہو۔ یہہ سن کر ہشام نے عہد کیا کہ آج سے تا دم مرگ اس پل پر پاؤن نرکھون گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہشام کے زمانہ حکومت مین بعض علماء اور فقہا حج کی نیت سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے جن مین فرعون ابن العباس عیسیٰ ابن دینار سعید بن ابی ہند اور دیگر

مشہور لوگ شریک تھے شام مین ان لوگونکی ملاقات مالک ابن انس سے جو
اوس زمانے مین علم فقہ کا مشہور عالم تہا ہوئی جو کچھہ فیض کہ ان لوگون کو اوس کی
صحبت سے حاصل ہوا تھا اوس سے اندلس مین آکر پورا کام لیا اور
مالک ابن انس کے خیالات کے پھیلانے مین کوتاہی نہین کی ابو
عبداللہ زید ابن عبد الرحمن نے بھی جو علاوہ عالم ہونے کے نہایت
نیک اور صاف باطن آدمی تہا بہت کوشش کی تہی کہ ابن انس کی تصانیف
اس ملک مین رواج پائین ہشام نے ابو عبداللہ زید کو بلحاظ اوس کی
لیاقت اور قابلیت کے عہدۂ قضائت کے لیے تجویز کیا لیکن اس نے اس
عہدے کو نامنظور کیا سلطان نے اس کو مجبور کرنا چاہا تاہم یہہ اپنے ارادۂ
سابق پر قایم رہا اور وزرا سے کہدیا کہ اگر مین نے بجبر اس عہدے کو قبول بھی کیا
تو شرع اور فقہ کے بالکل خلاف احکام جاری کرونگا اوس وقت تم خود مجھکو اس
خدمت سے علیحدہ کردوگے سلطان بصوابدید وزرا اپنے ارادہ سے باز رہا اور
پھر کبھی ابو عبداللہ کو عہدہ قضائت کے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا۔ اس عالم
کا انتقال ۱۸۴ھ مین ہوا۔

سلطان ہشام کے عہد حکومت مین علم و فضل اور ہر قسم کے کمال نے بیحد

ترقی پائی چونکہ بادشاہ خود لایق اور علم دوست اور صاحب فن کا قدردان تہا۔
اس کی طبیعت نے اپنے گرد ایسے بے نظیر اور نادر العصر لوگون کو جمع کیا
کہ جن کی بدولت اس کا نام اس وقت تک قائم ہے اور آیندہ بہی قائم رہے گا
ایک روز کا واقعہ ہے کہ اس کا باپ سلطان عبد الرحمٰن بن معاویہ دربار
مین بیٹہا ہوا تہا اور اہل دربار حاضر تہے کہ سلطان نے یہہ دو شعر پڑہے۔

مِنْ خَالِہٖ اَوْ مِنْ یَزِیْدِ وَمِنْ حُجُرْ	وَتَعْرِفُ مِنْ اَبِیْہِ شَمَائِلَاً
وَنَائِلَ ذَا اِذَا صَحَا وَاِذَا سَکَرْ	سَمَاحَۃَ ذَا مَعْ بِرِّ ذَا وَوَفَاذَا

اور ہشام سے پوچہا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہہ اشعار کسکے ہین ہشام نے فوراً کہا
یہہ اشعار امرو القیس کے ہین جو خاص تیرے لیے لکہے گئے۔ سلطان اپنے
بیٹے کی اس حاضر جوابی سے بہت خوش ہوا ہشام کی فیاضی اور معدلت گستری
کی نظیرون سے تاریخ بھری ہوئی ہے اور اس نے اپنی بیدار مغزی اور دانشوری
سے سلطنت کو ایسے مستحکم اصول پر قائم کیا کہ اگر ان کی پابندی اس کے جانشین
کرتے تو اسی وقت یورپ کا مغربی کونہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین ہوتا جس سے

[1] ترجمہ اوس کے باپ اور مامون کی یا یزید کی حجر کی شمائل سے تو اوس کو معلوم کر سکتا ہے کہ وہ صاحب بخشش
ذکوئی و صاحب وفا و صاحب جود ہے صحت اور نشہ کی حالت مین۔

سلطنت ہای بلاد مشرقیہ اسلامیہ کو [illegible] سلطنت کے

تھے جن کے ذریعہ سے سلطان کو حکام کی طرز حکومت کی [illegible] پہنچتی تھی

تھی جس طرح کہ خیرخواہ اور نیک نیت حکام چشمہ فیض وقدر دانی [illegible] اسی طرح

ظالم اور بدخواہ آتش غضب ظلم سوز سے راہی ملک بوار ہوتے [illegible] کو رعایا

کی تکلیف ایک لمحہ کے لیے بھی گوارا نہ تھی اور ہمیشہ کوشش [illegible]

حکام سے خوش رہے اور اوس کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی [illegible]

شخصی سلطنت مین ملک اور رعایا کی بہبودی خاص بادشاہ کی ذات [illegible]

وابستہ ہے اس بادشاہ کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے اپنی محنت اور

جفاکشی کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا رعایا نے اس کو العادل کا خطاب

دیا تھا اس لقب کو یہ نہایت عزیز رکھتا اور اپنا فخر سمجھتا تھا ہشام نے سات سال

اور آٹھ یا نو مہینے کی حکومت کے بعد ۱۸۰ ہجری ۷۹۶ عیسوی مین انتقال کیا قبل انتقال

مسجد قرطبہ کو جس کی بنیاد عبدالرحمن نے ڈالی تھی ختم کر دیا تھا۔





باب سوم

الحکم کی تخت نشینی۔ اس کے چچا سلیمان اور عبداللہ کی بغاوت۔ جنگ جسلیقیہ
انتقال سلیمان۔ عیسائیون کے ساتھہ جنگ اور انکی شکست۔ قحط عظیم۔ انتقال۔ طرز حکومت

سلطان الحکم اپنے باپ سلطان ہشام کے بعد تخت پر بیٹھا۔ عربون کی یہہ خوش قسمتی تھی کہ لائق باپ کی میراث لائق تر جانشین کے حصہ مین آئے لیکن مثل سابق اس کے رشتہ دارون نے اس کو بھی آرام لینے نہین دیا۔ چنانچہ الحکم کے تخت پر بیٹھتے ہی اس کے دونون چچاؤن یعنی عبداللہ اور سلیمان نے بغاوت شروع کردی اگرچہ یہہ لوگ علانیہ بغاوت کی قدرت نہین رکھتے تھے مگر چونکہ یہہ سب سلطنت کے رکن اعظم تھے خفیہ طور پر اس کو اور اس کی سلطنت کو نقصان پہونچا سکتے تھے اور اس تکلیف اور نقصان رسانی مین اونہون نے کوتاہی نہین کی۔ عیسائی بھی ہمیشہ ایسی سازشون اور خانہ جنگیونکا انتظار جن پر ان کی کامیابی منحصر تھی کیا کرتے تھے۔ جب عیسائیون نے دیکھا کہ الحکم خانہ جنگی مین مشغول ہے فرانسیسیون نے ۱۸۵ھ م ۸۰۱ء مین برشلونہ پر

حملہ کیا اور اوس کو اپنے قبضہ مین لے آئے ۔ عربون نے وہ پورا صوبہ خالی کر دیا اور سرحدی قلعون مین پناہ گزین ہوئے لیکن قبل اس کے کہ عیسائی کچھ زیادہ نقصان پہونچا سکتے **الحکم** نے اپنے مشہور حاجب **عبدالکریم** ابن مغیث کو معقول تعداد فوج کے ساتھہ عیسائیون کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا۔ اس امیر نے نہایت دلیری اور ہوشیاری سے اپنے کار مفوضہ کو انجام دیا اور ایک ہی جنگ مین فرانسیسیون کو ملک سے خارج کر دیا اور کافی انتظام کے بعد **قرطبہ** واپس آیا اسی اثنا مین معتقدان مالک انس نے جن کو اپنے سیادت اور تقدس پر ناز تھا یہہ خبر مشہور کی کہ سلطان دنیوی عیش و آرام کی طرف متوجہ ہو گیا اور حکومت کے قابل نہین رہا اس خبر کے مشہور کرنے کا بانی **یحیی ابن یحیی اللیثی** تھا بغاوت شہر **قرطبہ** کے مغربی حصہ سے شروع ہوئی اگر سلطان فی الحقیقت جیسا کہ اس فرقہ نے اسے مشہور کیا تھا امور سلطنت سے بے خبر اور لہو و لعب مین مصروف ہوتا اور بیخبری کی حالت مین اس انقلاب اور بغاوت کو بڑھنے دیتا تو معلوم نہین کہ انجام کار کیا ہوتا۔ اس بغاوت کا اثر نہ صرف سلطان کی ذات پر پڑتا بلکہ تمام خاندان شاہی کو نقصان عظیم پہونچتا خاندان معاویہ کی خوش قسمتی تھی کہ **الحکم** مین وہی لیاقت اور خوبیان موجود تھین جن کی بدولت اس کے دادا

عبد الرحمن بن معاویہ نے بغیر یار و مددگار صرف خدای عزوجل کی رحمت اور کرم سے اس ملک کو فتح کیا اور اپنے خاندان کا نام قایم رکھا۔ یہہ بغاوت کوئی نئی بات نہ تھی۔ تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ انقلاب عظیم کے بانی اکثر مذہبی فرقہ ہوئے ہین اور مذہب کی لگائی ہوئی آگ اپنا اثر کیے بغیر بجھتی نہین جس وقت الحکم کے مخبرون نے اس بغاوت اور مالک انس کے معتقدون کی مفسدہ پردازی کی اطلاع دی اوس نے قبل اس کے کہ رعایا پر ان باغیون کی سازش کا کچھہ اثر ہو اس حصہ شہر کو جس مین یہہ لوگ مقیم تھے نیست و نابود اور جو لوگ باقی رہے اون کو سزا ہی سخت کیے بعد اندلس سے خارج کر دیا کچھہ باغی دار السلطنت مراکش مین سکونت پذیر ہوئے اور کچھہ مصر چلے گئے اور باوجود اس سختی اور مصیبت اوٹھانے کے بھی یہہ لوگ اپنی شرارت جبلی سے باز نہین آئے مصر مین بھی آتش فساد بھڑکانی چاہی لیکن خلیفہ المامون کے قائم مقام عبد اللہ ابن طاہر نے کافی سزا کے بعد ان کو جزیرہ اقریطیس[1] کی طرف نکال دیا جس کو ان باغیون نے فتح کیا اور مدت دراز تک اوس پر حکومت کرتے رہے آخر کو آرمیٹاس پسر قسطنطین نے سنہ ۹۶۱ء مین اس جزیرہ کو فتح اور ملک یونان سے ملحق کر لیا آخر بادشاہ ان کا عبد العزیز خاندان ابو حفص سے تہا۔

[1] اس کو کریٹ یا کینڈیا کہتے ہین جس پر اب ترک حکمران ہین۔

اندرونی بغاوتون کو رفع کرنے اور اپنے چچا سلیمان کے انتقال کے بعد ۸۰۳ء سنہ ۱۸۳ھ مین الحکم سرحد کی درستی اور حفاظت کی طرف مائل ہوا پہلے اس نے قلعجات سرحدی کو مکرر درست اور مستحکم کیا اور پھر عیسائیون کے حملون کو روکنے کی غرض سے مختلف دستہ فوج کے اپنے نامی اور جانثار امیرون کی سرکردگی مین سرحد کی طرف روانہ کیئے۔ ۱۹۲ ہجری ۸۰۸ء مین شاہ فرانس کی سازش سے لذریق نے شہر طرطوشہ کا محاصرہ کیا۔ جب اس محاصرہ کی اطلاع سلطان کو پہونچی تو باوجود اس کے کہ بعض مشہور اور تجربہ کار امیر میدان جنگ مین موجود تھے الحکم نے بذات خود اوس طرف کا عزم کیا۔ پہلی ہی جنگ مین اس کے بڑے بیٹے عبدالرحمن نے لذریق کو شکست فاش دیکر اپنی حدود سے باہر کر دیا۔

اس جنگ کے چار برس بعد ۲۰۰ھ مطابق ۸۱۵ء مین سلطان نے پھر جنگ کا عزم کیا اور اپنے وزیر عبدالکریم ابن مغیث کو جو فنون سپہ گری مین یکتا ہی زمانہ تھا فرانسیسیون کے مقابلے مین بھیجا عرب حدود جلیقیہ مین داخل ہوئے اور بلا کسی محنت اور مشقت کے سرحدی قلعجات کو اپنے قبضے مین لے آئے ہنوز یہہ سرحد کے قریب تسخیر شدہ ملک کے انتظام مین مصروف تھے کہ ان کو شاہ جلیقیہ کی فوج کشی کی اطلاع پہونچی دونون فوجین دریا کے کنارے خیمہ زن

ہوئین چونکہ دریا دونون کے بیچ مین حایل تہا جنگ چند روز تک ملتوی رہی امیر عبدالکریم
نے بہ مصلحت اپنی فوج کو کنارے سے ہٹا لیا اور عیسائیون کو دوسری طرف
آنے کا موقع دیا۔ تیرہ روز تک دونون فوجین لڑتی رہین اور باوجودیکہ عرب اس
جنگ مین کامیاب ہوئے لیکن بارش اور دریا کی شورش کی وجہ سے یہ اپنی
کامیابی سے پورا فائدہ حاصل نہین کر سکے۔ جب امیر نے دیکہا کہ دریا کی طغیانی
زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے اور طوفان بہی کم نہین ہوتا تو اس نے سلطان کو اطلاع کی
اور حسب الحکم قرطبہ واپس چلا آیا۔

اسی زمانہ مین **اندلس** مین ایسا شدید قحط پڑا کہ ہزارہا آدمی ہلاک ہو گئے
لیکن اسی حادثہ عظیم مین سلطان نے بہی اپنی غریب رعایا کی پریشانی رفع کرنے مین
بے انتہا کوشش کی۔ یہی وجہ تہی کہ اس کے دشمن اس زمانہ مین بہی ناکام رہے
عباس ابن ناصح الجزایری حسب ذیل اشعار مین اس واقع کو ظاہر کرتا ہے۔

نَكِدَ الزَّمَانُ فَاَمَنَتْ اَيَّامُهُ	مِنْ اَنْ يَكُوْنَ بِعَصْرِهِ عُسْرُ
ظَلِعَ الزَّمَانُ بِاَزْمَةٍ فَجَلَتْ لَهُ	تِلْكَ الْكَرِيْهَةَ جُوْدُهُ الْغَمْرُ

ترجمہ زمانہ خراب ہو گیا تہا مگر اوس کے ایام نے اس بات سے بچایا کہ اوس کے عہد مین تنگی و پریشانی ہو
مصیبتون کی کثرت سے زمانہ تنگ ہو رہا تہا مگر اوس کی دریا دل بخشش نے اس رنج کو دور کر دیا۔

عباس ابن ناصح ایک واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب مین وادی الحجارۃ کے قریب سے گزرا تو ایک عیسائی عورت نے مجھکو سلطان سمجھکر آواز بلند کہا کہ اے الحکم کیا اس سخت زمانے کے ساتھہ جس نے ہمارے باپ اور شوہر دونون کو مار ڈالا تو بھی اپنی غریب رعایا کو جو بھوکی پیاسی تجھکو یاد کر رہی ہے بھول گیا۔ مین نے نہایت تشفی اور دلداری کے ساتھہ اس تباہی کی وجہ دریافت کی اس نے بیان کیا کہ جب ہم اپنے مردون اور بچون کے ساتھہ وادی الحجارۃ کے کھیتون سے گزر رہے تھے عیسایون کے ایک گروہ نے ہمکو گھیر لیا اکثر قتل ہوئے اور بقیۃ السیف کو گرفتار کرکے لے گئے اس واقعہ کو بھی اشاعر نے یون نظم کیا ہے۔

تململتُ فی الوادی الحجارۃِ مُسْنَدًا	اراعی نجومًا مایُرِدون تغیّرا
الیکَ اَبَا العاصِی نَضیتُ مَطِیَّتی	تَسِیْرُبِہمِ سارِیًا ومُہجّدا
تُدارِکُ نساءَ العالمینَ بنُصرۃٍ	فاِنّکَ اَحریٰ اَن تُغیثَ وتَنصرا

ترجمہ مقصود ان شعرون کا یہہ ہے کہ وادی الحجارۃ مین بڑی مصیبتون سے میری شب بسر ہوتی اور را ابو العاص کی مدد کے نظر کرتے اونٹ کو رات دن اس قدر دوڑانا پڑا کہ وہ ناتوان ولاغر ہوگیا جبکہ تیری ذات نصرت و مدد کے لیئے لایق تر ہے اپنے زمانہ کی عورتون کی فریاد سن اور مدد کر۔

عباس ابن ناصح نے دربار سلطانی مین اپنے قصیدے کو پڑہا جس سے سلطان اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً بذات خود مع فوج کے وادی الحجارۃ پہونچا اور کامل تحقیقات کے بعد مجرمون کو قتل کیا اور اس عیسائی عورت کے سامنے سلطان نے عباس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے عباس اب اس عورت سے پوچھہ کہ الحکم اپنی غریب رعایا کی آہ وزاری سنتا ہے یا نہین اور اس کے مصائب کے دفع اور اس کے حقوق کی نگرانی کرنے مین خاص توجہ اور کوشش کرتا ہے یا نہین۔ بیوہ یہہ سن کر آبدیدہ ہوئی اور رکاب سعادت کو بوسہ دیکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ اے امیر جو کچھہ مین نے اس وقت دیکھا اور سنا اس کے صحیح ہونے مین بالکل شبہہ نہین خدا تعالی تجھکو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الحکم کے گرد و پیش جو مشیر اور ارکان سلطنت تھے وہ اپنے اپنے فن مین وحید عصر تھے اون کے نام نامی یہہ ہین اسحاق ابن المنذر اور عباس ابن عبداللہ اور عبدالکریم ابن مغیث اور سعید ابن حسین یہہ چار پانچ شخص الحکم کے خاص وزیر اور سپہ سالار تھے۔ شہر قرطبہ کی قضائت پر عمر ابن بشیر اور بشیر ابن قطن اور عبداللہ ابن موسی اور حمید ابن محمد ابن یحیی یہہ مشہور عالم فقہ یکے بعد دیگرے مامور ہوئے اور اس کے خطیب حجاج ابن العقیلی اور

فطیس ابن سلیمان اور عطاف ابن زید تھے۔

سلطان الحکم کے علم دوست ہونے کی نسبت جو کچھ اوپر تحریر کیا گیا ہے اس کی تائید متعدد مورخین سے ہوتی ہے۔ یہہ قضائت شہر کی اوسی شخص کے سپرد کیا کرتا تھا جو علاوہ عالم ہونے کے راستباز اور منصف مزاج ہوتا تھا چنانچہ ایک مورخ کا بیان ہے کہ ابن عمران کے انتقال کے بعد محمد ابن بشیر قاضی الجماعت[1] اندلس کا مقرر کیا گیا اس کا باپ سعید ابن بشیر وہ مشہور اور واجب التعظیم عالم علم فقہ اور حدیث کا تھا جس کو سلطان عبدالرحمن اول نے اس عہدے کے لیے منتخب کیا تھا۔ اس کا انصاف صرف اندلس ہی مین نہین بلکہ کل ممالک اسلام مین ضرب المثل ہو گیا تھا۔ نقل مشہور ہے کہ جب شاہی فرمان تقرر کا اس کے وطن مقام بیجتہ پہونچا اور یہہ شہر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا اس نے ایک منزل اپنے ایک پُرانے دوست کے مکان پر بسر کی اثنائے گفتگو مین ابن بشیر نے اپنے دوست سے کہا کہ اگر سلطان نے مجھکو اندلس کا قاضی مقرر کیا تو مین تجھکو اپنا مددگار بنا لون گا دوست نے جواب دیا کہ اس درخواست کے منظور کرنے مین مجھکو عذر نہین بشرطیکہ تو میرے تین سوالون کا جواب شافی دے۔ پہلے یہہ کہ

[1] اندلس کے قاضی کو قاضی القضات اور قاضی الجماعت دونون کہتے تھے۔

اگر تجھکو عمدہ لباس عمدہ کہانا اور عمدہ سواری دی جاے تو تجہے خوشی حاصل ہوگی یا نہین جواب دیا کہ لذیذ کہانون کی مجھکو پروا نہین۔ غذا سے صرف زندگی منظور ہے نہ کہ زندگی واسطے غذا کے لباس سے ستر منظور ہے نہ خوشنمائی اور جب خدا ہی تعالی نے پاؤن عطا فرمائے ہین تو پہر سواری کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرا سوال یہہ کہ حسن[1] خداداد کے دیکہنے اور معشوق کے ناز و کرشمہ کے اوٹہانے کی تاب تجہین موجود ہے یا نہین ابن بشیر نے جواب دیا کہ جب ان امور کا مجھکو تجربہ ہی نہین تو مجہپر معشوق کے حسن خداداد کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔ تیسرا سوال یہہ کہ اگر تیرے ہمقوم تیری خوشامد اور تعریف کرین تو کیا تو خوش ہوگا اور اگر اسی عہدہ پر مامور ہونیکے بعد علیحدہ کردیا جائے تو کیا تو پسند کرے گا۔ جواب دیا کہ قسم ہے مجھکو اللہ کی کہ تعریف اور ستایش کی نہ مجھکو پروا اور نہ برا کہنے کا مجھکو رنج پہر اس عہدے سے علیحدہ ہونا مجھکو کیا برا معلوم ہوسکتا ہے۔ یہہ سنتے ہی اوس دوست نے ابن بشیر کے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے سوالات کے جواب مجھکو حسب دل خواہ ملے اور اب مین بہایت خوشی سے تیری نیابت کو قبول کرتا ہون۔

الحاصل ابن بشیر اپنے دوست سے رخصت ہوکر سیدہا دار السلطنت آیا

---

[1] بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سوالات اس کی خوبی طبیعت اور طینت کی جانچ کے لیئے کیئے گئے۔

اور مسند قضات کو زیب دی چند ہی روز مین اس کے انصاف اور اسکی
شرع کی پابندی سے نے اوس کو شہرۂ آفاق کر دیا دور دور سے لوگ اوس سے
ملنے اور اوس کی صحبت سے فیضیاب ہونیکے واسطے قرطبہ آتے تھے۔
ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے خاص سلطان پر ایک قطعہ زمین کے
متعلق جو قرطبہ کے پل کے قریب واقع تھی دعوی کیا۔ بعد تحقیقات ابن بشیر
کو مدعی کا مقدمہ صحیح معلوم ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ سلطان اپنا قبضہ اوس جایداد
سے اوٹھا لے۔ اب الحکم کے منصفانہ برتاؤ اور قانون کی پابندی کو دیکھنا چاہیے
کہ اس نے فریق اول کو طلب کر کے قیمت اوس جایداد کی دریافت کی اور
جو قیمت کہ مانگی گئی فوراً ادا کر دی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب بادشاہ
قانون شرع کے کس قدر پابند تھے۔ اسلام کا یہہ بہت بڑا اصول ہے کہ جس
قانون پاک کی رو سے بادشاہ شیخ الاسلام کو معزول کر سکتا ہے اوسی قانون پاک
کی رو سے شیخ الاسلام بادشاہ کو سزا دے سکتا ہے۔ اسلام مین کیسی سے کیسی سخت
اور جابرانہ شخصی سلطنت کیون نہ قائم ہو بادشاہ ہمیشہ قانون شرع کا تابع رہے گا جب
الحکم کو یہہ اچھی طرح یقین ہو گیا کہ ابن بشیر سے بہتر ملک کو قاضی القضاۃ نہین
مل سکتا سلطان نے اس کی قدر و منزلت مین اور زیادہ ترقی کی اور اس کے

مخالفین سے منہہ پہیر لیا۔ چنانچہ ایک روز موسیٰ ابن سمیح نے جو شاہی اصطبل کا صاحب الخیل تہا سلطان سے عرض کی کہ ابن بشیر نے میرے مقدمہ مین نا انصافی کی ہے اور ایسے احکام جاری کئے ہین جو خارج الاقتدار ہین سلطان نے جواب دیا کہ تیرے بیان کی صحت اسی وقت ہو سکتی ہے تو جا اور ابن بشیر سے ملاقات کر اگر تو اوس مین کامیاب ہوا تو مین تجہکو سچا سمجھونگا اور اس کو عہدے سے معزول کر دونگا ورنہ اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مین اوس کو اور زیادہ عزیز رکھونگا۔ چنانچہ موسیٰ حسب الحکم ابن بشیر کے مکان پر گیا اور اوس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ سلطان نے موسیٰ کے عقب مین اس واقعہ کی تحقیق کے لیئے دو مخبرون کو بہی روانہ کیا۔ ان مین سے ایک واپس آیا اور الحکم سے عرض کیا کہ جب موسیٰ نے قاضی سے ملنے کی کوشش کی۔ قاضی کے ایک ملازم نے موسیٰ سے کہا کہ قاضی کہتا ہے کہ اگر تجہکو کسی عدالتی معاملے مین کچھہ کہنا ہے تو عدالت مین وقت مقررہ پر حاضر ہو الحکم یہہ سُن کر مسکرایا اور کہا کہ مجہکو پہلے ہی یہہ یقین ہو چکا تہا کہ یہی ایک شخص اس عہدے کے لیئے موزون ہے ابن بشیر کی تعریف نہ صرف ایک دو بلکہ جتنے عرب مورخین ہماری نظر سے گزری سب کرتے ہین المقری نے بہی اپنی بے نظیر تاریخ اندلس مین اسی قاضی کی نسبت

ایک ایسا واقعہ بیان کیا ہے جس کا اظہار اس مقام پر نامناسب نہ ہوگا - وہ تحریر کرتا ہے کہ الحکم کے چچا سعید الخیر ابن عبدالرحمن الداخل نے دعویٰ کیا سعید الخیر کی مختار نے ایک دستاویز جایداد متنازعہ کی نسبت قاضی کے سامنے پیش کی - اس دستاویز پر مختلف لوگون کی شہادت موجود تھی لیکن اُن گواہون مین سے سوائے سلطان الحکم اور ایک اور شخص کے کوئی زندہ نہ تھا فریق ثانی نے یہہ عذر پیش کیا کہ جب تک دستخطون کی تصدیق نہ ہو دستاویز منظور نہین ہوسکتی ابن بشیر نے اس عذر کو تسلیم کیا اور فریق اول کو حکم دیا کہ وہ گواہون کو عدالت مین حاضر کرے - قاضی کے اس فیصلے سے سعید الخیر بہت متعجب ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ کیا اب ہماری حکومت اس قدر کمزور ہوگئی کہ ایک قاضی خاص سلطان کی دستخط کو منظور نہین کرتا اور ایسے احکام جاری کرتا ہے جس سے بادشاہ کی تذلیل عام طور پر ہو الحکم نے اپنے چچا کی بہت کچھ تشفی کی اور کہا کہ تو قاضی کی صفات اور منصفانہ طبیعت سے واقف نہین ہے - اس نے یہہ احکام انصاف رسانی کی نیت سے جاری کیئے ہین اور مین بھی نہین چاہتا کہ میری رعایا مین سے جن کی جان و مال میرے ہاتھ مین خدا تعالیٰ نے دی ہے کسی کی حق تلفی ہو - مجھکو معلوم ہے کہ تیرا دعویٰ سچا ہے دستخط کی تصدیق

کردینے مین کیا ہرج ہے یہہ کہکر سلطان نے اپنے دو قانونی مشیرون کو طلب
کیا اور انکے سامنے اپنے ہاتہہ سے اپنی دستخط کی تصدیق کی اور اس کو بند
کرکے انہین مشیرون کے ذریعہ سے قاضی کے پاس بہیجدیا۔ **ابن بشیر**
نے یہہ شاہی تحریر بغور پڑہی اور **سعید الخیر** کے مختار کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ
جبتک تصدیق کنندہ اصالتاً حاضر ہوکر تصدیق نہ کرے عدالت اس کو منظور نہین
کرسکتی **سعید الخیر** یہہ سنکر پہر **الحکم** کے پاس آیا اور کہا کہ قاضی کی عدول
حکمی اب حد سے بڑہ گئی ہے اگر اس کو فوراً سزا نہ دی گئی تو رعایا کے حقوق
تلف ہون گے اسکے علاوہ شاہی رعب داب کا قائم رہنا محال ہوگا سلطان
نے جواب دیا کہ قاضی نے اپنے فرایض منصبی کو ادا کیا ہے مین اس کو کسطرح
سزا کا مستوجب قرار دون **سعید الخیر** یہہ سنکر اور زیاد بردا شتہ خاطر ہوا اور
عرض کیا کہ کیا تو بہی میرے حقوق کو تسلیم نہین کرتا **الحکم** نے کہا کہ مین پہلے ہی
کہہ چکا ہون کہ تیرا مقدمہ بالکل سچا ہے مجھہ سے جہان تک ہوسکتا تہا مین نے
تیری مدد کرنے مین کوتاہی نہین کی البتہ قاضی کے فیصلے کے خلاف مین کچہہ نکرونگا

محمد ابن بشیر نے ۱۹۸ھ ہجری مین **امام شافعی** کے چہہ برس قبل **قرطبہ** مین انتقال کیا
۲۰۲ھ مین سلطان **الحکم** نے اپنے امرا و اراکین سلطنت کو جمع کرکے بیان کیا

کہ اب میری زندگی کے بہت تہوڑے روز باقی رہ گئے ہین میری خوشی ہے کہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اپنا ولی عہد مقرر کرون میری یہہ خواہش ہے کہ تم سب اس کی اطاعت کو بحلف قبول کرو سب سے پہلے شہزادون نے اور ان کے بعد حاجب اور قاضی القضاۃ اور دیگر ارکان سلطنت نے عبدالرحمن کے ہاتہہ پر بوسہ دیکر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ چونکہ اس زمانے مین جنگ موقوف ہتی اور ملک مین امن تہا عبدالرحمن کے ولیعہد ہونے کی عام طور پر خوشی کی گئی اور سلطان کو بہی اپنی باقی عمر آرام سے گزارنے کا موقع ملا الحکم نے ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۲۰۶ ہم سنہ ۸۲۲ء روز پنجشنبہ کو انتقال کیا یہہ طویل القامت لاغر اندام آدمی تہا۔ رنگ سانولا دراز بینی جو سامنے سے کسی قدر کج تہی۔



باب چہارم

عبدالرحمن ثانی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کے ساتھہ جنگ۔ یونان کے سفیر کا قرطبہ آنا۔ یحییٰ ابن یحییٰ ابن اللیثی اور عبدالملک ابن حبیب۔ اندلس کا محاصل۔ عبدالرحمن کے ذاتی حالات۔

سلطان الحکم کی وصیت کے موافق عبدالرحمن زینۂ سیر مملکت ہوا تخت پر بیٹھتے ہی اس نے جلیقیہ پر فوج کشی کی اور اوس ملک کا بہت بڑا حصہ اندلس مین شریک کیا اور اس جنگ کے اختتام کے بعد سلطان نے ۲۰۸ھ مین اپنے مشہور سپہ سالار امیر عبدالکریم ابن عبدالواحد کو مع فوج قسطلہ اور البہ کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا اس امیر نے عیسائیون کے قلعون پر قبضہ کیا اور ان کو اس معاہدے کی پابندی پر مجبور کیا کہ وہ مسلمانون کو قید سے رہا کرین اور حسب معمول خراج ادا کرتے رہین۔

جنگ مذکور کے بعد سلطان خانگی امور کیطرف متوجہ ہوا لیکن عیسائیون نے

اس کو آرام لینے نہین دیا اور پہر اندلس کی حدود مین آکر مسلمانون کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ سلطان نے ۲۲۴ھ مین عبد اللہ ابن عبد اللہ البلنسی کو ان کے مقابلے کے واسطے بہیجا عبد اللہ نے اہل قسطلہ کو شکست فاش دیکر اپنی حدود سے باہر کر دیا اور دوسری جانب ابن موسی نے بادشاہ جلیقیہ کو شکست دیکر سیکڑون عیسائیون کو قتل اور گرفتار کیا لیکن چونکہ ابہی کافی سزا عیسائیون کو نہین ملی تہی عبد الرحمن بذات خود ابن موسی کی مدد کو آیا اور لڑائی کے بعد بہت دور تک اس ملک کو تاراج کرنے کا حکم دیا اور جو قلعے عیسائیون نے سرحد کے قریب قائم کئے تہے اونہین مین اپنی فوج کو چہوڑ کر سلطان قرطبہ واپس آیا

۲۲۶ھ مین عبد الرحمن نے ابن موسی کو فرانسیسیون کے مقابلہ کو بہیجا اور پہر اوسی میدان مین جہان موسی ابن نصیر نے فرانسیسیون کو شکست دی تہی عرب اور عیسائی لڑائی کے لیئے تیار ہوئے۔ اس دفعہ بہی عیسائی تعداد مین مسلمانون سے بہت زیادہ تہے لیکن افسر فوج اپنی مشہور ہمنام امیر سے جرأت اور شجاعت مین کچہہ کم نہ تہا اس نے اپنی فوج کی قلت اور دشمن کی کثرت پر پروا نہین کی اور بلا خوف وہراس فوج مخالف پر حملہ کیا۔ فرانسیسیون نے بہی نہایت

دلیری سے عربون کا مقابلہ کیا اور بہت دیر تک معرکہ کارزار گرم رہا بارے آخر کو فرانسیسی منتشر ہوکر چار طرف بہاگ نکلے اور عرب مظفر و کامیاب اندلس واپس آئے

اس ہی سال موسیٰ ابن موسیٰ اور سلطان کے ایک دوسرے مصاحب خوزی مع فق مین کسی وجہ سے نزاع شروع ہوئی۔ سلطان نے خوزی کی طرفداری کی موسیٰ کو یہہ امر ناگوار گزرا اور یہہ غرسیہ بادشاہ بنبلونہ سے جا ملا اور اوس کو ورغلا کر عربون سے لڑنے پر آمادہ کیا عبدالرحمن نے ان باغیون کے دفع کرنیکے واسطے الحریث کو حکم دیا۔ شروع جنگ مین حریث ایک دو بار کامیاب ہوا لیکن ایک موقع پر دہوکے سے گرفتار ہو گیا۔ سلطان کو جس وقت اس امیر کی گرفتاری اور اپنی فوج کی شکست کی خبر پہونچی اس نے فوراً اپنے بیٹے محمد کو فوج کثیر دیکر اس دہبے کے مٹانے کی غرض سے روانہ کیا۔ شہزادے نے شہر تطلیتہ[1] کا جس مین موسیٰ مع اپنی فوج کے مقیم تہا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ نے جب اپنی کمزوری کے آثار دیکہے عفو جرائم کی استدعا کی شہزادے نے بمصلحت وقت اس درخواست کو منظور کر لیا اور خود غرسیہ کی طرف متوجہ ہوا اس جنگ مین نہ صرف عیسائیون کو شکست ہوئی بلکہ اون کا بادشاہ بہی مارا گیا[2]۔

[1] اس شہر کو انگریزی مین ٹیوڈلہ کہتے ہین۔ [2] مورخ کونڈ نے اس جنگ کا ذکر غلطی سے (دیکہو صفحہ ۴۹)

اس فتح عظیم سے عربون کو بے حد فائدہ پہونچا۔ پادشاہ غرسیہ عیسائی بادشاہون مین ممتاز تہا اور اسی کے بہروسہ پر چہوٹے چہوٹے بادشاہون کو عربون کے مقابلہ کی جرأت پیدا ہوتی تہی جب اس طرف سے سلطان کو اطمینان کامل ہوگیا تو پہر چونکہ شاہ جلیقیہ مثل غرسیہ کے ہمیشہ مصدر شورش اور فساد کا رہا کرتا تہا اور اب غرسیہ کے قتل ہوجانے سے اس کی کمر ہمت شکستہ ہوگئی تہی۔ عبد الرحمن کو یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس بانی شر فساد کو بہی مثل اس کے معین کے تہ تیغ کرنا چاہیئے پس اس نے ۲۳۱ ہجری مین ملک جلیقیہ کی طرف اپنے رایت فتح آیت کو جنبش دی۔ عرب شہر لیون تک بغیر کسی تعرض کے جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کیا لیکن یہ شہر ایسا مضبوط اور مستحکم تہا کہ عرب ایک مدت تک اس کے گرد پڑے رہے اور مختلف دستے فوج کے گرد و نواح مین چہوٹے چہوٹے شہر اور قصبون پر قبضہ کرنے کی غرض سے بہیجتے رہے بالآخر قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ ٹوٹا لیکن بے نیل مرام قرطبہ واپس آنا پڑا عربون کی فتوحات متواترہ نے اون کے زور شجاعت اور اون کی ترقی

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۸) سلطان محمد کے عہد حکومت مین کیا ہے اور یہی غلطی ایک دوسرے مورخ ام رومی نامی نے بہی کی ہے۔ المقری نے اس جنگ کا ۲۲۹ھ مین ہونا بیان کیا ہے جس سے دوسرے عرب مورخین کو بہی اتفاق ہے

علوم وفنون کو دور دور تک مشہور کر دیا تہا یورپ کے چہوٹے اور بڑے بادشاہ کچہہ بوجہ خوف اور کچہہ بوجہ شوق ان سے اتحاد و دوستی بڑہانے اور پیدا کرنے کی فکر مین پڑے ۲۲۵ھ مین طوفیلس بادشاہ قسطنطنیہ نے عبدالرحمن سے دوستانہ تعلقات قایم کرنے کی درخواست کی اوسی زمانے مین خلیفہ المامون اور خلیفہ المعتصم نے یونان پر فوج کشی کی تہی۔ اس بادشاہ کی یہہ ہی خواہش تہی کہ عبدالرحمن کو جس کو وہ عباسیون کا دشمن سمجہتا تہا اپنی مدد پر آمادہ کرے۔ اس نے اپنے نامہ مین یہہ بہی لکہا تہا کہ اگر عبدالرحمن نے اس درخواست کو قبول کیا اور فوج اور روپیہ سے اہل یونان کی مدد کی تو اس کو عمدہ موقع اپنی آبائی سلطنت کے پہر قبضے مین لانے کا ملے گا۔ عبدالرحمن نے اس کے جواب مین اپنے لایق وزیر یحیی الغزال کے ذریعے سے بیش بہا تحائف طوفیلس کو بہیجے اور یہہ سفارت مشید بنای دوستی و یک جہتی جانبین کی ہوئی۔ بادشاہ یونان نے نہایت اعزاز و اکرام سے یحیی سے ملاقات کی اور دعوت و مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا۔ ایک روز یحیی طوفیلس سے باتین کر رہا تہا کہ اس اثنا مین بادشاہ کی بی بی پر تکلف لباس پہنے کمرے مین داخل ہوئی یہہ عورت ایسی حسینہ و جمیلہ تہی کہ یحیی اس کی صورت تکتا رہ گیا۔

اور ایک عرصے تک ایسا محو جمال ہوا کہ اصلا بادشاہ کی موجودگی کا خیال بھی نہ رہا طوفیلس کو سفیر کا یہ فعل بہت ناگوار گزرا۔ مترجم کے ذریعہ سے اس خلاف تہذیب واقعہ کی وجہ پوچھی یحییٰ نے ایسے عمدہ الفاظ مین شہزادی کی تعریف کی کہ دونون کا غصہ مبدل بخوشی ہوگیا اور یحییٰ خوش و کامیاب اندلس واپس آیا۔ اس کی دانشوری اور جادو بیانی کی عبدالرحمن نے بہت کچھہ قدر کی اور اس کو پہر یورپ کے مختلف سلاطین کے پاس بطور سفیر روانہ کیا جہان یہ گیا وہان امیر و غریب سب عزت و توقیر سے پیش آتے تھے۔ آخر عمر مین کسی وجہ سے یہ اندلس سے خارج کردیا گیا۔ بقیہ عمر اس کی مثل سابق عراق اور دیگر بلاد شرقیہ کی سیر و سیاحت مین گزری۔ یحییٰ نے پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا

اوسی زمانے مین مجوسیون[1] نے جو یورپ کے شمال مین رہتے تھے اندلس پر حملہ کیا اور اپنے جہازون سے اوتر کر سمندر کے کنارے کے مقامات کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ پہلی فوج جو ان کے اخراج کے لئے بہیجی گئی تہی وہ ناکام رہی لیکن امداد کے پہونچنے کے بعد عربون نے اس غیر قوم کو شکست دی یہ لوگ جہازون پر سوار ہو کر شدونہ کی طرف بہاگے مگر عربی جہازی بیڑون نے انکا تعاقب دور تک کیا

[1] ان کو نارمنز کہتے ہین۔

مگر یہہ وحشی صفت لشبونہ ہوتے ہوئے نظرون سے غائب ہوگئے عبدالرحمن نے سمندر کے کنارے قلعجات مجوسیون کے روکنے کی غرض سے قایم کیے

عبدالرحمن کے عہد حکومت مین بہت سے نامی اور گرامی اہل سیف اور اہل قلم نے سلطنت عباسیہ کو چہوڑ کر اندلس کو اپنا وطن گردانا۔ ان لوگون مین علی ابن نفقی۔ معروف بہ زریاب[1] اوس زمانہ مین علم موسیقی مین دور دور تک مشہور رہتا عبدالرحمن کی طلبی پر اندلس آیا علاوہ اس علم کے یہہ علم نجوم اور علم ہیئت اور جغرافیہ مین کامل دستگاہ رکہتا تہا۔ کہتے ہین کہ اس کو ایک ہزار غزلین حفظ یاد تہین۔ یہ نہایت مہذب و با اخلاق شخص اور فن انشا پردازی مین اور خوش بیانی مین شہرہ آفاق تہا۔ جہان یہہ گیا وہان معزز و ممتاز رہا۔ طباخی مین بہی اس کو بہت کچہہ ملکہ حاصل تہا۔ غرضیکہ انہین خوبیون کے باعث یہہ ایسا مقرب بارگاہ سلطانی ہوا کہ عبدالرحمن اس کو ایک لحظہ کے لیئے بہی اپنے سے جدا نہین کرتا تہا زریاب کی صحبت کا اثر تمام اہل ملک کی طرز معاشرت پر بہی بہت کچہہ پڑا۔ چنانچہ پہلے اس ملک کے عرب اپنے کپڑون کو گلاب یا اور کسی

[1] اس ہی زمانہ سے اندلس کے عربون کو علم موسیقی کا شوق ہوا اور اوس کو اونہون نے درجۂ کمال تک پہنچایا رفتہ رفتہ ان کو تہذیب اخلاق اور نازک خیالی اور نفاست طرز معاشرت نے اہل یورپ کو اپنا مقلد بنالیا۔

خوشبودار پانی مین برائے نام دہولیا کرتے تہے۔ اس نے پانی مین نمک ملواکر کپڑے
دہلوانا شروع کیئے جس سے زیادہ نفاست اور صفائی پیدا ہوئی۔ اسی طرح بعض
ترکاریان جو اوس ملک مین بکثرت ہوتی تہین جن سے عرب بالکل ناواقف تہے
اون کا استعمال شروع کیا اور ہر موسم کے مناسب ایک خاص لباس مقرر
کیا۔ زریاب کی تقلید سے عربون کو بہت سی ایسی باتین معلوم ہوئین جن سے
وہ روزمرہ فائدے اوٹہا سکتے تہے۔

یحییٰ ابن یحییٰ اللیثی اسی عہد مین فقہ اور حدیث کا بہت بڑا عالم گزرا
ہے۔ یہ وہ شخص تہا کہ جس نے اوس زمانہ شور و شر مین ہزارون میل کا سفر گوارا
کیا اور مدینۂ منورہ جاکر مالک ابن انس سے فقہ اور حدیث مین درس لیا اور
ایک زمانہ تک اوس عالم کی صحبت سے مستفید ہوتا رہا اور جو کچہہ کہ اوس نے
بکمال محنت وجانفشانی حاصل کیا تہا اوس کو اندلس مین آکر اپنے ہموطنون
کو بطور تحفہ نذر کیا جو ذوق وشوق یحییٰ کو علم سے تہا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے
کہ ایک روز یہہ دوسرے طالب علمون کے ساتہہ بیٹہا ہوا درس لے رہا تہا
کہ ایک بارگی ہاتہی کے اوس طرف سے گزرنے کا غل ہوا۔ چونکہ ہاتہی اس
ملک مین ایک نئی چیز تہی اوس محلہ کے لوگ اور نیز اوس کے ہم درس سب اوس کے

دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے لیکن یحیی اپنی جگہہ سے نہین ہلا اور حسب دستور
کتاب دیکھتا رہا مالک ابن انس نے پوچھا کہ ہاتھی تیرے ملک مین نہین ہوتا
پھر تو کیون نہین اوس کو باہر جا کر دیکھتا - جواب دیا کہ مین مغرب سے مشرق
ہاتھی دیکھنے کے لیے نہین آیا بلکہ اس لیے آیا ہون کہ آپ کو دیکھون اور
آپ کی صحبت سے جو میرے ملک کو نصیب نہین خود بھی فائدہ اوٹھاؤن
اور اپنے ہموطنون کو بھی اوس سے مستفید کرون مالک ابن انس کے
منھہ سے بے ساختہ نکلا کہ تو اوس ملک کے لیئے باعث فخر و مباہات ہے
کہ جس مین تجھہ ایسا علو ہمت و بلند حوصلہ آدمی پیدا ہوا -

سلطان عبد الرحمن نے ایک مرتبہ اپنے نامور علماء کو طلب کیا اور
اون سے کہا کہ مجھہ سے ایک سخت خطا سرزد ہوئی ہے کہ مین رمضان مین دن کو
محل مین چلا گیا - اس کا کفارہ کس طرح ممکن ہے یحیی نے جو اوس وقت علماء
کے گروہ مین موجود تھا عرض کی کہ یا امیر اگر تو دو مہینے متواتر روزہ رکھے تو البتہ
تیری بخشش کی صورت ہو سکتی ہے - حاضرین یہہ سن کر خاموش ہو گئے لیکن جب
یہ لوگ دربار سے باہر آئے تو بعض نے یحیی سے پوچھا کہ کیا مالک ابن انس
نے اس کفارہ کا بدل بھی کوئی بتایا ہے یا نہین - جواب دیا کہ معاوضہ ضرور ہے لیکن

اگریں عبدالرحمن کو اس سخت سزا کا معاوضہ بتا دیتا تو اوس کو مکرر اوسی گناہ کے کرنے کی جرات ہوتی اور اب یہ ہے کہ وہ ضرور اپنے کو ہر گناہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اس پابند شرع پادشاہ کی ہمت کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے یحییٰ کے حکم کی پوری تعمیل کی۔ جیسا کہ یحییٰ لائق تہا اس کی خوش قسمتی سے اسکو الیق بیٹا نصیب ہوا اوس کا نام عیسیٰ تہا۔ اس کو صغر سنی سے سیر و سیاحت اور علماء و فقراء کی صحبت مین بیٹھنے کا بدرجہ غایت شوق تہا۔ بعد تحصیل علم جب یہہ اندلس واپس آیا تو عبدالرحمن نے عیسیٰ کو شہر قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ یحییٰ کے انتقال کے چار سال بعد اس کا ہم درس اور ہم فن ابو مروان[1] عبدالملک ابن حلبیب نے بہی انتقال کیا یہ بہی یحییٰ سے کچہہ کم مشہور نہ تہا یحییٰ کی ایک ہزار تصنیفات جن مین علاوہ اور علوم کے تاریخ اور صرف نحو اور فقہ اور اصول قانون بہی شریک ہین اوس کے دل و دماغ کی قوت اور ذہن کی تیزی کے عمدہ ثبوت ہین یحییٰ ابن الیثی نے ۲۳۴ھ مین رحلت کی —

غرضیکہ عبدالرحمن کی سلطنت مین علم و فضل و کمال کے ایسے بے بہا جوہر جڑے ہوئے تہے جن کی آب و تاب کے مقابلہ مین الماس و یاقوت معمولی

[1] یہ بہی ایک بڑا نامی گرامی عالم اوس وقت مین تہا۔

پتھر سے بھی کم رتبہ رکھتے تھے ان علماء کی دوراندیشی اور لیاقت سے بادشاہ
کی شوکت اور دبدبہ کو اس قدر قوت پہونچی کہ اندلس کے نام سے تمام یورپ مین زلزلہ
پیدا ہو جاتا تھا اور ہر بادشاہ اس سلطنت سے اتحاد اور دوستی بڑھانا باعث عزت و فخر تصور کرتا تھا

عبدالرحمن ثانی بیرونی دشمنون کے کامل استیصال کے بعد امور ملکی کی

طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ بعض محکوم عیسائی شریرالنفس مفسدہ پردازون نے ہنگامہ
برپا کیا اور بالقصد و علانیہ عام راستون اور عدالتون مین نقض امن کے مرتکب
ہونے لگے۔ پادریون نے جب دیکھا کہ حکومت کے ساتھ ہماری قوت و
وقعت بھی جاتی رہی ان سے خاموش نہ بیٹھا گیا اور مذہب کی آڑ مین عام طور پر
عیسائیون کو بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا۔ یہہ لوگ شارع عام پر اور بعض اوقات
دارالقضا مین خاص قاضی کے اجلاس پر مذہب اسلام کی توہین اور حضرت
رسول خدا صلعم کی شان مین نہایت ناسزا اور ناملایم الفاظ استعمال کرتے تھے
سلطان کی یہ اعلیٰ درجہ کی لیاقت اور خوش تدبیری اور حکام عرب کی روشن
خیالی۔ ہوشیاری اور نیک نیتی تھی کہ انھون نے ایسے نازک وقت مین
تعصب و غیظ و غضب کو اپنے پاس آنے نہین دیا اور اس فساد کو بلا کشت و خون
رفع کرنے کی کوشش کی اور ان مغویون کو تازیانۂ اغماض سے ایسی سزا دی

کہ خود ان کے ہم قوم اور ہم مذہبون نے ان کی حرکات ناشایستہ پر لعنت وملامت کی اور ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس ہنگامہ عظیم کا بانی مبانی[1] ایک عیسائی یولوجیس نامی تہا جس نے اپنے کو مرد پرہیز گار اور باخدا ظاہر کیا تہا۔ اگر عبدالرحمن ثانی سے ذرا سی غلطی ہوجاتی تو یہہ پادری ضرور اپنے ارادہ مین کامیاب ہوجاتا۔ اس کے مریدون مین دو عورتین بہی تہین ان مین سے ایک کا نام فلورا تہا اوس لڑکی کا باپ مسلمان اور مان عیسائی تہی۔ مان نے خفیہ طور پر اس لڑکی کو تلقین اپنے مذہب کی کی تہی۔ جب یہہ لڑکی سن شعور کو پہونچی تو مان کے ورغلانے سے بہاگ کر ایک کانونٹ یعنی معبد مین پناہ گیر ہوئی اس کے بہائی نے بمشکل تمام پتہ پاکر قاضی کے سامنے پیش کر دیا لڑکی نے قاضی کے سامنے اسلام کی نہایت جرأت سے توہین کی۔ قاضی نے عمداً اس کو مجنون قرار دیکر جیلخانہ مین قید کر دیا اور اس کو راہ راست پر لانے کی بہت کچھ کوشش کی مگر یولوجیس کی تعلیم کا اثر اس لڑکی پر ایسا پڑا تہا کہ یہ اپنی نازیبا حرکتون سے باز نہ آئی عیسائی[2] امرا نے عوام الناس کو ایسا اپنے قبضہ مین کیا تہا کہ ان پر ان باتون کا

[1] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلی لینول باب ۵ (صفحہ ۸۶)

[2] مورزان اسپین مصنفہ اسٹانلی لینول باب ۵ (صفحہ ۸۳)

کچھہ بھی اثر نہ ہوا۔ یہہ سب ان خود غرض پادریون کو یہہ جواب دیتے تھے کہ
عربون کی حکومت سے ہم کو کیا نقصان پہونچا ہے کہ ہم بلاوجہ تمہارا ساتھہ دین
اور اپنی جانون اور آزادی کو کھو دین۔ ہم ہر طرح آزاد اور ہماری جان اور مال
ہر طرح سے محفوظ ہی عرب ہمارے مذہب مین بالکل دخل نہین دیتے ہم بالکل
مطلق العنان اور خوش حال ہین صرف حکومت ہاتھہ سے نکل گئی ہے۔ ان فواید
کے عوض محض حکومت کی تمنا مین اپنی جان اور مال تلف کر دینا عقل و دانش
سے بالکل بعید ہے۔

عبدالرحمن کو علاوہ فتوحات کے ملک کو آراستہ اور اوس کی مالی حالت
درست اور عمدہ اصول پر قائم کرنے کا بہت کچھہ خیال و شوق تھا۔ بہ نسبت سلاطین
سلف کے اس کے عہد حکومت مین ملک بیرونی حملون اور خانہ جنگیون سے
امن مین رہا۔ ملک سرسبز اور رعایا خوش حال جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اندلس کی آمدنی
پہلے سے دوچند ہو گئی عبدالرحمن کی تخت نشینی کے زمانہ مین ٹکس کی
آمدنی چھہ لاکھہ دینار وصول ہوتی تھی اور اب اس کے حُسن انتظام سے دس لاکھہ
دینار تک نوبت پہونچ گئی تھی عبدالرحمن بن معاویہ کے زمانہ مین تین لاکھہ
دنیار بڑے شہرون سے تجارت اور اہل شہر کی مالی حالت کے لحاظ سے

وصول کیئے جاتے تہے۔ ہر شخص کو ایک رقم معینہ خزانہ عامرہ مین داخل کرنی پڑتی ہتی اور علاوہ اسی ٹکس کے یہودی اور نصاری سے ان کی حیثیت کے موافق جزیہ وصول کیا جاتا تہا۔ یہی طرز اب ہی جاری رہا لیکن کل آمدنی تین حصون مین تقسیم کی گئی تہی۔ ایک ثلث فوج پر صرف کی جاتی تہی اور ایک ثلث سے حکام وعہدہ داران سلطنت وغیرہ کی تنخواہین اور اخراجات ادا ہوتے تہے۔ بقیہ حصہ آمدنی کا خزانہ عامرہ مین خاص موقعون مثلاً جنگ وغیرہ کے لیئے محفوظ و امانت رکہا جاتا تہا۔ زکوٰۃ مطابق شرع ذریعہ آمدنی کا تہا جو خاص مسلمانون سے وصول کی جاتی ہتی۔ صدقہ۔ زراعت۔ مویشی اور اوسی تجارتی مال سے جو ملک سے برآمد ودرآمد ہوتا تہا دو دینار فی صدی بلحاظ قیمت مال لئے جاتے تہے۔ سونا چاندی اور جواہرات جو ہتہیارون کے لیئے استعمال کیئے جاتے تہے۔ اور گھوڑون کا سازوسامان اور کتابین اور وہ زیور جو شادی کے وقت دلہن کو پہنایا جاتا تہا محصول سے بری تہا لیکن اب بوجہ مصالح ملکی بحری وبرّی فوجون کی ترقی پر بادشاہ مجبور ہوا اوس وقت اور ذرایع آمدنی کے ایجاد کرنے پڑے جب کبہی وہ آمدنی جو عیسائیون اور یہودیون سے وصول ہوتی ہتی بلحاظ ملک کی ترقی اور ضروریات کے لیئے ناکافی سمجہی جاتی ہتی تو بار ٹکس کا مسلمانون پر

ڈالا جاتا تھا یہان تک کہ ان کو خورد و نوش کی اشیاء پر بھی محصول دینا پڑتا تھا اور
ان نئے محصولون کا نام المستخلاص اور جبایہ[1] رکھا گیا تھا جن کا جملہ محاصل سات لاکھ
پینسٹھ ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا عبدالرحمن نے بہت کچھ روپیہ محلات اور
باغات پر خرچ کیا لیکن ان سب یادگارون مین سے اسی عہد مین ایک ایسی
یادگار قایم ہوئی جس سے عبدالرحمن کی لیاقت اور روشن خیالی ظاہر ہوتی
ہے اس نے آبرسانی کا محکمہ قرطبہ مین جاری کیا اور پانی کے متعدد ذخیرے
بنا کر نلون کے ذریعہ سے شہر مین پانی پہونچایا۔ ملک مین پل اور راستے اور بڑے
بڑے شہرون مین مسجدین تیار کی گئین قرطبہ کی مشہور مسجد بھی بڑہائی گئی لیکن قبل
اس کے کہ مسجد کی تعمیر ختم ہوتی عبدالرحمن نے سنہ ۲۳۸ھ م سنہ ۸۵۲ع مین اکتیس ۳۱
سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا۔

عبدالرحمن کے دو سو اولادین تھین۔ ڈیڑھ سو لڑکے اور باقی لڑکیان
یہہ نہایت ہی نیک نیت ہر دل عزیز اور بیدار مغز بادشاہ تھا اس کی عظیم الشان
فتوحات کے لحاظ سے رعایا اس کو المظفر کے لقب سے ملقب کرتی تھی قیافہ شناسی
بے مثل تھا اور کہا کرتا تھا کہ حکومت اور اعزاز کی خواہش ایسے لوگون کو رہتی ہے کہ جنکو
انکی قدر نہین اور اس لیئے ایسے لوگ حکومت و اعزاز حاصل کرنے مین ہمیشہ ناکامیاب رہتے ہین اس کی اضافی اس کا سجع تھا۔

[1] باج و خراج

باب پنجم

سلطان محمد۔ اور سلطان منذر۔ اور سلطان عبد اللہ کا یکے بعد دیگرے تخت نشین ہونا۔ ان کے زمانہ حکومت کے مختصر حالات۔ عبد الرحمٰن ثالث کی تخت نشینی۔ جلیقیہ اور نوار اور البہ پر یلغار عربون کی شکست۔ عربون کی فتح۔ اہل یورپ اور عبد الرحمٰن سے بغاوت۔ سلطان کے بیٹے عبد اللہ کا قتل افریقیہ پر یلغار انتظام ممالک محروسہ عمارات کا شوق۔ اس کا دربار عبد الرحمٰن کا انتقال۔

سنہ ۲۳۸ھ م سنہ ۸۵۲ء مین عبد الرحمٰن ثانی کے انتقال کے بعد سلطان محمد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ مثل اپنے باپ کے فتوحات کا اس کو بھی بے انتہا شوق تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے موسیٰ ابن موسیٰ کو سپہ سالار لشکر مقرر کیا اور قسطلہ کی فتح کے لیے بھیجا اور ایک دوسری فوج برشلونہ روانہ کی ہنوز یہ مہم ختم نہ ہونے پائی تھی کہ طلیطلہ کے عیسائیون کی ترغیب سے بادشاہ جلیقیہ نے اندلس پر حملہ کیا۔ سلطان نے بذات خود یلغار کا عزم کیا اور وادی السلیطہ

کے کنارے پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ مقابلے مین بیس ہزار اہل طلیطلہ
اور اسی قدر جلیقیہ کی فوج تہی۔ سلطان نے چند سوار بطور ہراول عیسائیون کے
مقابلے کے لئے روانہ کئے اور بقیہ فوج کو ٹیلون اور درختون کی آڑ مین پوشیدہ
رکہا۔ ہراول کے افسر کو یہہ حکم تہا کہ وہ عیسائیون سے لڑتا ہوا ان کو ان درختون
مین لے آئے۔ جب یہہ سوار آگے بڑہے تو بادشاہ جلیقیہ نے انہین کو پوری
فوج سمجہکر حملہ کا حکم دیا۔ سوارون نے پیچہے ہٹنا شروع کیا۔ عیسائیون نے اس خیال
سے کہ عرب بہت تہوڑے ہین نہایت بے پروائی اور بے ترتیبی کے ساتہ
ان کا تعاقب کیا اور اسی طرح پسپا کرتے ہوئے پہاڑی کے اندر گہس گئے۔
سلطان ایک بلند مقام پر سے اس جنگ کا تماشا دیکہہ رہا تہا جیسے ہی یہہ پہاڑی
کے قریب پہونچے اس نے فوج کو حکم دیا کہ عیسائیون پر حملہ کرے۔ عیسائیون کو اس
فوج کا گمان تک نہ تہا اس قدر فوج کے دفعتاً پیدا ہوجانے سے ایسے بدحواس
ہوئے کہ تاب مقاومت نہ لاسکے اور بہاگ کہڑے ہوئے عربون نے
ہزارون کو قتل اور ہزارون کو گرفتار کیا اور جو کچہہ مال اون کے ساتہہ تہا تمام و کمال
عربون کے قبضے مین آیا۔

سلطان نے ۲۴۵ہہ اور ۲۴۷ہہ اور ۲۵۱ہہ ہجری مین عیسائیون اور باغیون

پر یلغار کی اور ہر بار منصور و مظفر رہا۔ ۲۵۱ ہجری مین اس کے بیٹے المنذر نے شاہ افانزو کو شکست دی اور جو مال و متاع اس کے ہاتھہ آیا سلطان کی خدمت مین پیش کیا۔ اسی سال سلطان محمد نے جلیقیہ پر پہر فوج کشی کی اور ملک کو تاراج اور قلعون اور شہرون پر قبضہ کرتا ہوا دار الخلافہ واپس آیا۔ غرضکہ اس کی عمر اسی قسم کی جنگ اور یلغارون مین گذری۔ گو یہہ بہی مثل اپنے باپ کے قدردان اہل علم و کمال کا تہا اور اس نے بہی اپنے دربار مین مشہور علما مثل ابو عبدالرحمن القرطبی وغیرہ کو جگہہ دی لیکن اس کی لڑائیون نے اس کو اس طرف متوجہ ہونیکا موقع نہین دیا سلطان محمد کے لایق اور بہادر ہونے مین شبہہ نہین لیکن بادشاہ مین علاوہ صفت بہادری اور بہی صفات کی ضرورت ہے فی الحقیقت اس کے اور اس کے بعد جو دو بادشاہ گذرے ان کے زمانہ حکومت مین کوئی نیا ملک دائرہ اسلام مین نہین آیا۔ یہہ زیادہ تر اپنے خود غرض اور خوشامد پسند مشیرون کی رائے پر چلتے تہے جن کے ظلم و زیادتی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک مین بغاوت پہیل گئی جس کے فرو کرنے مین انکی عمرین گذرین۔ سلطان محمد نے ۲۷۳ھ مطابق ۸۸۶ء مین انتقال کیا اور اسی سال المنذر تخت نشین ہوا اس کا زمانہ بہی سرحدی لڑائیون مین گذرا۔ دلیر ایسا تہا کہ جنگ مین اپنی جان تک کی پروانہ کرتا تہا۔

چنانچہ ۲۷۵ھ کی جنگ مین مارا گیا اس کے انتقال کے بعد اس کا بہائی عبد اللہ
ابن محمد تخت پر بیٹہا اس کا زمانہ حکومت ایک حد تک امن مین گزرا اور گو یہہ بہی
شائق علم و ہنر کا تہا لیکن اس کے زمانہ مین کوئی ایسا واقعہ نہین ہوا جو قابل تحریر ہو۔
دنیا کی چہوٹی بڑی سلطنتون مین یہہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ بعض بادشاہ اپنی لیاقت
و محنت اور جانفشانی سے ملک اپنے قبضہ تصرف مین لائے لیکن ان کے
بعض کوتاہ عقل اور ناعاقبت اندیش جانشینون نے اپنے باپ دادا کی
محنت اور عرق ریزی کی یہہ قدر کی کہ ناچ اور رنگ اور عیش و آرام کے پتلے بن کر
ملک کو برباد کر دیا۔ چنانچہ عربون کی سلطنت اندلس بہی اس مرض سے محفوظ نہ رہسکی
اور عبد الرحمن ثانی کے جانشینون نے کچہہ بوجہ نالایقی اور کچہہ بوجہ آرام طلبی انتظام
اور انصرام سلطنت نظر انداز کر دیا اور خود غرض اور چرب زبان ندما کہ جن کے
پاس سوائے زبانی جمع خرچ کے اصلی جوہر نہ تہا ہاتون مین پہنس گئے۔ سلطان
عبد اللہ بوجہ تلون مزاجی اس قابل نہ تہا کہ اس نوعمر سلطنت کے اہم امور کا انصرام
کر سکتا۔ سختی اور نرمی کو ایسے بیجا موقعون پر کام مین لایا کہ تمام رعایا اس سے بیزار
اور نالان تہی یہان تک کہ رعایا کو اس کے تخت پر سے اوتار دینے کا بہی خیال
پیدا ہو گیا اس کو ابہی پورے تین سال بہی تخت پر بیٹہے نہ ہوئے تہے کہ اندلسیہ کا

بہت بڑا حصہ اللہ قریب قریب خود مختار ہوگیا۔ سلطنت کا ہر رکن ایک دوسرے کا مخالف بادشاہ مین اتنی لیاقت اور دور اندیشی نہین کہ سلطنت کے مختلف ارکان سے ان کی اہلیت وقابلیت کے مطابق کام لے ہر عرب اور ہر بربری اور عیسائی نے علانیہ خود مختاری اور خود رائی سے کام لینا شروع کیا غرض اس سخت بدانتظامی اور بادشاہ کی بے انتہا لاپروائی سے ہر طرف بدنظمی پہیل گئی۔ عیسائی پادریون نے غل مچایا کہ سلطنت عرب اپنی عمر طبعی کو آپہونچی ہے اور زوال وادبار کے آثار روز بروز نمایان ہوتے جاتے ہین وہ عرب امرا کہ جن کے ہاتھون پر یہہ ملک فتح ہوا تہا اور جن کی آنکھون مین ابتک عبدالرحمن اعظم اور الحکم کے دربار کی شان وشوکت کا سمان پہر رہا تہا بوجہ ناقدردانی دارالخلافہ چہوڑ چہوڑ کر اپنی اپنی جاگیرون مین خود مختار بن بیٹھے یہان تک کہ شہر اشبیلیہ قرطبہ کی ہمسری اور برابری کرنے لگا۔ وہ شہر جو اس بدنظمی پر بہی علانیہ بغاوت کی قدرت نہ رکھتے تہے صرف برائے نام عبداللہ کو بادشاہ مانتے تہے دارالخلافہ کی نواح کے باہر جہان سلطان کی فوج کا اثر نہین پڑتا تہا کوئی شہر یا صوبہ ایسا نہ تہا کہ خاندان امیہ کی حمایت اور زندہ رکھنے پر آمادہ ہو۔

عربون کی یہہ حالت دیکہکر قوم بربر کے قول وفعل سے بہی بغاوت اور خود مختاری

سے کے آثار آشکارا ہوتے جاتے تھے حتیٰ کہ انہون نے پرتگال کے جنوب کی
طرف جو صوبہ تھا اور اندلسیہ کے مشہور شہر جیان پر قبضہ کرلیا اور ان کے
سرگروہ موسیٰ اور اس کے تین بیٹون نے جو فتنہ انگیزی اور بدمعاشی مین اپنے
آپ نظیر تھے ملک کو تباہ و تاراج اور لوٹنا شروع کردیا وہ عیسائی جو ابہی مسلمان ہوئے
تھے اور عربون سے بہی زیادہ قواعد اسلام و شریعت کے پابند تھے اور جو
ابہی تک شاہی خاندان کے خیرخواہ اور طرفدار سمجھے جاتے تھے دوسرون کی
دیکھا دیکھی بادشاہ سے مخالفت اور سرکشی کرنے لگے اور ملک کے مغربی حصہ کو
دبا بیٹھے۔ وہ عیسائی جو پہاڑون کی چوٹیون اور دامنون مین چھپے ہوئے ابہی
موقع کے منتظر تھے اب باہر نکل کر علانیہ فوجین جمع کرنے لگے سلطان نے
بارہا ان سے مقابلہ کیا لیکن ہربار ناکام رہا۔ عربون کی اس حالت زار پر زمانہ زبان حال
سے یہہ کہہ رہا تہا کہ اُے اولاد عرب تم یہہ نہ سمجہو کہ نمک اس خاندان کا جس نے
تمکو اور تمہاری اولاد کو پرورش کیا اور وہ نمک جو کہ تمہارے رگ و پے مین اثر
کرگیا ہے تمہارے یا تمہاری اولاد کے دامنون کو چہوڑے گا وہ ملک اور دولت
جس کو تمہارے باپ اور دادا نے خونبہا دیکر جان عزیز کے بدلے خریدا یون
آناً فاناً ضائع کردینا اچہا نہین بغاوت سے دین و دنیا دونون نہ کہوؤ اور سرخروئی

حاصل کرنے کے بعد اپنا منھہ کالا نہ کرو اور اپنے آباؤ اجداد کے صاف و پاک
دامنون کو ورنگی کے دھبے سے بچاؤ"

غرض جب عبداللہ نے دیکھا کہ دن بدن ملک کی حالت ابتر ہوتی جاتی
ہے تو اب اس نے عیسائیون سے صلح کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی ایسی
سوئ تدبیر سے کہ جس سے اسی کو زک اور نقصان پہونچا۔ شہر طلیطلہ سے
بھی بغاوت کی خبرین پے درپے آنے لگین نوبت باینجا رسید کہ سوائ تخت
اور تاج کے کسی قسم کا سرمایہ باقی نرہا لیکن اس شدید مایوسی اور ہراس بلکہ یہہ کہنا چاہیے
کہ نزع کی حالت مین اس سلطنت نے خفیف سا سنبھالا لیا یعنی عربون کو ملک سے
نکالنے کے قبل ہی عیسائیون مین باہمی حسد نے زور کیا اور دشمن کے مقابلے
کی عوض خانہ جنگی شروع ہوگئی اور کہین کہین خود مختار عرب امرا نے اپنے انتظام
اور خوش اسلوبی سے عیسائیون پر قدیم رعب و داب قایم رکھنے کی کوشش کی
ان سب مین سر برآوردہ ابن حجاج تھا جس نے صوبہ اشبیلیہ و قرطبہ کا
ہمیلہ بنا دیا اور سلطان کو اپنے ساتھہ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے پر مجبور کیا اور خود
اپنے کو اس صوبے کا بادشاہ کہا کرتا تھا۔ یہہ چونکہ دیرینہ سال مدبر و تجربہ کار آدمی
تھا اس نے اپنی ریاست کو پرانے اصول پر قایم رکھا تھا۔ فوج نہایت باقاعدہ

خزانہ معمور اور دربار علما و اہل فن اور دانشورون سے بہرا وہ لوگ جو کسی زمانہ مین
دربار شاہی کے رکن اعظم اور دار الخلافہ کی زیب و زینت تہے جن کی تعظیم و تکریم
کے لیئے شاہان سلف اوٹہہ کہڑے ہوتے تہے وہ اب شہر اشبیلیہ مین
نظر آنے لگے مگر جب ملک سے اتحاد اور قومی عصبیت کا خیال جاتا رہے اور ملک چہوٹی
چہوٹی ریاستون مین بٹ جائے تو پہر ایک دو کی ترقی کا اثر تمام ملک پر کیونکر
پڑسکتا ہے جب عربون کو دار الخلافہ کی ناموس کا خیال نہ رہا اور عیسائی اور مسلمان
دونون **قرطبہ** کے لینے کی فکر مین ہوئے تو اب کیا رہ گیا سب کو خیال یہی ہوا
کہ سلطنت ہاتہہ سے گئی ملک کی یہہ حالت خیر خواہان ریاست کا یہہ حال کہ
ہر شخص کو بجائی خود وارث تخت و تاج ہونیکا شوق قریب تہا کہ **طارق ابن زیاد** اور
موسیٰ ابن نصیر کے ہاتہہ کا روشن کیا ہوا چراغ جواب ٹمٹما رہا تہا خاموش ہو جائے
سنبہلنے کی تمام امیدین منقطع ہو گئی تہین کہ قضا و قدر نے چراغ بے روغن کو قدرت
کامیابی کے تیل سے سیراب کیا ایکبارگی تمام ملک مین مشہور ہو گیا کہ سلطان عبد اللہ
نے سنہ ۹۱۲ھ م سنہ ۳۰۰ھ میں پچیس برس کی حکومت کے بعد ملک کو اس تباہ حالت مین
چہوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا اور عبد الرحمٰن ثالث بن سلطان محمد سریر آرائی سلطنت ہوا
اس خبر سے خیر خواہان بنی امیہ کے جان مین جان ائی **قرطبہ** مین خوشی کے

نقارے بجنے لگے بادشاہ کی بیس برس کی عمر جوان بخت اور جوان سال تہا اوس وقت قریب کے رشتہ دار اور تاج وتخت کے دعویدار اسی جوان دولت کو گہیرے ہوئے تہے اور ملک کی یہہ حالت تہی کہ سوائے دار الخلافہ کے اور کسی جگہہ حکم شاہی کا اثر نہ ہوتا تہا لیکن جس کو خدا ابنائے اوس کو کون بگاڑے دعویدارون کے دہن پر قدرت کی مہر لگ گئی ہر شخص نے بخوشی تمام عبدالرحمٰن کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور درباریں امرا سے پہلے دعویداران سلطنت نے نذرین پیش کین۔ تمکین ووقار اس کے چہرے سے نمایان۔ اقبال وکامیابی کا ستارہ اس کی پیشانی سے درخشان۔ سخاوت اور دلیری اس کے اطوار سے آشکار مروت وفتوت افعال سے نمودار۔ پہر کیون اہل قرطبہ امیر وغریب اس پر اپنی جانین نثار نہ کرتے اہل شہر کی نظرین اس بست سالہ لڑکے کی طرف لگی ہوئین تہین اور سب نہایت مسرت وانبساط کے ساتہہ اس کی ترقی اقبال اور کامیابی کی دعائین مانگ رہے تہے اور دیکہہ رہے تہے کہ یہہ کیا طرز حکومت اختیار کرتا ہے۔ یہہ دیکہہ چکا تہا کہ اس کے دادا کی تلون مزاجی اور بے موقع سختی اور نرمی سے ملک کس حالت کو پہونچ گیا تہا اس نوجوان بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹہتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی اور پہر ایک عام حکم ممالک محروسہ مین اس مضمون کا نافذ کیا کہ

جو شاہی حکم سے ذرا بھی انحراف کرے گا قتل کیا جائے گا اور اون امراء اور عہدہ دارون کو جو باغی ہوکر خود مختاری کا دعویٰ کر رہے تھے حکم دیا کہ فوراً دربار مین حاضر ہوکر اپنے اپنے ملک کا حساب پیش کرین یہہ غیر ممکن ہے کہ کوئی حصہ ملک کا کسی کے تصرف مین بلا حکم شاہی رہ سکے فرمان مین جو احکام مندرج تھے وہ نہایت صاف اور قطعی تھے۔ گو ملک کی یہہ حالت تھی کہ ہر شخص اپنے ملک کا بادشاہ بنا ہوا تھا لیکن **عبدالرحمٰن** بھی اپنی قوم کے عادات اور صفات سے پوری طرح واقف تھا یہہ جانتا تھا کہ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ نرمی سے کام نکل آئے جرأت سے کام لینا چاہیے اور اگر اس پر بھی کام نہ نکلے تو فوج بھی امداد کے لیئے وافر ہونی چاہیے اس کی خوش اقبالی سے بغاوت کا زور بھی کم ہوتا جاتا تھا وہ لوگ جو اس فساد کے بانی تھے بہت تو مر گئے تھے جو باقی تھے ان کو ضعیفی نے کم قوت و بیکار کر رکھا تھا۔ عام رعایا نے خیال کیا کہ ہم کو گذشتہ زمانہ طوفان خیز اور حکومت شور انگیز اور انقلابات پُر آشوب سے کیا نفع پہونچا۔ عیسائیون کو گو اس زمانہ کس مپرسی اور مسلمانون کی باہمی مخالفت سے نفع پہونچا تھا اور یہہ لوگ پُر زور اور صاحب جرأت ہو گئے تھے بلکہ کچھہ ملک بھی ان کے قبضہ مین آ گیا تھا تاہم یہہ دیکھتے تھے کہ مسلمان اوسی طرح اندلس مین موجود او حکمران ہین

عربون کو عیسائیون کا یہہ زور اور اپنی یہہ حالت کب گوارا ہوسکتی تھی - ادنی اور اعلی
کی بہی خواہش ہوئی اور اسی مین اپنی بہبودی دیکہی کہ سلطان کی اطاعت و
فرمانبرداری کی جائے تا کہ وہ عزت و آبرو اور وہ مال و دولت جو ان کے آباو
اجداد نے پسینہ کی جگہہ اپنا خون گرا گرا کر حاصل کی تہی مخالفونکی دست برد سے محفوظ رہے
غرضکہ امرائے عرب کے تصفیہ کے بعد اب **عبدالرحمن** نے
عیسائیو کی طرف عنان توجہ کو منعطف کیا یہہ نہایت مشکل مہم تہی جہان صرف شجاعت ہی
نہین بلکہ لیاقت اور تدبیر کو بہی بہت کچہہ دخل تہا اس لیئے کہ ایک عیسائی **ابن
حفصون** نے موقع پا کر بہت کچہہ خزانہ اور لشکر جمع کر لیا تہا اور مع اپنے شرکاء
کے ایک نہایت مستحکم اور دشوار گزار پہاڑی قلعہ مین پناہ گیر ہوا تہا **عبدالرحمن**
نے جب دیکہا کہ ان چند کوہ نشینون کا استیصال آسان نہین اور نیز عیسائی عام طور پر
ان کے ہمدرد اور اگر موقع ملے تو انکی مدد کرنے سے بہی باز نہ آئین گے اس نے
نہایت دانشمندی سے بغرض تالیف قلوب عملاً عوام الناس پر یہہ ثابت کر دیا
کہ عدل اور انصاف کی نظر مین مسلمان اور عیسائی اور یہودی سب درجہ مساوات
کا رکہتے ہین جب عیسائیون نے یہہ دیکہا کہ سلطان بلالحاظ قوم و ملت عدل پر آمادہ
اور رعایا کے حقوق کا نگران ہے سب نے ہتہیار رکہدیئے اور دربار سلطانی مین

حاضر ہوکر عفو خطا کے طلبگار ہوئے سلطان نے نہایت دلجوئی اور دلدہی کے ساتھہ سب کو بکمال خوشی واپس کیا۔ جن عیسائیون کی جائداد اس طوائف الملوکی مین ضائع ہوئی تہی اون کی امداد شاہی خزانہ سے کی گئی لیکن ابن حفصون مع چند اشرار کے بدستور بغاوت اور جنگ پر آمادہ رہا راتون کو شبخون مارتا اور لوٹ مار سے شاہی لشکر کو پریشان کر رکہا تہا مگر بقول شخصے یک پیری وصد عیب بڑہاپے نے اس کی ہمت اور جرأت کو پست کر دیا تہا صرف ملک اور قوم کی خیر خواہی تہی کہ اس کو لڑا رہی تہی اس ہی اثنا مین اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے ہمراہیون نے اپنے کو بے یار و مددگار دیکہکر ہتہیار رکہدئے اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان مع چند سوارون کے قلعہ مین داخل ہوا اور قلعہ کے ایک برج پر کہڑے ہوکر جب اس نے اجمالی نظر چارطرف ڈالی قلعہ کو نہایت مضبوط اور مستحکم پایا اور اس طرح بلا کشت وخون قلعہ کو اپنے قبضہ مین پاکر بخیال تائید غیبی حالت وجد مین دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور جن عیسائیون نے اس کو اس قدر حیران و پریشان کیا تہا سب کو بغیر باز پرس معاف کر دیا اور خود یلغار کر کے راستے کے شہرون کو فتح کرتا ہوا طلیطلہ پہونچا۔ یہی ایک شہر باقی رہ گیا تہا اس مشہور شہر کا قلعہ وسیع اور دیوارین نہایت مستحکم تہین لیکن سلطان فتح ونصرت نشان کب ان مشکلات کو خیال مین

لاتاتھا بلاخوف وہراس اس کی دیوارون کے سایہ مین خیمہ زن ہوا۔

طلیطلہ وہ شہر تھا کہ جس نے بہادرترین بہادرون کی ضرب شمشیر کو برداشت اور بہت سے جنگجویان قلعہ شکن کو ناکام ونامراد واپس کیا اس کی شان وشوکت گواہی دے رہی تھی کہ یہہ شاہان سلف کا مایۂ نازوفخر تہا مگراب اس کوایک بادشاہ کے سامنے کہ جس کا نیر دولت وحکومت ترقی روزبہ پیر ہے سرتسلیم خم کرنا پڑا۔ ابتدا مین **طلیطلہ** کی مستحکم دیوارون نے عربون کے متواتر حملون کو رد کر دیا۔ **عبدالرحمن** نے جب دیکھا کہ معمولی تدبیرون سے کشایش کار ممکن نہین اس نے نہایت استقلال کے ساتھہ اس ہی شہر کے قریب ایک دوسرا شہر موسوم بہ **الفتح** آباد کیا اور وہین سے محاصرہ کو بدستور قایم رکھا ہر طرف کے راستے اور رسد کے ذرائع مسدود ومفقود ہو چکے تھے چندہی روز مین محصورین دست فقر وفاقہ سے ایسے تنگ آ گئے کہ انجام کار دروازے شہر کے کھولدیئے اور اطاعت وفرمانبرداری قبول کرلی۔

اٹھارہ برس کی تباہی وبربادی کے بعد اب پہر ایک بار تمام ملک **اندلس** خاندان بنی امیہ کے دائرۂ حکومت مین آیا اس وقت سلطان نے اپنے طرز حکومت کو بالکل بدل دیا اور عرب امرا سے جن کی خودغرضی اور سرکشی نے ملک کو

قریب قریب تباہ و ویران ہی کر دیا تہا وہ وسیع اختیارات جو ان کو اس وقت تک
حاصل تہے واپس لے لیئے کوئی اہم کام سلطان کی بلا اجازت یہہ نہین کر سکتے
تہے اور صوبون مین وہی اختیارات استعمال کر سکتے تہے جو دربار سلطانی
سے عطا ہوئے تہے عبدالرحمن کی طرز حکومت حسب ذیل اصول پر قائم تہی۔
(۱) شاہی اقتدارات کو سوائے سلطان کے اور کوئی امیر کام مین نہین لا سکتا تہا
اور تمام اہم امور سلطنت بغیر شاہی اجازت کے کوئی امیر یا وزیر فیصل نہین کر سکتا تہا
(۲) اس نے اونہین لوگون کو بڑہایا جو خاص اس سے وابستہ و خیر اندیش تہے
تاکہ سازش و عدول حکمی کی بنیاد باقی نہ رہے۔
(۳) پُرانے امرائے عرب جن سے سازش اور عدول حکمی کا خوف تہا سب کی اقتدارات
صلب اور ان نئے لوگون کو عطا ہوئے۔
(۴) شاہی رعب و داب قائم رکہنے کی غرض سے اس نے اپنی فوج کی تعداد
کو بہت بڑہا دیا تہا اور اپنے غلامون کا ایک باڈی گارڈ قائم کیا جس مین عیسائی
اور مسلمان دونون شریک تہے یہہ وہ فوج تہی جس نے نہایت نازک موقعون پر
سلطان کا ساتہہ دیا اور اس خاص فوج کے بڑہانے کی یہہ ترکیب ایجاد کی تہی
کہ ہر سپاہی کو حسب حیثیت جاگیر عطا کی اور یہہ حکم دیا کہ وہ اوسی آمدنی سے اپنی فوج تیار

کرے جو بوقت ضرورت شاہی فوج مین شریک کر لی جاتی تہی۔
اس جدید طرز حکمرانی سے بظاہر ملک کو بہت فائدہ پہونچا۔ قدیم امرا کی قوتین توڑ دینے سے فی الحال بغاوت اور سرکشی کا خطرہ جاتا رہا اور نو دولتون کو عبرت حاصل ہوئی غلامون کی خاص فوج قائم کرنے سے اور اس کو روز بروز ترقی دینے سے بدمعاش اور جرایم پیشہ کا نشان تک ملک مین باقی نہین رہا لیکن اس سخت اور جابرانہ طرز حکومت سے آیندہ چل کر سلطنت کو ایسا نقصان پہونچا کہ جس کا حد و پایان نہین جیسا انقلابات عظیم کے بعد شخصی سلطنتون مین ہمیشہ دیکہا گیا ہے۔ اس وقت بہی عرب رعایا جو خود غرض اور ظالم امرا کے ہاتہون جان بلب تہی ایسے با اخلاق رعایا پرور عدل گستر بادشاہ کو دیکہکر دل و جان سے اس کا ساتہہ دینے اور مرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن رفتہ رفتہ اس خاص فوج کا حال مثل ترکی ینی عسکر[1] کا سا ہوگیا اور دن بدن اس قدر ترقی کی کہ آیندہ چل کر یہہ فوج جس کو چاہتی تہی بادشاہ بنا دیتی تہی اور جس کو چاہتی تہی تخت سے اوتار دیتی تہی۔ اور یہی فوج اس

[1] ینی لفظ ترکی ہے بمعنی نئے کے ینی عسکر یعنی نیا لشکر۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ حکومت تک سلطنت عثمانیہ مین یہی فیوڈل سسٹم یعنی فوجی جاگیرون کا قاعدہ جاری تہا جس سے سلطنت کو ایسا نقصان پہونچا کہ بالآخر سلطان محمود نے اس کو بہت کشت و خون کے بعد مسدود کر دیا۔

سلطنت کے بگاڑ کی بانی ہوئی۔

جب ملک اندلس خانہ جنگی کے جھگڑون سے پاک وصاف اور سلطان کو اطمینان کامل حاصل ہوگیا تو اب یہہ اپنے بیرونی دشمنون کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو دو قوی بازو دشمنون کا ایک ہی دفعہ مقابلہ کرنا پڑا شمال کی جانب نصاریٰ اور جنوب کی جانب بنی فاطمہ جنہون نے ابہی افریقیہ کے شمالی حصّہ مین اپنی حکومت قایم کی تہی اندلس پر حملہ کرنے کے واسطے وقت اور موقع کے منتظر تہے۔ جوانی کا عالم بخت و اقبال یاور۔ فوج و رعایا اپنے دلیر و جفاکش اور غریب پرور بادشاہ پر جان نثاری کے لیئے دل سے آمادہ اور وہ خزانے جو بدنظمی کے زمانہ مین خالی پڑے تہے معمور بہلا یہہ کب ان دشمنون کو خیال مین لاتا لیکن دور اندیشی اس کے خمیر مین تہی اس نے فوج کشی سے قبل تدبیر سے کام لیا اور چند ہی روز مین افریقیہ کی رعایا مین مذہبی فساد کی بنیاد ڈال دی اور خود بیٹہا ہوا اپنی تدبیر کی تاثیر کا تماشا دیکہتا رہا۔ مذہبی آگ بہلا کسی سے بجہہ سکتی تہی جو حاکم اس کو فرو کرنے کی کوشش کرتے تہے وہ کسی نہ کسی فریق کی طرفداری کر بیٹہتے تہے۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ آتش فساد زیادہ مشتعل ہوتی تہی۔ ملاؤن کا بیچ مین ڈالنا تیل کا حکم رکہتا تہا یہہ اتنے کہان کہ مصالح ملکی اور مہمات مملکت کو پیش نظر رکہین جہان کسی نے

ان کے فتوون پر اعتراض کیا یہہ فوراً اس کو کافر اور واجب القتل قرار دیتے
تہے غرض اس فسادنے اس قدر طول کہینچا اور سلطان نے اپنی لیاقت کے وہ جوہر
دکہائے کہ بغیر کشت وخون اور خرچ کے ملک بربر اس کے قبضے مین آگیا
اور اس نے فوراً فوج کثیر بہیجکر ملک اور سرحد کا انتظام کرلیا۔ شاہانِ بنی فاطمہ
اندلس کو لینے کے عوض اپنے ملک کا عمدہ حصہ کہو بیٹہے اور قلعہ سوطا پر
خاندان بنی امیہ کا پہریرا ہوا مین لہرانے لگا اس ملک کی آمدنی سے عبدالرحمن
نے دریائی بیڑون کو ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا بحر متوسط کی حکومت
جس کو خاندان بنی فاطمہ باعث فخر سمجھتے تہے وہ بہی سواحل افریقہ کے ساتہ
ان کے قبضے سے نکل گئے۔ یون تو اسلام کے شاہان سلف اور معاصرین
کو عموماً بحری قوت کے ترقی دینے کا شوق تہا لیکن ملک گیری کے شوق و
ذوق نے سلطان کے دل مین دریائی حکمرانی کا اس درجہ شوق پیدا کیا کہ بہت
تہوڑے عرصہ مین اس کے جنگی جہاز آبنائے طارق اور بحر متوسط پر حکومت کرنے لگے
جبتک سلطان اس مہم جنوبی مین مشغول رہا شمالی دشمن کی روک تہام کرتا جاتا تہا
لیکن اب اس مہم کے اختتام کے بعد عیسائیون کی طرف متوجہ ہوا عیسائیون نے
جو ہر طرح جنگ کے واسطے آمادہ اور تیار تہے خود پیش قدمی کی یلغار کرتے ہوئے

سرحد اندلس مین داخل ہوئے۔ ہم اس تاریخ کے پہلے حصے مین بیان کر آئے ہین کہ جب عربون نے جلیقیہ کو فتح کیا تو ایک عیسائی پلیو نامی معتیں ہمراہیون کے پہاڑون مین جا گہسا تہا اور وہین عربون کو ستانے اور اپنی قوم کو عربون کی بغاوت پر آمادہ کرنے کی کوششین کرتا تہا عرب ان چند گمنام آدمیونکو ڈاکو اور رہزن تصور کر کے کچہہ اعتناء نہ کرتے تہے پلیو نے عربون کی بے پروائیو نسے پورا فائدہ اوٹہایا اور گو یہہ خود اپنے دلی مقصود کو نہین پہونچا لیکن اس کی جانشین اس کی وصیت پر ثابت قدم رہے۔ یہہ وہی وحشی عیسائی ہین جو اب پر زور لشکر کے ساتہہ پہاڑون مین روپوش رہنے کی عوض جنگ کے لیئے پیش قدمی کر رہے ہین اور عربون کی فوج اور ساز و سامان کو خیال مین نہین لاتے ۱۵۷ھ مین الفانزو اردونی نے پلیو کی بیٹی سے شادی کی جس سے پلیو کو دونی قوت حاصل ہوئی اس نے الفانزو کی مدد سے اور نیز باغی عیسائیون کو اپنا معین و مددگار بنا کر بڑے بڑے شہرون مثل سمورہ لیون الکبیرہ اور سالونیکا وغیرہ پر عربون کو شکستین دیکر اپنا قبضہ کیا۔ قریب قریب تمام ملک جلیقیہ اور قسطلہ عربون کے دائرہ حکومت سے نکل گیا تہا پہلے پہل عربون نے ان کو اپنی سرحد مین آنے سے روکا لیکن اہل طلیطلہ اور شاہ نوار کی مدد سے یہہ لوگ عربون کو پیچہے ہٹاتے ہوئے

آگے بڑہتے گئے۔ عیسائی مذہبی تعصب سے اندہے ہو رہے تہے
جنگ مین سپاہی اور غیر سپاہی عورتون اور بچون مین تمیز نہین کرتے تہے جو مسلمان
ان وحشیون کے سامنے آجاتا تہا اوس کو بلا سوال وجواب ملک عدم کا
راستہ بتا دیتے تہے۔ جن شہرون پر یہہ قابض ہوتے تہے وہان مسلمان مردون
اور عورتون اور شیر خوار بچون کے خون سے دریا بہا دیتے تہے جو بچ جاتے
تہے ان کو جبراً عیسائی مذہب اختیار کرنا یا غلامی کا طوق گردن مین ڈالنا پڑتا تہا
خلاف اس کے کہ جب کبہی عرب میدان جنگ مین فتحیاب یا کسی ملک پر
قبضہ کرتے تہے تو سوائے اون لوگون کے جو مردانہ وار تیر و شمشیر سے ان کے
سد راہ ہوتے ضعیف اور بچون کو اور اون لوگون کو جن کو لڑائی سے کوئی
تعلق نہ ہوتا تہا گو وہ عیسائی یا کافر کیون نہ ہون اپنے علم ظفر پیکر کے سایہ مین پناہ
دیتے تہے۔ جب کبہی انہون نے کسی شہر کو فتح کیا تو انصاف و رحم دلی اور
دل جوئی سے رعایا کے دلون کو اپنے ہاتہہ مین لے لیا ان کے سامنے
مسلمان اور نصاریٰ اور یہودی سب برابر تہے کرجاؤن کی بدستور قائم
بلکہ عربون نے یہان تک کیا کہ یہودی اور نصاریٰ کے حقوق اور مذہب کی حفاظت کیلئے ایک علحدہ[1]

[1] المقری اور "ہسٹری آف دی سارسینس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۱ صفحہ ۳ ۷ ۵ جو شخص کہ غیر مسلم (دیکہو صفحہ ۸۰)

محکمہ قایم کیا تہا۔ غرض کہ عربون کے عہد حکومت مین مذہبی تعصب نام کو نہ تہا
لیکن باوجود ان تمام باتون کے جب پیہم انقلابات اور بدنظمی نے سلطنت کو کمزور
کیا اور عیسائیون نے موقع پاکر زور پکڑا تو ان تمام احسانات سابق کو فراموش کرکے محض
مذہبی تعصب اور اختلاف کی وجہ سے یہہ وحشیانہ طرز جنگ اختیار کیا اور ہزارون
بے گناہ عورتون اور بچون اور اون لوگون کو جن کو جنگ سے کچہہ تعلق ہی نہ تہا قتل کر ڈالا
عبدالرحمن کو ہنوز پورے دو سال بہی تخت پر بیٹہے نہ ہوئے تہے کہ
اردونی ثانی نے اس کے حدود مین آکر ملک اور رعایا کو تباہ کرنا شروع کیا
بلکہ دار الخلافہ کے قریب آپہونچا۔ بادشاہ ابہی تخت نشین ہوا تہا عرب امرا اپنے
اپنے صوبون مین خودمختاری کے دعوے کر رہے تہے نہ فوج و سامان اتنا کہ
دشمن کو کلہ بکلہ جواب دے سکے ایسے نازک وقت مین اس نے دشمن کے حملے کو
روک دینے پر اکتفا کیا اور سلطنت کے انتظام و انصرام کی طرف دل سے متوجہ
ہوا۔ اب یہہ وہ وقت ہے کہ سلطان خداداد اقبال کی تائید اور اپنی لیاقت اور
جرات کی امداد سے ممالک محروسہ پر پورے طور سے تسلط ہوچکا ہے اور بنی فاطمہ
کے تصفیہ کے بعد فوج و سامان سے درست عیسائیون کے مقابلے

بقیہ صفحہ (۷۹) سب کے مذہب اور جایداد وغیرہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تہا اوس کو خطیب الزمام کہتے تہے

کے لئے تیار رہے اس نے فوراً ایک دستہ فوج کا بطور ہراول عیسائیون کو
سرحد پر روکنے کے لیئے بھیجا اس فوج نے یہان تک کامیابی حاصل کی
کہ اپنے سے چوگنی فوج کو ریلتی ہوئی دشمن کی سرحد مین گھس گئی اور متواتر شکستین
دیکر عیسائی فوج کو منتشر کر دیا۔ ۳۰۵ ہجری مین سلطان نے مکرر فوج روانہ کی
لیکن اس مرتبہ **شاہ اردونی** نے عربون کو شکست دی اور عرب منتشر ہو کر
میدان سے ہٹے افسر فوج نے اس بدنامی سے میدان جنگ مین مرجانا
پسند کیا اور شمشیر بکف اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتا ہوا یکہ و تنہا عیسائیون کے انبوہ کثیر
مین در آیا اور شہادت کا درجہ پایا۔ عیسائیون کا تعصب مذہبی اس واقعہ سے منکشف
ہوتا ہے کہ **اردونی** دون ہمت نے اس آدمی کے سر کو سور کے سر کے ساتھہ
قلعہ کے دروازے پر نصب کیا۔

لیون اور **نوار** کے عیسائیون کا دل اس قدر بڑھا کہ یہہ لوگ پھر میدان مین
آموجود ہوئے لیکن دار الخلافہ کی فوج نے ان کو شکست دیکر واپس کر دیا **عبد الرحمن**
نے دیکھا کہ اس طرز جنگ سے یہہ لوگ اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ رہین گے اور
چھوٹی چھوٹی کامیابیون کو فوز عظیم سمجھین گے **عبد الرحمن** نے بذات خود مقابلہ
کا عزم کیا اور ۳۰۸ھ مطابق ۹۲۰ء مین اپنے بہادر و تجربہ کار امرا کو ساتھہ لیکر

عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ شاہ اردونی ثانی بن الفانزو کی مدد کے لیئے شاہان فرانس اور البشکنس اپنی اپنی فوج لیئے میدان مین موجود تہے سلطان کے میدان جنگ مین موجود ہونے سے ہر امیر اور ہر سپاہی عجب شوق سے لڑائی کا انتظار کر رہا تہا اور منتظر تہے کہ کب ہم کو اپنے جوہر سپہ گری کے دکہانے اور حق نمک ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مختصر یہہ کہ ایسی سخت جنگ واقع ہوئی کہ جس کا بیان نہین ہوسکتا عبدالرحمن قلب لشکر مین کہڑا ہوا تماشا دیکہہ رہا تہا اور جہان کہین اپنی فوج کو کمزور اور ہٹتا ہوا دیکہتا وہان اپنی خاص فوج کو لیکر مثل بجلی کے جا گرتا تہا اور دشمن کی فوج کو درہم و برہم کرکے ریلتا ہوا لشکر مخالف کے قلب پر جا پہیکتا تہا عیسائیون نے اپنی فوج کو سنبہالنے کی بہت کوشش کی لیکن عربی سوارون کے حملے کو جس سے یہہ ہمیشہ خوف زدہ رہتے تہے روک نہ سکے منتشر اور بدحواس ہوکر بہاگ نکلے کشتون کی انتہا نہ تہی جو گرفتار ہوئے تہے اون کی تعداد ہزارون تہی۔ سلطان فتح کامل کے بعد وہان کے قلعون اور مورچون کو تباہ اور منہدم کرتا ہوا اپنے دارالخلافہ مین واپس آیا۔

عبدالرحمن کو معلوم تہا کہ اس بے مثل کامیابی سے عیسائیون کی امیدون پر پانی پہر گیا اور اب ان کا سنبہالنا مشکل ہے لیکن مذہبی اور قومی جوش سے

یہہ خوب واقف تہا اور سمجہتا تہا کہ جب تک ان کی قوت پورے طور سے ٹوٹ نہ جائیگی یہہ پہر اوسی جوش سے مقابلہ ضرور کرینگے لہذا اس نے اس جنگ کے بعد ہی پہر فوج و سامان کو درست کرنا شروع کیا اور یہہ قصد کرلیا کہ اس قدر فوج و سامان اور ہتیار رہو جانا چاہیے کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تا کامل تصفیہ لڑائی برابر جاری رہے عبد الرحمن ہنوز اسی انتظام مین سرگرم تہا کہ اس کو خبر پہونچی کہ اردونی اور شاہ بنبلونہ نے پہر اس کی سرحد مین آکر چند قلعون پر قبضہ کرلیا او ملک و رعایا کو تباہ کر رہے ہین۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۱۱ھ م سنہ ۹۲۳ع مین ہوا جس قدر فوج کہ موجود تہی اس کو لیکر عبد الرحمن آگے بڑہا لیکن سابق کی جنگ سے اس کا اتنا رعب مخالفین پر چہا گیا تہا کہ اس کی آمد آمد سنتے ہی عیسائی فوج قلعونکو خالی کرکے خائف و ہراسان اپنی اپنی سرحد کی طرف بہاگی سلطان بغیر کسی تعرض کے بنبلونہ کے پایہ تخت تک چلا آیا عیسائیون پر جو خوف کہ طاری ہوچکا تہا اوس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ مع فوج اپنے پایہ تخت کو چہوڑکر بہاگ گیا سلطان خدم و جلوس کے ساتہہ شہر مین داخل ہوا شہر پناہ اور قلعون کو منہدم کردیا۔ اس ملک پر اب قبضہ کرلینا بڑی بات نہ تہی مگر اس کے اقبال کو دیکہو کہ ہنوز ایک دشمن کا ملک اس کے قدمون کے نیچے پڑا لرز رہا تہا کہ اس کو

اردونی والی لیون کے مرنے کی اور اس کے بیٹون مین خانہ جنگی شروع ہوجانے کی خبر پہونچی - یہہ مہم یون بغیر محنت ومشقت سر ہوگئی - سلطان کی خوشی کا کیا پوچھنا تھا وہین جشن شاہانہ منعقد ہوا اور سلطان وفوج دونون شادان وفرحان دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے -

عبد الرحمن نے شہر قرطبہ پہونچکر ان فتوحات متواترہ کی یادگار مین اور نیز اپنی عزیز رعایا کی خواہش اور مذہبی جوش ان کے دلون مین پیدا کرنے کی غرض سے امیر المومنین[1] اور الناصر الدین اللہ کے خطاب سے اپنے تاج وتخت کو رونق بخشی -

عبد الرحمن ۳۲۲ھ مطابق ۹۳۳ء مین یلغار کرکے نبلونہ پہونچا - وہان کی شہزادی طوطہ نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا لیکن بادشاہ کے پہونچتے ہی حاضر ہوکر عفو خطا کی خواستگار ہوئی - سلطان نے اس کی خطا کو معاف کیا اور اوس کی بیٹے غرسیہ کو اوس ملک کی حکومت بخشی اور خود البہ ہوتا ہوا دار الخلافہ واپس آیا مگر ۳۲۵ھ مین ملکہ نبلونہ نے خلاف معاہدہ عمل کیا جسکی فوراً تلافی کردیگئی

[1] اس سے قبل اندلس کے بادشاہ امیر یا سلطان کہلاتے تھے اس ہی کے وقت سے یہہ خلفائے اندلس کے نام سے مشہور ہوئے لہذا ہم نے بھی یہان سے بجائے سلطان کے خلیفہ لکھا ہے -

عبد الرحمن ملک کے انصرام و انتظام مین مشغول تہا کہ ناگاہ خبر
پہونچی کہ لیون مین خانہ جنگی ختم ہوگئی اور ردمیر ثانی تخت نشین ہوا یہہ شخص
نہایت لایق اور شجیع تہا مگر اپنے متقدمین کی طرح بلکہ ان سے سہ چند متعصب
اور عربون کا دشمن تہا اسی اثنا رمین احمد ابن اسحٰق سلطان کا وزیر کسی سنگین جرم
کی پاداش مین قتل کیا گیا۔ یہہ امیہ ابن اسحٰق صوبہ دار سرقسطہ کا بہائی تہا۔
جب اس کے قتل کی خبر امیہ کو پہونچی اس نے پاس نمک اور قوم اور مذہب کو بالائے
طاق رکہا۔ ردمیر سے اپنے بادشاہ کے خلاف سازش کی سلطان فوراً فوج
لیکر تنبیہ کی غرض سے آیا امیہ مین اتنی قدرت کہان تہی کہ سلطان کا سامنا کرتا
سرقسطہ سے بہاگ کر ردمیر سے جاملا اور اسپر عربون کے فوجی راز ظاہر
کردئے لیکن عبد الرحمن بلا خوف جلیقیہ کے پایہ تخت سمورۃ تک چلا آیا اور
شہر کا محاصرہ کرلیا اس کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تہی ردمیر اس وقت اپنے پایہ تخت مین
موجود نہ تہا اس یورش کی خبر سن کر فوج کثیر کے ساتہہ آپہونچا۔ ماہ شوال ۳۲۷ہجری م
سنہ ۹۳۹ع مین یہہ جنگ الخندق شروع ہوئی شہر سمورہ اور اس کا قلعہ سات مستحکم و
بلند دیوارون سے گہرا ہوا تہا اور ہر دیوار کے بعد ایک نہایت عمیق اور پختہ خندق بنی
ہوئی تہی۔ پہلے جو کچہہ کہ لڑائیان میدان مین ہوئین اون مین عرب ہمیشہ کامیاب رہے

لیکن سورج گہن کے تیسرے روز عیسائیون نے بہت سخت حملہ کیا عرب ان کو پسپا کرتے ہوئے شہر کی دو دیوارون کے اندر گہس گئے مگر خندقون کی وجہ سے فوج کی ترتیب و قاعدہ باقی نہین رہا۔ تیسری دیوار کے قریب عرب ہنوز سنبہلنے نہ پائے تہے کہ عیسائیون نے ایک دفعہ مڑکر حملہ کیا اور ان کی مدد کے لیے وہ فوج جو دیوارون کے پیچہے چہپی بیٹہی تہی مثل پانی کے اُبل پڑی چارطرف سے عربون کو گہیر لیا خندق مین جو عرب آگئے تہے اون مین سے ایک نہ بچا بیان کیا جاتا ہے کہ قریب پچاس ہزار عرب کے خندقون مین ڈوب گئے جس زمانہ سے کہ عربون نے اس سرزمین مین قدم رکہا اس وقت تک ایسا حادثہ سخت ان پر نہین گزرا تہا۔ جو پس ماندہ فوج اس آفت سے بچکر نہایت بے ترتیبی سے بہاگی تہی اوس کا تعاقب اگر ردمیر کرتا تو اوس کا قتل اور غارت ہو جانا نہایت آسان امر تہا لیکن امیہ ابن اسحق نے ردمیر کو تعاقب سے روکا اور یہہ خوف دلایا کہ مبادا عرب جہاڑیون مین نہ چہپے ہون اور اس کی فوج پر پیچہے سے حملہ کر بیٹہین اور یہہ فتح مبدل بہ شکست نہ ہو جائے اور جو بے حساب اسباب و دولت کہ عرب چہوڑ گئے ہین ہاتہہ سے نہ نکل جائے لیکن امیہ نے اب دیکہا کہ اس شکست کے بعد عبدالرحمن چپ نہ بیٹہے گا بلکہ ایسا بدلہ لے گا کہ پہر شاید کوئی عیسائی اس

ملک مین دکہائی دے۔ اس نے سلطان سے بہ عجز والحاح عفو خطا کی درخواست
کی۔ خطا بخش عذر نیوش سلطان نے درخواست کو فوراً منظور کرلیا اور اس
سیاہ رو نمک حرام نے جس کی وجہ سے ہزارہا عرب شہید ہوئے تھے اپنے تئین
بادشاہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اس شکست عظیم اور قتل عام سے خلیفہ ایسا
متاثر ہوا کہ پہر اس نے بذات خود فوج کشی نہین کی لیکن ہر سال اپنے فوجی
امیرون کو ردمیر کے مقابلہ کے لئے بہیجتا رہا جنہون نے ایسا بدلہ عیسائیون
سے لیا کہ پہر ردمیر کو عربون کے مقابلے کی جرات نہ ہوئی اور ان متواتر کامیابیونکا
اثر نہ صرف ردمیر پر ہوا بلکہ تمام عیسائی قوتین قریب و دور کی اس قدر متاثر اور خائف
ہوئین کہ ہر بادشاہ نے سفیر عبدالرحمن کی دوستی اور رضامندی حاصل کرنیکی
غرض سے قرطبہ بہیجے چنانچہ ۳۳۶ھ ۹۴۷ء مین قسطنطین شہنشاہ قسطنطنیہ نے
بیش بہا تحائف بذریعہ سفیر بہیجے خلیفہ نے سفیر کا نہایت اعزاز و احترام کیا
شہر کثرت آئینہ بندی اور آرایش سے مثل دولہن معلوم ہوتا تہا تمام فوج نئے سامان
و اسلحہ سے آراستہ قصر اور دربار کی آراستگی کی تعریف نہین ہوسکتی تہی تخت پر خلیفہ
رونق افروز گرد و پیش شہزادے اور والیان ملک اور ارکان سلطنت دست بستہ
حاضر جس وقت سفیر اور اس کے ساتہی سامنے پیش ہوئے تو رعب و داب شاہی

اور دربار کی شان وشوکت دیکھکر دنگ ہو گئے اور سر جھکائے تخت کے قریب
آکر اپنے بادشاہ کا نامہ پیش کیا عبدالرحمن نے علمائے حاضر دربار کو حکم دیا
کہ وہ اسلام کی شان وشوکت اور بزرگی اور خلفای اندلس کی فتوحات بیان کرین
لیکن حاضرین دربار کے دلون پر کچہہ ایسا رعب چھا گیا تہا کہ ان مشہور علماء مین سے
یکے بعد دیگرے ہر شخص نے تقریر شروع کی لیکن دو چار لفظون سے زیادہ نہ
کہہ سکے۔ خلیفہ نے یہہ دیکھکر ولیعہد الحکم کے اتالیق ابو علی القالی کی طرف
اشارہ کیا۔ یہہ حال ہی مین عراق سے اندلس آیا اور علم وفضل مین بے نظیر سمجھا جاتا تہا
مگر اس کو بہی یارائی گویائی نہ ہوا یہہ حالت دیکھکر منذر ابن سعید اپنے مقام پر
کھڑا ہوا۔ گو مثل علمائی دیگر کے اس کا علم وفضل اس قدر مشہور نہ تہا لیکن اس نے
اس خوش اسلوبی اور نہایت شستہ تقریر مین خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور ایک ایسا
پرجوش برجستہ قصیدہ پڑہا کہ اہل دربار کی زبانون پر تعریف جاری ہوگئی خلیفہ اس قدر
خوش ہوا کہ اس کو اوسی وقت قاضی القضاۃ کے عہدے سے سرفراز کیا۔ اس دربار
کے بعد عبدالرحمن نے کئی روز تک سفیرون کی مہمانداری کی اور ہشام بن
ہذیل کو اپنی جانب سے بصیغہ سفارت یونانی سفیر کے ساتہہ قسطنطنیہ روانہ کیا اور
یہہ حکم دیا کہ دونون سلطنتون مین دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک معاہدہ

لکھوائے ہشام دوسال کے بعد کامیاب واپس آیا اس کے بعد ذوقو
بادشاہ سلاونیز اور شاہان المان[1] اور فرانس نے یکے بعد دیگرے سفیر
عبدالرحمن کے پاس بھیجے سلطان ان سب سے نہایت اخلاق و مروت
کے ساتھ پیش آیا اور مناسب جوابات و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرماکر ان سب کو رخصت کیا

جب اردونی اور شاہ پیرشیلونہ وغیرہ نے دیکھا کہ دور کے بادشاہ
عبدالرحمن سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا باعث فخر سمجھکر اوس کی خوشامد
کرنے مین تقدیم کر رہے ہین امید امداد و شراکت سے بالکل مایوسی ہوگئی جب
ان کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی ناچار اپنے اپنے سفیر دربار سلطانی
مین روانہ کیئے اور استدعا کی کہ ہم لوگون کا دلی منشا یہہ ہے کہ ہم خلیفہ کے ظل
عاطفت مین اپنی عمر بسر کرین جن ملکون پر ہم اس وقت حکمران ہین اون کو ہم عطیہ
سلطانی تصور کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ سلطان ہم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار
سمجھکر جو فوجین کہ ہمارے ملکون کی طرف بھیجی گئی ہین وہ واپس کرلیجائین
اور جس قسم کا معاہدہ منظور ہوگا وہ لکھدینے پر ہم بسروچشم آمادہ ہین ۔ یہان عفو خطا
کا دریا بہہ رہا تھا صرف عرض کرنے کی دیر تھی کہ خلیفہ نے بکمال مراحم خسروانہ درخواستونکو
قبول کیا اور فوجون کی واپسی کا حکم دیا ۔ دوسری وجہ ان بادشاہون کے مطیع

[1] یعنی جرمن

اور منقاد ہونے کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان ہی دنون مین اردونی ثالث کا انتقال ہوا تہا اور اوس کا بہائی شانجہ اوس کی جگہہ تخت پر بیٹہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۴۶ ہم سنہ ۹۵۷ء مین ہوا گونزلیر حاکم قسطلہ جو اردونی کے مرنے کے قبل شانجہ کو اوس کے خلاف مدد دے رہا تہا اب ایک دفعہ شانجہ کو چہوڑ کر اردونی چہارم کا طرفدار بن گیا اور اس لڑکے کو جلیقیہ کے تخت کا مالک قرار دیا اس لڑکے نے باوجود مفلوج ہونے کے دست ظلم و زیادتی دراز کر رکہا تہا اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ شانجہ کو تخت چہوڑ کر اپنی نانی طوطہ ملکہ اربونیہ کے پاس پناہ لینی پڑی اردونی چہارم گونزلیر کی مدد سے جلیقیہ کا حاکم بن بیٹہا خلیفہ بہی اپنی تجربہ کار نظرون سے اس خانہ جنگی کا تماشا دیکہہ رہا تہا اور یہہ خوب جانتا تہا کہ ان ہی لوگونکی درخواست پر اس کو دست اندازی کا موقع ملنے والا ہے یہی ہوا کہ شانجہ کی تباہ حالت کو دیکہکر ملکہ سے نہ رہا گیا اور اس نے اپنے زبردست معاون عبدالرحمن سے امداد کی درخواست کی شانجہ کا موٹاپا اعتدال سے بڑہ گیا تہا یہان تک کہ نشست و برخاست دشوار ہو گئی تہی۔ چونکہ اوس زمانہ مین قرطبہ علم و فضل کا مرکز بنا ہوا تہا اور یہان کے حکمائی حاذق دنیا مین مشہور اور اپنے علم و فضل مین بے نظیر سمجہے جاتے تہے ملکہ نے ایک طبیب کی درخواست کی سلطان نے اپنے خاص

حکیم کو شانجہ کے علاج کے لیئے بہیجا لیکن صلح کی نسبت سلطان نے شرائط معاہدہ
مین کسی قدر سختی کی مثلاً ایک شرط یہہ تہی کہ چند قلعہ جو نہایت مضبوط اور مشہور تہے
وہ خلیفہ کے حوالہ کر دئے جاین یہہ شرط ایسی تہی کہ اس کا منظور کر لینا اور ریاست
سے دست بردار ہو جانا یکسان تہا ایسی سخت پریشانی کی حالت مین ملکہ اپنے
بیٹے **شاہ نوار** کے ساتہہ **عبد الرحمن** کے پاس خاص دار الخلافہ مین آئی۔
یہہ بہت ہی اخلاق سے پیش آیا اور اس کے حسب مراتب تواضع اور تکریم مین
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا اور بالآخر از راہ ترحم اوس کی درخواستون کو منظور
اور جو مدد اوس نے چاہی تہی بغیر کسی سخت شرط کے دینے کا وعدہ کیا۔
عبد الرحمن کے مدبرانہ طرز فرمان روائی اور اخلاق عام کا ایسا اثر ہوا کہ
جملہ بادشاہان یورپ نے سلسلہ سفارت کا برابر جاری رکہا اور اتحاد باہمی اور
بنائی دوستی کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر جتنی اسلامی تاریخین
کہ ہماری نظرون سے گذرین اون سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شوق حکومت
اور بغض و عناد نے مسلمانون کے دلون مین ایسی جڑین پکڑین تہین کہ جن سے
ہر بادشاہ اسلام کو کم و بیش نقصان پہونچا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ مسلمان یہہ جانتے
تہے کہ ایسا رعایا پرور اور بیدار مغز بادشاہ جس نے انکی ڈوبتی ہوئی ناو کو اپنی لیاقت

اور جوانمردی سے سنبھال لیا اور جس نے اپنی سلطنت کو اس قدر وسیع کیا کہ عبدالرحمن اول کے دور کو لوگ بھول گئے نہ ہوا اور نہ ہوگا لیکن پھر بھی اس کی مخالفت اور اس کو نقصان پہونچانے مین کوئی پہلو اوٹھا نہ رکھا ہان از روئے انصاف اتنا کہدینا ضرور ہے کہ عوام الناس ہمیشہ اپنے بادشاہ کے طرفدار اور امرا کی مخالفت اور ارکان خاندان شاہی کی خانہ جنگی سے ہمیشہ بری اور متنفر رہے ۲۳۹ھ مطابق ۸۵۰ء مین ایک فقیہ عبدالباری نامی کے ورغلانے سے خلیفہ کے چھوٹے لڑکے شہزادہ عبداللہ نے جو بوجہ پابندی صوم وصلوٰۃ الزاہد کے لقب سے مشہور تھا اپنے باپ اور بڑے بھائی الحکم دونون کے قتل کی سازش کی مگر قبل اس کے کہ یہہ لوگ اپنے ارادے کو پورا کرین اس واقعہ کی اطلاع عبدالرحمن کو پہونچی وہ روز عیدالضحیٰ کا تھا۔ خلیفہ نے جو کہ سختی اور نرمی دونون مین مشہور تھا اوسی وقت عبداللہ کو گرفتار کرلیا اور عید ہی کے روز اوس کو قتل کرڈالا عبدالباری کو جو اوس وقت قید مین تھا جب اس واقعہ کی خبر پہونچی تو اوس نے فوراً خودکشی کرلی۔

اندلس مین یہہ جھگڑے ہو رہے تھے اور افریقہ مین ایسے واقعے درپیش ہوئے کہ جن سے عبدالرحمن کو ایک عمدہ موقع اس ملک کی تسخیر کا ملا۔ اس

یلغار افریقیہ کی خاص وجہ یہہ ہوئی کہ خاندان بنی فاطمہ افریقیہ کو فتح کرتے ہوئے اندلس کے قریب تک چلے آئے تھے اور چونکہ بنی فاطمہ اور بنی امیہ مین خاندانی مخالفت چلی آتی تھی سواحل افریقیہ کا مخالفون کے قبضے مین چلا جانا سخت ناگوار گزرا۔ خلیفہ نے فوراً ایک بیڑا جہازون کا سامان حرب سے آراستہ بنی ادریس اور بنی صالح کی مدد کے لیے بہیجا افریقیہ کی جنگ کا ذکر ہم کچہہ اوپر بہی کر آئے ہین اور یہہ بتا آئے ہین کہ اوس ملک مین مذہبی نزاع پیدا کر کے عبد الرحمن نے کیا فائدہ اوٹہایا لیکن سلسلہ قایم رکہنے کی غرض سے اون واقعات کا ذکر کرنا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے جن کی ابتدا ۳۰۵ھ سے ہوئی۔ اس سنہ مین عبد اللہ جس کا مذہب تشیعی تہا ملک افریقیہ کے شرقی حصہ کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا اور اپنے امیر مصلح ابن جالس کو یحیی ابن ادریس بادشاہ فاس کی مقابلے کے لیے بہیجا مصلح نے یحیی کو شکست دیکر شہر فاس کا محاصرہ کر لیا لیکن اوس وقت اس ملک پر پورا قبضہ نہ کر سکا ۳۰۹ھ مین اس امیر نے پہر فاس پر حملہ کیا اور یحیی ابن ادریس گرفتار و قتل ہوا لیکن کچہہ عرصے کے بعد یحیی کے ایک رشتہ دار الحسن نامی نے فاس کو فتح کیا اور بادشاہ بن بیٹہا تہوڑے ہی روز مین موسی ابن العافیہ نے جو منجانب شاہان بنی فاطمہ مغربی حصے کا گورنر تہا ۳۱۱ھ مین

فاس کو فتح کیا اور الحسن کو قتل کر ڈالا ۳۷۵ھ مین خاندان بنی ادریس نے
پھر اس ملک کو سوائے شہر فاس کے فتح کیا تھوڑے زمانے تک خاندان
بنی ادریس نے کسی قدر بے فکری سے حکومت کی مگر ابو العیش احمد کے عہد
حکومت مین بنی فاطمہ نے اس پر اتنے حملے کیئے کہ اس نے بحالت مجبوری
عبد الرحمن سے مدد کی درخواست کی اس نے مدد دینے سے قبل قلعجات
طنجہ و سوطا یر غمال مین طلب کیئے ابو العیش نے ان قلعون کے دینے
سے انکار کیا خلیفہ نے فوراً جہازی بیڑے سواحل افریقیہ کی طرف روانہ کیئے۔
اور قلعون پر بجبر قبضہ کر لیا جس کا اثر قرب و جوار کے روسا پر یہہ ہوا کہ یہہ لوگ مع
ابو العیش کے قرطبہ آئے اور عبد الرحمن کو اپنا سرپرست اور بادشاہ تسلیم کیا
خاندان بنی صالح کے لوگ بھی اندلس مین داخل ہوئے اور اس ملک مین
بود و باش اختیار کی۔ غرض کہ سلطان عبد الرحمن نے اوس تمام افریقیہ کے
حصے کو فتح کر لیا جو مغرب الاقصیٰ کے نام سے موسوم ہے۔

سلطان عبد الرحمن ثالث کی عمر اب قریب ستر برس کے آپہونچی تھی
جو کارنمایان اس سے اس پنجاہ سالہ حکومت مین ظہور مین آئے ان کا مفصل ذکر
ہم اوپر کر آئے ہین بیس برس کی عمر مین یہہ اپنے موروثی تخت پر متمکن ہوا تھا یہہ وہ

زمانہ تہا کہ سوائے شہر قرطبہ کے اور سب صوبے خودمختار ہوگئے تہے اور
خانہ جنگی کا بازار گرم تہا۔ قزاق اور راہزن تمام ملک مین بلاخوف وخطر رعایا کے
جان ومال کو تباہ کررہے تہے۔ اندلس کے جنوب کی جانب مغرب الاقصی
مین خاندان بنی فاطمہ حکومت کررہے تہے اور اندلس مین داخل ہونے کا موقع
ڈہونڈہتے تہے۔ شمال کی جانب عیسائی اندلس کو لینے کی فکر مین تیاریان
کررہے تہے۔ ایسی طوائف الملوکی کے زمانہ مین عبدالرحمن ثالث اپنے
دادا عبدالرحمن اعظم کے قائم کیئے ہوئے تخت پر بیٹہا۔ اس کو تخت نشین ہوئے
بیس سال بہی نہ گزرے تہے کہ ملک کے چارون طرف سے امن وامان کی
ہوا چلنے لگی۔ سختی سیاست سے بدمعاشون کا نام ونشان تک بہی نرہا۔ چونکہ امرائے
عرب اور ارکان سلطنت اس زمانہ تلاطم مین موقع پاکر خودمختار بن بیٹہے تہے ان کی
قوتون کو توڑنے کی غرض سے اپنے غریب ملازمین کو انہین کے مساوی خطابات
اور جاگیرین عطا کین۔ عیسائیون کی قوت کو اتنا توڑا کہ شاہنشاہ قسطنطنیہ اور بادشاہان
فرانس واٹلی وجرمن نے نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتہہ سفارتین
قرطبہ بہیجین اور خلیفہ اندلس سے اتحاد ودوستی پیدا کرنے کی کوشش کی یورپ
اور افریقیہ مین عبدالرحمن کی لیاقت وفراست اور بہادری ضرب المثل ہوگئی تہی

اور اوس کی قدردانیِ علم و فن نے ان مشہور لوگونکو جمع کرلیا تہا جو دنیا مین اپنی نظیر نہین رکہتے تہے

عبدالرحمن نے مختلف ذرائع آمدنی کے ایجاد کیئے تہے۔ چوّن لاکہہ

اسّی ہزار دینار اصل مالگزاری داخل خزانہ عامرہ ہوتے تہے۔ علاوہ اسکی سات لاکہہ

سینسٹھہ ہزار دینار مختلف ذرائع سے وصول ہوتے تہے۔ یہہ تمام آمدنی

ملک کی ملک اور رعایا ہی پر خرچ کی جاتی تہی علاوہ اس کے جو روپیہ کہ بطور

خراج وجزیہ عیسائیون اور یہودیون سے وصول ہوتا تہا وہ خاص خزانہ شاہی

مین داخل کردیا جاتا تہا اور اس آمدنی کی کوئی تعداد معین نہ تہی نہ کوئی باضابطہ

حساب اس کا رکہا جاتا تہا اس مین سے ایک ثلث فوج اور اعیان وملازمان

سلطنت پر خرچ ہوتا تہا۔ ایک ثلث خاص سلطان کی جیب خاص کے لیئے

مقرر رہتا تہا۔ باقی کل رقم عمارات اور پُلون اور ملک کی سڑکون وغیرہ وغیرہ پر خرچ کیجاتی

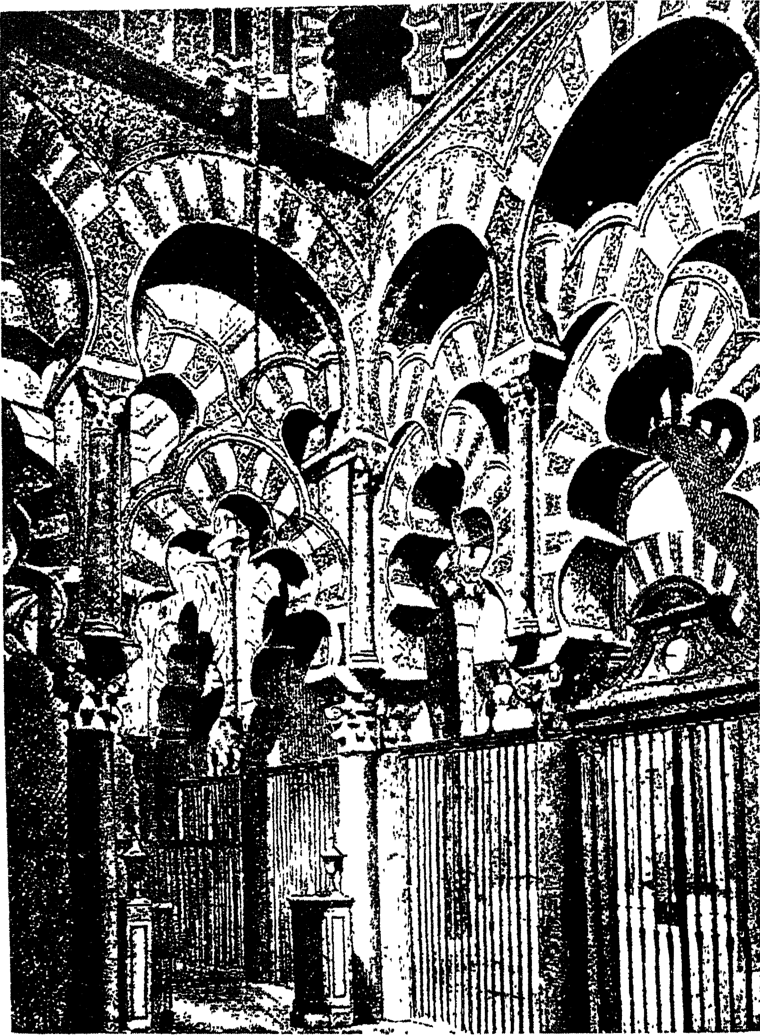
تہی۔ اس کے زمانہ حکومت مین شہر قرطبہ خوبصورتی اور ہر قسم کی آرایش مین اپنا

نظیر نہین رکہتا تہا عبدالرحمن کو ہر طرح کی عمارات کا کمال شوق تہا جن کے آثار

اس وقت تک اوس زمانہ کی بے نظیر صنعت وحرفت کو ظاہر کر رہے ہین قرطبہ

کی مشہور مسجد اور قصر الزہرا وہ عمارتین ہین جو دنیا مین حسن وخوبصورتی اور صنعت معماری

مین بے مثل و بے عدیل ہین۔ اس زمانہ جدید مین اگرچہ اہل یورپ ہر چیز مین



مسجد قرطبہ کی محرابین

معاذ اللہ خدائی کا دعوی کرتے ہین تاہم ان عمارات کو عجوبہ روزگار سمجھتے ہین مسجد کی تعمیر فی الحقیقت **عبد الرحمن اعظم** کے زمانہ مین شروع ہوئی تھی اور **ہشام** نے اس کو اختتام تک پہونچایا تھا لیکن ان کے بعد بھی ہر بادشاہ نے مسجد کے بڑہانے اور مشیئن کرنے مین دولت کی پروا نہین کی۔ اس مسجد کا طول شرق سے غرب تک قریب قریب پانچسو فٹ کے تھا اور راوس کی خوشنما محرابین ایک ہزار چار سو سترہ سنگ مرمر کے ستونون پر قائم تھین جن پر سنہرا کام کیا ہوا تھا۔ محراب اس مسجد کی سات سنگ مرمر کے ستون پر قائم اور اس قدر بلند اور خوبصورت تھی کہ صرف اسی کے دیکھنے کے لیئے دور دور سے لوگ آتے تھے محراب کے قریب ایک بلند ممبر خالص ہاتی دانت اور چھتیس ہزار مختلف رنگ اور وضع کی لکڑی کے ٹکڑون سے بنا اور رہر قسم کے جواہرات سے جڑا ہوا رکھا تھا۔ اس ممبر ہی کی قیمت (۳۵٬۷۰۵) دینار[1] تھے اور سات برس مین جا کر تیار ہوا تھا **عبد الرحمن ثالث** نے قدیم منارون کو گرا کر ایک نیا مینار ایکسو آٹھ فٹ بلند تیار کرایا جس مین چڑھنے اوترنے کے دو

---

[1] فی دینار تقریباً ۹/۸ سکہ حیدرآباد دکن کے برابر تھا۔ جسٹس امیر علی نے اپنی کتاب تاریخ عرب مین دینار کی قیمت ساڑھے تیرہ شلنگ لکھی ہے۔

دینے تھے اور ہر زینہ مین ایکسو سات سیڑہیان تہین اس مسجد مین دس ہزار
جہاڑ روشنی کے چہوٹے بڑے جلا کرتے تہے جن مین سے تین سب مین
بڑے جہاڑ خالص چاندی کے اور باقی پیتل کے تہے۔ بڑے سے بڑے
جہاڑ مین ایک ہزار چار سو اسی پیالے روشن ہوتے تہے اور ان تین چاندی
کے جہاڑون مین چہتیس سیر تیل جلا کرتا تہا تین سو ملازم او رخدام اس مسجد پر متعین
تہے۔ جو جدید تعمیر اس عہد مین کی گئی اوس پر دو لاکہ ایکسٹھ ہزار پانچسو تیس دینار سُرخ خرچ ہوئے تہے

عبدالرحمن نے علاوہ مسجد مذکور کے قرطبہ سے چار میل کے فاصلے پر
جبل العروس کے پر فضا دامن مین ایک رفیع الشان قصر تیار کیا اور اوس کو اپنی
محبوبہ کنیز الزہرا کے نام سے موسوم کیا یہہ اس قدر وسیع عمارت تہی کہ اس کو
قصر نہین بلکہ مدینۃ الزہرہ کہتے تہے اور فی الحقیقت یہہ ایک چہوٹا شہر تہا جسمین
علاوہ شاہی مکانات اور متعدد باغات کے ہزارون ملازمین اور فوج شاہی کے
لیئے علیحدہ عمارتین تیار کی گئی تہین اس محل کی وسعت کا صرف اسی سے اندازہ
ہو سکتا ہے کہ اس کے حدود کی دیوارون مین پندرہ ہزار بلند اور مشتین دروازہ نصب تہے
جس وقت یہہ قصر ایک کروڑ پچاس لاکہ دینار سرخ کی لاگت سے تیار ہوا اور سلطان
مع الزہرا کے اوس مین رونق افروز ہوا اور دونون نے اوس مرغزار کو جہروکون سے

دیکھا سامنے قصر شاہی سنگ مرمر کی عمارات اور برجون اور میناروں سے آراستہ
مثل موتی کے دکھائی دیتا تہا اور اوس کی پشت پر ایک کوہ سیاہ سر بفلک کشیدہ
اپنا لطف علیحدہ دیرہا تہا الزہرا نے جس وقت اس بے نظیر سما کو دیکھا قصر اور
سیاہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا یا امیر المومنین یہہ قصر مثل ایک معشوقہ نازنین
کے ہے جو بصد ناز و انداز اوس حبشی کے پہلو مین متمکن ہے عبد الرحمن نے
یہہ جملہ سُن کر حکم دیا کہ یہہ پہاڑ اسی وقت بیخ و بُن سے کہود ڈالا جائے یہہ سُن کر
امرائی دربار نے خلیفہ سے کہا کہ انسان کی کیا مجال کہ کوہ کو جنبش تک دیسکے
اس کا اس مقام سے علیحدہ کرنا اوسی خالق حقیقی کے دست قدرت مین ہے
جس نے اس کو اور ہم کو پیدا کیا۔ اس تقریر سے عبد الرحمن بہی اپنے
دل مین قایل ہوا اور یہہ حکم دیا کہ اس کوہ کو فوراً صاف کر کے تہ سے چوٹی تک
درختہای میوہ دار مثل بادام اور انجیر وغیرہ کے نصب کیئے جاین چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور اس حبشی نے سبز پوشاک زیب بدن کی درختہائے میوہ دار نے اپنی خوشبو
سے اس دشت کو معطر کر دیا۔ طول اس قصر کا تقریباً چار میل اور عرض قریب تین
میل کے تہا۔ ۳۲۵ھ مین اس کی تعمیر شروع ہوئی تہی اور پچیس سال مین ختم ہوئی۔
دس ہزار معمار اور مزدور اور قریب قریب چار ہزار اونٹ اور خچرون سے روزانہ اس کے

بنانے مین کام لیا جاتا تہا۔ قصر چار ہزار تین سو سولہ برجون اور ستونون پر جو اقسام کے پتہرون مثل سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوئے تہے قائم تہا ان ستونون مین سے بعض ستون بادشاہان یورپ مثل فرانس اور قسطنطنیہ وغیرہ نے تحفتہً عبدالرحمن کو بہیجے تہے باقی خاص اندلس کے معادن کے تہے کچھہ سنگ مرمر معمار عبداللہ اور حسن ابن محمد اور علی ابن جعفر کی نگرانی اور ذریعہ سے افریقہ سے بہی منگایا گیا تہا ان ستون کو اندلس پہونچانے کی اجرت دس دینار سرخ فی ستون مقرر کی گئی تہی۔ قصر مین دو فوارے نصب کیئے گئے تہے۔ ایک جو سب سے بڑا تہا پیتل کا تہا اور اس پر اسقدر ملمع کیا گیا تہا کہ خالص سونے کا معلوم ہوتا تہا اور اس پر نہایت خوشنما انسانی صورتین بنی ہوئی تہین احمد یونانی اور ربیع پادری اس فوارہ کو قسطنطنیہ سے لائے تہے۔ چہوٹا فوارہ سنگ سبز کا شام سے منگوایا گیا تہا یہہ اس قدر خوبصورت تہا کہ خلیفہ نے اس کو قصر المونس مین نصب کرنے کا حکم دیا تہا۔ بارہ پرندا ور چرند جانورو نکی صورتین مختلف جواہرات اور سونے سے بنی ہوئی اس مین لگائی گئی تہین اور ہر جانور کے منہہ اور چونچ مین سے پانی کا فوارہ جاری ہوتا تہا اس فوارے مین کاریگر نے وہ دستکاری ظاہر کی تہی کہ جن اہل یورپ سیاحون نے اس کو اپنی آنکہون سے

دیکھا ہے بیان کرتے ہین کہ دیکھنا اور سننا تو ایک طرف خواب وخیال کو بھی یہان مجال دخل نہ تھی اس قصر کا ایک حصہ قصر الخلفا بھی قابل دید تھا اس کی چھت طلائی سبغیش اور سنگ مرمر سے جو ایسا صاف وشفاف تھا کہ دوسری طرف کی چیز مثل آئینہ کے نظر آتی تھی بنی ہوئی اور باہر کی جانب سونے اور چاندی کے سفالون سے سجی ہوئی تھی اس کے وسط مین ایک خوبصورت مرصع فوارہ نصب تھا جس کے سر پر وہ مشہور موتی جڑا تھا جس کو شہنشاہ یونان نے بطور تحفہ کے عبدالرحمن الناصر کو بھیجا تھا - سوائے اس فوارہ کے قصر کے بیچ مین ایک فوارہ نما طشت پارہ سے لبریز رکھا تھا اس قصر کے گرد آئینہ نہایت خوشنما ہاتی دانت کے چوکھٹون مین جڑے اور مختلف اقسام کی لکڑیون کے مرصع دروازہ سنگ مرمر اور بلوری چوکھٹون پر نصب تھے - جس وقت یہہ دروازے کھولدیئے جاتے اور آفتاب کی شعاع سے مکان روشن اور منور ہوتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اسکی چھت اور دیوارون کی طرف نظر بھر کر دیکھ سکے اس حالت مین اگر پارہ ہلا دیا جاتا تھا تو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام مکان جنبش مین ہے - جو لوگ اس راز سے واقف نہ تھے وہ مکان کو فی الحقیقت جنبش مین سمجھکر بے حد خائف ہوتے تھے - اس قصر کے انتظام اور نگہبانی کے لیئے تیرہ ہزار سات سو پچاس ملازم اور تیرہ ہزار تین سو بیاسی

غلام قوم نصاری متعین تھے - اندر حرم سرا کے چھہ ہزار عورتین خدمتگزاری کے
لیئے حاضر رہا کرتی تھین - حوضون مین روزانہ بارہ ہزار روٹیان علاوہ اور اشیاء
کے مچھلیون کے لیئے ڈالی جاتی تھین - غرض مدینۃ الزہرا وہ محل شاہی نادر الوجود
تھا جس کی تعریف سُن کر دور سے تماشا دوست اور سیاحان جہان آتے تھے اور
اس کی وسیع سنگ مرمر کی عمارات - دربار خاص و عام کی شان و شوکت - اس کے
باغات کا پُر فضا سما جہان ہزارہا فوارے چھوٹتے ہوئے اور نہرین اور حوض بہتے
پانی سے چھلکتے ہوئے - سایہ دار درخت نہرون پر سایہ فگن - شاخہائے میوہ دار
میوہ کی بوجھہ سے زمین تک جھکی ہوئین دیکھکر محو تماشا ہو جاتی تھی ہزارہا لڑکی اور لڑکیان خوش رو اور
خوش وضع زرق برق لباس اور زیور مین ڈوبی ہوئین خدمت کے لیئے دست بستہ
حاضر افسران فوج تجربہ کار جنگ آزمودہ فن سپہ گری مین یکتائی زمانہ - امرا و ارکان
دولت اور علماء وقت اپنی اپنی جگہہ پر حاضر - یہہ قصر کیا تھا خلافت اندلس کی شان
و شوکت اور عظمت و بزرگی اور رعب داب کا مرکز تھا - عربون نے اپنی صنعت و
حرفت کو اس قصر پر ختم کر دیا تھا اور اس کو اپنی صنعت و حرفت اور دستکاری کی
نمایش گاہ بنا دیا تھا - افسوس صد ہزار افسوس کہ عیسائیون نے جو اوس زمانہ
مین وحشیون سے بھی بدتر تھے اس عجوبہ روزگار عمارت کا نشان تک باقی نہ رکھا

ان کے عناد اور حسد اور مذہبی تعصب نے مسجدون کو شہید کیا۔ قبرون کو توڑا اور ہڈیان جو باقی رہ گیئن تہین ان کو ہوا مین اُڑا دیا۔

عبد الرحمن الناصر کے انتقال کے بعد اس کے کاغذات مین ایک پرچہ اس ہی کے ہاتہہ کا لکہا ہوا ملا اوس مین ان دنون کا ذکر تہا جو اس نے اپنے زمانہ حکومت مین آرام اور خوشی کے ساتہہ گزارے تہے اور صرف یہ چودہ روز تہے جن مین اس کو اپنی تمام عمر مین عیش و آرام کا موقع ملا تہا۔ خیال کرنا چاہئے کہ یہہ کس قدر بلند خیال اور جفاکش بادشاہ تہا جس نے اپنی تمام عمر اور اپنا تمام وقت اپنی سلطنت کے انصرام اور اپنی عزیز رعایا کی خدمت مین صرف کیا۔ اپنے عیش و آرام بلکہ اپنی صحت کی بہی پروا ان امور کے مقابلہ مین نہین کی۔

عبد الرحمن کو ہرگز منظور نہ تہا کہ کروڑہا روپیہ لوازمات شاہی مین خرچ کیا جائے لیکن وہ خوب جانتا تہا کہ بغیر ان باتون کو اختیار کئے ملک کا تمول اور مملکت کی عظمت و جبروت کا کوئی اثر دوسرے ہمعصر بادشاہون کے دلون پر نہین پڑیگا اس نے محض اپنی سلطنت کی وقعت اور بزرگی کو بڑہانے کی غرض سے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا تہا جس کے مستحق حقیقت مین شاہان عباسیہ تہے۔ علم دوست اس قدر تہا کہ اس کے دربار مین وہ علمائے کامل اور حکمائے حاذق اور صناع روزگار

جمع تہے جن کی بزرگ داشت یہ اپنا باعث فخر سمجہتا تہا چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے
کہ خلیفہ نے مکان بنانے کی غرض سے ایک مقام کو پسند کیا اور اوس کی خریدی کا
حکم دیا۔ اتفاق سے وہ مکان یتیم بچون کا نکلا اور یہہ بچے قاضی القضاۃ قاضی منذر
البلوطی کی نگرانی مین تہے قاضی مذکور علم فقہ اور حدیث کا مشہور عالم تہا اور عبد الرحمن
بوجہ فضل و کمال اس کی دل سے تعظیم کرتا تہا جس وقت قاضی کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی اوس نے جایداد کے فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور کہلا بہیجا کہ یتیمون کی
جایداد اوس وقت منتقل ہو سکتی ہے جبکہ ان تین شرطون مین سے کوئی ایک شرط پوری
ہو۔ یا تو کوئی سخت ضرورت لاحق ہو یا جایداد کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو یا ایسی
قیمت ملتی ہو کہ جسکے منظور کرنے مین یتیمون کا آیندہ فائدہ متصور ہو فی الحال ان شرائط
مین سے کوئی شرط موجود نہین ہے اور جو قیمت ملازمان شاہی نے اس جایداد کی
تجویز کی ہے وہ بہت ہی کم ہے خلیفہ نے یہہ دیکہا کہ قاضی بغیر قیمت بڑہائے باز
نہ آئیگا اور قاضی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین خلیفہ اس مکان کو جبراً نہ لے لے۔
اس نے فوراً حکم دیا کہ مکان منہدم کر دیا جائے بعدہ زمین دونی قیمت پر شاہی ملازمان
کے ہاتہہ فروخت کر دی جس وقت عبد الرحمن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اوسنے
فوراً قاضی کو طلب کیا اور مکان کے گرا دینے کا سبب پوچہا منذر البلوطی نے

بلاخوف عرض کیا کہ جس وقت مین نے مکان کے گرانے کا حکم دیا تہا اوسوقت وہ واقعہ یاد آیا جہان چند غریب آدمی ایک جہاز کے ذریعہ سے اپنی گزران کرتے تہے لیکن جہاز کو بہت ہی شکستہ حالت مین رکہتے تہے اس لیئے کہ اوس ملک کے بادشاہ مین یہہ بری عادت تہی کہ جس کے پاس اچہا جہاز دیکہتا تہا جبراً چہین لیتا تہا۔ یہہ اشارہ قرآن شریف کی آیت کی طرف تہا عبد الرحمن یہہ سن کر خاموش ہوگیا اور اوس روز سے قاضی کو اور زیادہ عزیز رکہنے لگا منذ البلوطی کا انتقال ۳۵۵ہ مین ہوا۔ اس کی متعدد مشہور تصانیف علم فقہ اور دلائل فلاسفہ کے رد مین موجود ہین۔ علاوہ اس کے فن عروض اور شعر وسخن مین کمال دستگاہ رکہتا تہا۔ چنانچہ جو تاریخین مثل القفح اور حیان وغیرہ ہماری نظرون سے گزری ہین وہ تمام قاضی کی تعریف سے بہری ہین علاوہ المنذر البلوطی اور بہی علماء اور حکماء جو اس کے دربار کی زیب وزینت تہے اون کے نام نامی یہہ ہین احمد عبد الربہی جس کا قصیدہ موسوم بہ عقد مشہور ہے اور خلف ابن عباس الظہروی اس کے دربار کا مشہور طبیب اور عبد اللہ ابن یونس المرادی اور ابو بکر الزبیدی اور محمد القہستانی اور ابراہیم ابن الشہبانی اس کے وزرائے سلطنت مین موسیٰ ابن جدیر۔ عبد الملک ابن جہور۔ عبد اللہ ابن العلیٰ اور احمد

عبدالملک ابن شہید یہ لوگ مشہور گزرے ہین آخرالذکر وزیر اس وجہ سے
زیادہ تر مشہور رہوا کہ اس نے عبدالرحمن کو لاکہون روپیہ خرچ کرکے بیش بہا
چیزین دور دور سے منگا کر بطور تحفہ نذر گزرانی تہین۔

ایک روز عبدالرحمن الناصر نے فصد لینے کی غرض سے اپنے طبیب
کو طلب کیا۔ طبیب چاہتا تہا کہ نشتر لگائے دفعتاً ایک مینا اُڑتی ہوئی مکان کے
اندر آئی اور سونے کے گلدستہ پر جو قریب رکہا تہا بیٹہہ گئی اور نہایت صاف الفاظ مین
اس شعر کو اس خوش آوازی سے ادا کیا کہ سلطان پہڑک گیا۔

اَیُّهَا الفَاصِدُ رِفْقًا	بِاَمِیرِ المُؤمِنِینَا
اِنَّمَا تَفْصِدُ عِرْقًا	فِیهِ مُحْیِ العَالَمِینَا

اور دریافت کیا کہ یہہ مینا کسکی ہے۔ قبل اس کے کہ حاضرین مین سے کوئی جواب
دے مینا نے خود بیان کیا کہ مین مرجانہ والدہ ولی عہد الحکم مستنصر باللہ کی مینا ہون
عبدالرحمن یہ سُن کر اور زیادہ خوش ہوا اور بطور تحفہ اپنی بی بی مرجانہ کو بیس ہزار دینار سُرخ دیے
امیرالمومنین عبدالرحمن الناصر لدین اللہ ۲۷۷ھ مین پیدا ہوا تہا۔
اور ۲ر رمضان ۳۵۰ھ مین ۷۳ سال کی عمر مین اپنے قصر الزہرا مین انتقال کیا

سلہ اے فصد کہولنے والے نرمی سے امیر المومنین کی فصد کہولنا اسلیئے کہ جس رگ پر تو نشتر لگانا چاہتا ہے یہ رگ اوسکی ہے جو زندہ کرنیوالا عالمونکا ہے



باب ششم

الحکم ثانی کی تخت نشینی - عیسائیون سے محاربات - اردونی چہارم کا قرطبہ آنا سفیرون کا قرطبہ آنا - قسطلہ کی شہزادی کا قرطبہ آنا - واقعات افریقہ - علم کا شوق - کتبخانہ - ذاتی حالات اور انتقال

امیر المومنین عبد الرحمن الناصر لدین اللہ کے انتقال کے دو روز بعد بتاریخ ۵ رمضان المبارک سنہ ۳۵۰ ہجری سنہ ۹۶۱ ع الحکم ثانی اپنے موروثی تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا اور بروز جشن عام تمام فوج زرق برق لباس اور نئے سامان جنگ سے آراستہ اس کے خاص رسالہ سونے اور چاندی کے زرہ بکتر پہنے اور ہتھیار جواہر نگار جسم پر لگائے ہوئے موجود - یہہ بہی سما قابل دید تہا - بعد معائنہ فوج الحکم نے دربار عام کیا - دونون طرف امرای سلطنت اور ارکان دولت حسب مراتب جواہر نگار کرسیون پر متمکن پشت پر ملازمان خاص دریای جواہر مین غرق دست بستہ حاضر خلیفہ کے بہائی ابو مروان عبد اللہ الاصبغی اور عبد العزیز وغیرہ جو دربار مین ایک روز قبل سے حاضر نہین ہوئے تہے اون کو بذریعہ وزیر جعفر ابن عثمان

اور موسیٰ ابن احمد طلب کیا اور حکم دیا کہ یہہ لوگ اگر حاضری سے انکار کرین تو جبراً حاضر کیئے جایئن - چنانچہ حسب الحکم یہہ شہزادے بہی تخت سلطانی کے جس پر سونے کا چتر سایہ فگن تہا چپ و راست حاضر تہے - قصر شاہی کے دروازہ سے لیکر دربار تک دونون طرف حبشیون کا رسالہ اور سلطان کی خاص فوج ننگی تلوارین لیئے ہوئے صف بستہ کہڑی تہی - باہر سڑکون پر بہی دونون جانب فوج باساز و سامان حاضر تہی - الغرض الحکم کے تخت پر جلوس فرماتے ہی پہلے شاہزادے تخت کے سامنے بڑہے اور خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اطاعت و فرمانبرداری کا حلف کیا ان کے بعد امرا مملکت حسب مراتب آگے آتے اور بیعت[1] کی رسوم ادا کرتے گئے پہر خاص فوج سلطانی نے جان نثاری اور خیر خواہی کا حلف کیا - عوام الناس کے لیئے عیسیٰ ابن قطیس دوسرے مکان مین حلف لینے کے لیئے حاضر تہا - ان مراسم کے ادا ہونے کے بعد دربار برخاست ہوا - سوائے شہزادون اور وزیرون کے اور سب کو جانے کی اجازت دی گئی

---

[1] المقری رسم بیعت کا رواج شام اور بغداد مین بہی تہا گو خلیفہ اپنے حین حیات اپنا جانشین نامزد کردیتا تہا لیکن امرا اور رعایا کی منظوری لازمی تہی لہذا رسم بیعت سلطنت کے قواعد مین جزو اعظم سمجہی جاتی تہی ارکان خاندان شاہی اور امراء سلطنت خود بنفس نفیس بعد دیگرے اپنا ہاتہہ سلطان کے ہاتہہ مین رکہکر اطاعت و جان نثاری کا حلف کرتے تہے اور فوج کی بیعت بذریعہ امرا ہوتی تہی -

شہزادون کو قصر الزہرا مین رہنے کا حکم ہوا الحکم نے اپنے باپ کی وقت کے
وزیرون کو اپنی خدمتون پر بحال رکھا اور جعفر الصقلبی کو اپنا حاجب مقرر کیا
اس امیر نے ایک رسالہ سو فرانسیسی سوارون کا مسلح اور تین سو بیس مختلف
اقسام کے زرہ بکتر۔ تین سو خود فولادی اور پچاس خود چوبی۔ تین سو یورپ
کی بنی ہوئی تلوارین۔ ایک سو سلطانیہ سپر اور دس زرہ بکتر خاص چاندی کی جن پر
طلائی کام کیا ہوا تہا اور اسی قسم کی بیش بہا اشیا بطور تحفہ پیش کین۔
سرحدی عیسائی بادشاہون کا یہہ قاعدہ تہا کہ جب کوئی
خلیفہ انتقال کرتا تہا تو یہہ ضرور نئے خلیفہ کے اوایل زمانہ مین سرکشی کرتی تہے
اور اگر افسون سازش چل جاتا تہا تو اندلس پر حملہ بہی کر بیٹہتے تہے۔ اپنے
اس ہی قاعدہ کے موافق الجلالقتہ نے سرحدین داخل ہوکر مسلمانون کو تکلیف
دینی شروع کی اگر الحکم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے فوراً فوج نہ بہیجتا تہا تو آگے
چل کر یہہ بڑی فوج سے عربون کا مقابلہ کرتے۔ جس وقت خلیفہ کو سرحدی واقعہ
کی اطلاع ہوئی یہہ بذات خود فوج کثیر لیکر جلیقیہ کی طرف روانہ اور فرڈلند بن
غندشلب کی ریاست مین داخل ہوا قلعہ شنت اشتین کو فتح اور منہدم
کر کے منظفر اور منصور قرطبہ واپس آیا۔ لیکن الجلالقتہ نے اس قدر تنبیہ کی

پر روانہ کی اور بغاوت کو برابر جاری رکھا **الحکم** نے اپنے پرورده امیر **غالب** کو فوج دیکر روانہ کیا۔ جس وقت امیر **غالب** شہر سالم کے قریب پہونچا تو اس کو معلوم ہوا کہ عیسائی فوج بہ نسبت اس کی فوج کے تعداد مین کہین زیادہ اور مقابلہ کے لیئے تیار ہے **غالب** نے بغیر امداد طلب کیئے ہوئے مقابلہ کیا اور شکست فاش عیسائیون کو دیکر تعاقب کنان **فردلند** کی ریاست کی حدود مین در آیا اور اس ریاست کے ایک بڑے حصّہ کو تاراج کرتا ہوا **قرطبہ** واپس آیا۔ ہنوز اس مہم کا تصفیہ نہ ہونے پایا تھا کہ **شانجہ ابن ردمیر** بادشاہ **البشکنس** نے معاہدون کے خلاف عمل کرنا شروع کیا۔ اور قرب وجوار کی عیسائی ریاستون کو بغاوت اور جنگ کی ترغیب دی **الحکم** کو جب اس سازش کی اطلاع ہوئی **یعلی بن محمد التجیبی** حاکم **سرقسطلہ** کو مع لشکر جرار اس شورش وفساد نقض عہد کے انسداد کا حکم دیا **شانجہ** اس بلا خیز طوفان کو آتے دیکھکر بادشاہ **جلیقیہ** سے امداد کا خواستگار ہوا۔ بادشاہ مذکور مع اپنی فوج وخزانہ کے **شانجہ** کی طرف روانہ ہوا اور دونون مل کر عربون کے مقابلہ کی غرض سے آگے بڑھے فوجون کا مقابلہ شہر **قورینہ** کے قریب ہوا امیر **التجیبی** ان دونون کو شکست دیکر اطراف وجوانب کے شہرون اور قلعون وغیرہ کو تاراج کرتا ہوا بہت کچھہ مال غنیمت

کے ساتھہ دار الخلافہ واپس آیا اسی اثناء مین برشلونہ سے بغاوت کی خبر پہونچی خلیفہ نے اس ہی امیر کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے پہر روانہ کیا اور اوس کے ساتھہ ہی ساتھہ امیر ہذیل ابن ہاشم اور امیر غالب کو القومس حاکم قسطلہ کی سرکوبی کی غرض سے بہیجا۔ یہہ امراء اپنے اپنے فرایض منصبی کو نہایت حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے۔

الحکم کے زمانہ مین جو عظیم الشان فتوحات عربون کو نصیب ہوئین اون کے تذکرون سے تاریخین بہری ہوئی ہین امیر غالب جس کے نام سے نصاریٰ کے زہرے آب ہوتے تہے البشکنس کے ملک مین داخل ہوا اور شہر قلمریہ کو چند روز کے محاصرہ کے بعد فتح اور مسلمانون سے آباد کیا قائد وشقہ[۱] نے شہر قطوبیہ[۲] پر قبضہ کیا ۳۵۴ھ مین امیر غالب مہم البتہ[۳] پر مامور کیا گیا اور اس کے ساتھہ دو مشہور جنگ آزمودہ امیر یعلی ابن محمد التجیبی اور قاسم ابن مطرف ذی النون بہی گئے تہے ان تینون امیرون نے اس ملک کو فتح کیا اور قلعہ عرماج[۴] کی جسکو

لہ انگریزی مین ہویزکا کہتے ہین (۲) مسیو رومی اپنی تاریخ اندلس جلد ۳ باب ۱۶ مین لکھتا ہی کہ یہ قلعہ ہویزکا کی قریب تہا مگر اس مقام کا انگریزی نام نہین معلوم ہوا اور نہ مورخ مذکور کا بیان قابل اطمینان ہی اس لیے کہ المقری لکھتا ہی کہ حاکم وشقہ (ہویزکا) نے اس قلعہ کو فتح کیا تہا جس سے اس مقام کا ہویزکا کی قریب ہونا ثابت نہین ہوتا (۳) انگریزی مین الاوا کہتے ہین (۴) اسکو سان اسٹیون ڈی گورماز کہتے عرب اسکو عرماج اور شنت اشتبین دو نون کہتے ہین

نصاریٰ نے توڑ ڈالا تہا مگر تعمیر کی اوسی سال یعنی ۳۵۴ھ مین مجوسیون[1] کے جہاز سواحل اندلس پر نمودار ہوئے اور شہر لشبونہ[2] کے قریب اوتر کر گرد و نواح کے مقامات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا لیکن قبل اس کے کہ الحکم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوتی وہین کے باشندون نے ان کو ملک سے خارج کر دیا اس واقعہ کی اطلاع جب الحکم کو شہر قرطبہ مین پہونچی یہہ مع فوج کثیر مقام واقعہ کی طرف بذات خود روانہ ہوا۔ یہان پہونچکر اس نے پہلے ملک سواحل کے استحکام اور مضبوطی کا بندوبست کیا اور متعدد قلعے لب دریا قایم کیے پہر اپنے قائد البحر عبد الرحمٰن رماحس کو حکم دیا کہ ایک بیڑا جنگی جہازون کا لیکر مجوسیون کا تعاقب کرے اگر مل جایئن تو پوری سزا دے لیکن امیر البحر کو مقابلہ کا موقع نہین ملا۔ اس لیے کہ مختلف مقامات سے جہان مجوسیون نے جہازون سے اوترنیکا قصد کیا تہا وہان کی رعایا نے مار پیٹ کر ایسا بہگایا کہ پہر یہہ لوگ کہین نظر نہ آئے ان واقعات کے بعد جب سلطان الحکم قرطبہ واپس آیا تو اوس کو خبر پہونچی کہ اردون چہارم بن ادفونش بادشاہ جلقیہ بغرض انقیاد و فرمانبرداری حاضر ہوا چاہتا ہے۔ ہم تحریر کر چکے ہین کہ خلیفہ عبد الرحمٰن الناصر نے اردون کو

---

[1] انگریزی مین ان کو نارمنز کہتے ہین۔ (۲) لسبن یہہ اب پائی تخت ریاست پرتگال کا ہے۔

غاصب ریاست اور شانجہ بن ردمیر کے حقوق بمقابلہ اردون مرجح سمجھکر شانجہ کو حاکم جلیقیہ بنا دیا تہا۔

خلیفہ عبدالرحمن کے مقابلے مین اردون نے اپنے خسر فردلند بن غند شلب قومس قسطلہ سے مدد چاہی تہی لیکن قومس مین اتنی کہان قدرت تہی کہ وہ الناصر کا مقابلہ کرتا اور اپنے داماد کو تخت پر بٹہاتا الحکم نے بہی شانجہ بن ردمیر کی طرفداری اور سرپرستی اور جو معاہدہ کہ اس سے خلیفہ سابق نے کئے تہے اون کو قایم رکہنے کا ارادہ ظاہر کیا اردون جس وقت اس خبر سے مطلع ہوا بحالت پریشانی صرف بیس مصاحبون کے ساتہہ بغرض اظہار عقیدت و ارادتمندی دارالخلافہ کا عازم ہوا۔ چونکہ ان کے سرحد اندلس مین داخل ہونیکے اغراض کی اطلاع کسی کو نہ تہی اس لیے جب یہہ لوگ مدینہ سالم کے قریب پہونچے امیر غالب الناصری نے ان لوگون کو آگے بڑہنے سے روکا اور بغیر اجازت حدود ممالک محروسہ مین اس طرح بغیر اطلاع داخل ہونے کی وجہ دریافت کی اردون نے جس وقت امیر غالب کو بذات خود آتے ہوئے دیکہا مع اپنے ہمراہیون کے گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور امیر کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر کہا کہ مین اپنے تئین سلطان کا ایک ادنی غلام سمجہتا ہون اس لیئے مین نے باضابطہ

اجازت کی ضرورت نہین سمجہی اور اب میری دلی خواہش و تمنّا یہہ ہے کہ مجہکو اپنے
خلیفہ کی دولت قدمبوسی حاصل ہو مگر امیر **غالب** نے بغیر حکم خلیفہ ان کو آگی بڑہنے
کی اجازت نہین دی اور **الحکم** کو اس واقعہ کی مفصل اطلاع کی۔ سلطان نے
اردون کی درخواست کو منظور کیا اور کچہہ فوج بغرض استقبال روانہ کی۔
جس وقت **اردون** قریب دار الخلافہ پہونچا **الحکم** نے امیر **ہشام المصحفی** کو مع
فوج اردون کو شہر مین لانے کے لیئے بہیجا امراء فوج کی شان و شوکت اور
فوج کی کثرت و آراستگی ہی کو دیکہہ کر **اردون** اور اس کے ہمراہیون کے
حواس باختہ ہو گئے اور نظر حیرت و استعجاب سے یہہ اس تماشے کو دیکہتا تہا
اور بسبب خوف کے ہر امیر کے سامنے گہوڑے سے اوتر کر اوس کے ہاتہہ کو
بوسہ دیتا تہا۔ غرض جب وقت یہہ **قصر الزہرا** کے باب الجنان کے سامنے
پہونچا تو اس نے ایک امیر سے پوچہا کہ خلیفہ **عبد الرحمن الناصر لدین اللہ**
کا مزار کس جگہہ ہے۔ جب روضہ بتایا گیا تو یہہ فوراً گہوڑے پر سے اوتر پڑا۔
اور ٹوپی کو ہاتہہ مین لیئے گہٹنون کے بل قبر کے قریب جا کر بہت دیر تک سرنگون
رہا اور پہر **قصر الناعواۃ** کی طرف چلا۔
الحکم نے اپنے ملک و سلطنت کی عظمت و بزرگی کا سکہ ان عیسائیون کے

دلون پرچھا نے کی غرض سے ایک عالی شان دربار کے کہ جس کو اس نے بتوجہ
خاص کرور ہا روپیہ کے سامان واسباب سے آراستہ کیا تھا انعقاد کا حکم دیا
بروز شنبہ الحکم نے اردون کو باریابی کی اجازت دی اوس روز تمام
فوج لباس فاخرہ سے آراستہ راستہ کے دونون جانب صف بستہ ایستادہ۔
قصر شاہی مین خلیفہ تخت طلا پر جو بیش بہا جواہرات سے مرصع تھا بصد شان و
شوکت رونق افروز اور سر پر چتر گوہر نگار سایہ فگن۔ سریر خلافت کے چپ و راست
شہزادے بکمال ادب کھڑے علماء عصر و امراء سلطنت وارکان دولت اپنی اپنی جگہہ پر حاضر
علماء جو اوس دربار مین حاضر تھے اون مین سب سے پہلے نظر منذر بن سعید
البلوطی جو علوم فقہ و حدیث مین مشہور زمانہ اور جو الناصر کے زمانے سی قاضی القضاۃ
کے عہدے کو زیب دیتا تھا پڑتی تھی خلیفہ کے تخت پر بیٹھنے کے کچھہ دیر بعد اردون
محمد بن القاسم بن طملس کے ساتھہ دربار مین داخل ہوا۔ اس کے ساتھہ
قرطبہ کے معزز عیسائی اور اون کا قاضی مع دیگر افسر مثل ولید بن خیرون
اور عبد اللہ بن قاسم المطران شرف باریابی سے سرفراز ہوئے
جس وقت اردون قصر شاہی مین داخل ہوا اوس نے دیکھا کہ دو طرفہ فوج
مسلح نہایت ہی مہذب و باقاعدہ ایستادہ ہے۔ کثرت فوج کو دیکھکر حیران رہگیا

اردون اس عجیب سما کو دیکھتا تھا اور رہر بار صلیب کا نقشہ[1] اشارے سے
اپنے سینے پر بناتا ہوا باب القبہ تک پہونچا جہان چند معزز اشخاص اس کے
استقبال کیلیے کھڑے تھے گھوڑون پر سے اوترے اور پیادہ پا روانہ ہوئے۔
لیکن اردون اور اوس کے ساتھیون کو محمد بن طملیس نے اپنے ہمراہ
گھوڑون پر سوار رکھا دار الجندل کے قریب پہونچکر یہہ دونون گھوڑون پر سے
اوترے اور قصر مین داخل ہوئے اور ایک چبوترے پر کہ جس پر کار چوبی فرش
بچھا ہوا تھا تا انتظار حکم خلیفہ عیسائی بٹھا دئے گئے۔ چند لحظون کے بعد اردون
کو اندر آنے کا حکم ہوا یہہ مع اپنے ہمراہیون کے اوس مقام کے قریب پہونچا
جہان الحکم تخت پر بیٹھا تھا اس مکان کی شان و شوکت کو دیکھکر ایسا متحیر ہوا کہ سر
پر سے ٹوپی اوتار لی اور کچھہ دیر تک سر برہنہ کھڑا رہا۔ ملازمین نے اس کو آگے بڑھنے
کے لیئے اشارہ کیا۔ جب یہہ قریب تخت کے پہونچا اپنے گھٹنون کے بل کھڑے
ہوکر نہایت ہی ادب سے زمین کو بوسہ دیا اور پھر آگے بڑھکر اوسی طرح زمین کو بوسے
دیتا ہوا اوس مقام پر پہونچا کہ جو اس کے لیئے مقرر کیا گیا تھا۔ یہان سے اوس نے
خلیفہ کے ہاتھہ کو بوسہ دیا اور اسی طرح پیچھے ہٹتا ہوا سنہری کرسی پر جا بیٹھا ملازمین کے

[1] عیسائیون کا ایک فرقہ جن کو رومن کیتھلک کہتے ہین برکت سمجھکر اور بعض وقت حالت استعجاب مین اپنے سینو پر اشارہ سے صلیب کی شکل بنا لیتے ہین

اشارے کے موافق اس کے ہمراہیون نے بہی یکے بعد دیگرے خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور اسی طرح پیچہے ہٹتے ہوئے اپنے بادشاہ اردون کی پشت پر آکہڑے ہوئے رعب سلطانی اور داب شاہی کے آثار ان کے چہرون سے نمایان تہے ان کی کچہہ کہلی کچہہ بند ٹمٹماتی آنکہون سے معلوم ہوتا تہا کہ گویا یہہ کوئی خواب دیکہہ رہے ہین اردون نے کئی بار ولید ابن خیرون کے اشارے پر بولنے کی کوشش کی لیکن ایک حرف بہی اسکی زبان سے نہ نکلا الحکم اس کی یہہ حالت دیکہہ کر کچہہ دیر خاموش رہا تاکہ اس کو اپنے ہوش وحواس درست کرنے کا موقع ملے اس کے بعد خلیفہ نے اردون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "اے اردون ہم تیرے یہان آنے سے بہت خوش ہوئے اور امید کرتے ہین کہ تیری خواہشات پوری ہون گی ہماری اس قدر عنایت و الطاف خسروانہ سے جن کی تجہے امید بہی نہ ہو گی تجہپر ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہم تیرے سچے دوست ہین اور نیک رائے اور مشورہ دینے کے لیئے ہر وقت موجود ہین" جب خلیفہ کی اس تقریر کا ترجمہ ولید بن خیرون قاید نصاری نے اردون کو سنایا قریب تہا کہ فرط خوشی سے شادی مرگ ہو جائے اس نے فوراً کرسی سے اوٹہکر تخت کے سامنے نہایت ادب سے زمین کو بوسہ دیا اور عجز وانکسار کے ساتہہ عرض کیا کہ "اے سردار میرے

مین امیر المومنین کا ایک ادنیٰ غلام ہون جس کی زیارت جمال اور نیز جو ظلم و تعدی کہ
مجھپر گزرا ہے اپنے مالک کے گوش گزار کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہون
خوشا نصیب میرے اگر امیر المومنین میری اس درخواست کو قبول فرمائین اور
مجھکو زمرۂ غلامان شاہی مین شریک کرکے عزت بخشین مین جائز درخواستین لیکر
صدق دل سے حاضر ہوا ہون" الحکم نے جواب دیا کہ "ہم تجھکو اپنے خیر خواہان دولت
مین شمار کرتے ہین اور ہم بخوشی تمام تیری ان درخواستون کو منظور کرتے ہین۔
جس سے تیری عزت و آبرو تیرے ہمعصر ہمپلہ رؤسائی نصاریٰ مین زیادہ ہو بیان کر
کہ وہ درخواستین کیا ہین" اس جواب کا ترجمہ شاہ اردون نے سُن کر پھر زمین کو
بوسہ دیا اور دیر تک اسی طرح سربسجود پڑا رہا۔ پھر عرض پرداز ہوا کہ "یا امیر المومنین
اوس واقعہ کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہین کہ جب میرے چچازاد بھائی شانجہ
نے اسی شہر دار الخلافہ مین حاضر ہوکر خلیفہ الناصر لدین اللہ کو اپنا بادشاہ اور
اپنا سرپرست گردانا تھا اور اوس زبردست معاون نے فوراً مثل مشہور خلفائی
سابق کے شانجہ کو بے یار و مددگار دیکھکر اس کی مدد کی تھی لیکن شانجہ نے
اپنی خواہش سے نہین بلکہ بوجہ مجبوری امیر المومنین کی اطاعت اور فرمانبرداری
قبول کی تھی۔ یہہ واقعہ کسی سے پوشیدہ نہین ہے کہ اوس کی رعایا نے اوس کی

طرز حکومت اور جابرانہ برتاؤ سے بد دل و متنفر ہوکر مجھکو اپنا بادشاہ بنایا خدا گواہ ہے
کہ نہ مجھکو تخت و تاج کی خواہش تھی اور نہ مین نے اس کے حاصل کرنے کی
کوشش کی لیکن جب میری رعایا نے بتضرع و زاری مجھکو مجبور کیا تو مجھکو بھی اُنکی
حالت زار پر رحم آیا اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد جنگ **شانجہ** کو دار الخلافہ مین پناہ لینی
پڑی لیکن سلطان **عبد الرحمٰن الناصر لدین اللہ** نے اس کو یہہ ریاست
واپس دلا دی اور میری سچی خیر خواہی اور فرمانبرداری پر لحاظ نہین فرمایا مین نے
بھی بخوشی تمام خلیفہ کے فیصلہ کو منظور کرلیا اس لیئے کہ مین **عبد الرحمٰن** کو مثل تیرے
اپنا بادشاہ سمجھتا تھا **شانجہ** بوجہ مجبوری اپنی رعایا کو اپنی حکومت سے ناراض اور
اپنے اخراج پر آمادہ پاکر یہان آیا تھا مگر مین اپنی خواہش دلی و رضائے قلبی سے
حاضر ہوا ہون - نہ تو رعایا مجھ سے ناراض اور نہ اخراج کا مجھکو خوف - میری آنے کا
منشا یہہ ہے کہ مین اپنے کو مع رعایا و ملک تیرے سپرد کر دون - امید ہے کہ
امیر المومنین ہم کو اپنے ظل عاطفت مین رکھنا منظور فرمائین گے **الحکم** نے جواب دیا
کہ ہم نے تیری اس تقریر کو غور سے سنا اور تیرے منشاء و مطلب کو خوب سمجھے -
اس مین شک نہین کہ میرے باپ کے زمانے مین **شانجہ** نے یہان آکر اطاعت
و فرمانبرداری قبول کی تھی لیکن یہہ کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم فیصلہ سابق کو انصاف و

معدلت کے مقابلہ مین بحال رکہین اگر تیرے حقوق بہ نسبت شانجہ کے ہمکو
مرجح معلوم ہون گے تو ہم ضرور تیری مدد کرین گے اور تیرے ملک کو واپس
دلائین گے اور بذریعہ اپنی سند شاہی کے تجہکو اوس ریاست کا حاکم مقرر کرین گے
یہہ مژدہ جان فزا سنکر اردون نے فرط خوشی مین نہایت ادب کے ساتہہ
زمین کو بوسہ دیا اور پہر دست بستہ اوس ہی جگہہ سر جہکائے کہڑا رہا۔ خلیفہ نے
دربار کے برخاست کا اشارہ کیا اردون ملازمین کے اشارہ سے اوسیطرح
پیچہے ہٹتا ہوا دربار کے باہر اوس جگہہ آیا جہان خواجہ سرا وغیرہ اس کو دوسرے
مکان مین لیجانے کے لیئے حاضر تہے یہہ لوگ اس کو قصر کے اوس مغربی حصہ
کی طرف لے گیے جہان سے سبز و شاداب باغون کا تماشا دیکہہ سکتا تہا۔
اس کے اور اس کے ہمراہیون کے چہرون سے ظاہر تہا کہ اس نادر اور
خوبصورت اور مشتین قصر نے اور دربار کی شان وشوکت نے جس سے اس
عظیم الشان سلطنت کا عظمت وجلال ظاہر ہوتا تہا۔ ان کے دلون پر کس قدر
اثر کیا ہے قبل اس کے کہ اردون بالاخانہ پر پہونچتا یہہ ایک مقام سے گذرا
جہان ایک تخت شاہی جس پر ایک جواہر نگار غلاف پڑا تہا رکہا ہوا تہا اردون
نے خالی تخت کے سامنے جا کر زمین کو بوسہ دیا اور دیر تک مؤدب اس طرح

کہڑا رہا جیسے کہ خلیفہ خود اس تخت پر بیٹہا ہوا ہے۔ اس کے بعد جب یہہ اپنی
قیامگاہ پر آیا تو حاجب جعفر ابن مصحفی نے اس کو آکر کامیابی کی مبارکباد دی
اور سلطان کی جانب سے ایک خلعت مکلف مع ایک جواہر نگار کمر بند کے عطا کیا جسکو
دیکہکر ان وحشی سرشتون کی آنکہین کہل گئین اور اوس کے ساتہیون کو بہی خلعتہائے
فاخرہ سے سرفراز کیا بعد ازان چند روزان کو او رمہمان رکہا الحکم نے اردون کی
چرب زبانی اور خوشامد آمیز تقریر پر بہروسہ نہین کیا اور اس کے بیٹے غرسیہ کو
یرغمال مین لی لیا تاکہ جو وعدے کہ اس نے کیئے تہے اونکی تعمیل وتکمیل مین پہلوتہی نکرنی پائے
ادہر تو اردون خوش وخرم اپنے ملک روانہ ہوا اور ادہر شانجہ بن رمیر
کو یہہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ خلیفہ نے اس کے مخالف سے صلح کر لی ہے ایک
حالت یاس و نومیدی مین اپنے مشیرون کو طلب کیا سب کی یہی رائی ہوئی کہ
اس وقت عربون کی مخالفت خلاف دانش ہے بہتر یہی ہے کہ شانجہ بہی اپنے
سر کو الحکم کے قدمون پر رکہدے اور وہ وعدے کہ جو عبد الرحمن الناصر لدین اللہ
نے اس کے ساتہہ کیئے تہے یاد دلاوے ممکن ہے کہ خلیفہ اس کی درخواست
منظور کرلے۔ چنانچہ شانجہ نے اپنی اور جلیقیہ اور سمورہ کے قومسین کی جانب سے
ایک عریضہ امیر المومنین کی خدمت مین باین مضمون روانہ کیا کہ ہم لوگ خیر خواہان دولت

بنی اُمیّہ ہین اور امیر المومنین کو اپنا بادشاہ اور سرپرست سمجھتے ہین مثل خلفائ
سابق کے ہم کو خلیفہ سے بہی یہی امید ہے کہ ہم موروثی خیرخواہ ہون کو تادم مرگ
مدد ملتی رہے گی۔ اس درخواست کو الحکم نے اس شرط سے منظور کیا کہ تمام
سرحدی قلعہ منہدم کردئے جایئن اور اس امر کی احتیاط کی جائے کہ بدمعاش
عیسائی ممالک محروسہ مین داخل ہوکر مسلمانون کو پریشان نہ کرنے پایئن۔
شانجہ نے اس شرط کو قبول ہی نہین کیا بلکہ حکم کی فوراً تعمیل کردی۔
ان واقعات کے بعد برشلونہ اورطرکونہ و دیگر ممالک کے بادشاہون
نے بہی سابق کے معاہدون کی تجدید کی درخواست کی اور بیش بہا تحائف خلیفہ
کی خدمت مین روانہ کیئے الحکم نے جواب دیا کہ یہہ درخواستین ہم اوسی وقت
منظور کرین گے کہ جب تم لوگ مثل دوسرے بادشاہونکے حسب ذیل شروط قبول و منظور کروگے
(۱) ممالک محروسہ کی سرحد کے قریب جتنے قلعہ قائم کیئے گئے ہین منہدم کردیئے جایئن۔
(۲) عیسائی ہماری سرحد مین داخل ہوکر مسلمانون کو پریشان نہ کرنے پایئن
(۳) اگر کوئی عیسائی بادشاہ ہمارے ساتھہ جنگ پر آمادہ ہو تو اوس کی مدد نکرین۔
(۴) اگر کوئی عیسائی ہمسے جنگ کا قصد کرے تو حتی الامکان اوسکو اپنے ارادہ سے باز رکہین۔
ان عیسائیون مین اتنی کہان ہمت تہی کہ وہ ان شرائط پر کسی قسم کا اعتراض کرتے

شرائط کو منزلہ حکم کے مان کر فوراً منظور کرلیا۔ ان لوگون کی دیکھا دیکھی غرسیہ بن شانجہ والی البشکنس نے بہی اپنے مذہبی علماء اور قومسین کو بہیجکر آیندہ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ باوجود بغاوت سابقہ خلیفہ نے اسکی خطاؤنکو معاف اور اس کی درخواست اور تحائف کو منظور کرلیا۔ القومس لذریق ابن بلاشک کی مان بہی قرطبہ بغرض ملاقات آئی الحکم نے اس کی بہت کچہ خاطر او رمدارات کی اور اس کی خواہشون کو پورا کیا۔ غرض دور اور قریب کا کوئی عیسائی بادشاہ ایسا نہ تہا جس نے خلیفہ اندلس کے ساتہہ مراسم دوستی اور اتحاد قایم کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

یہان تو یہہ واقعات پیش تہے لیکن افریقیہ کی حالت دگرگون ہوتی جاتی تہی۔ یہہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ ابوعیش کی وفات کے بعد الحسن ابن کنون اوس کا بہائی یہان کے تخت پر بیٹہا تہا۔ یہہ خاندان بنی امیہ کا مطیع اور خیرخواہ بنا رہا یہان تک کہ خلفائی اندلس کا خطبہ بہی اپنے ملک مین جاری کیا تہا اوسی زمانہ مین بلکین بن زیری ابن مناد ایک شریر امیر نے فوج کثیر کے ساتہہ مغرب الاقصی پر حملہ کیا اور ایک بہت بڑے حصّہ ملک کو اپنے قبضہ مین کرلیا لیکن بنی امیہ کی حکومت کو چندان ضرر نہین پہونچا اور نہ اس ملک کی

حالت مین زیادہ تغیر و تبدل واقع ہوا مگر جب **معز ابن اسمٰعیل** تخت بنی فاطمہ پر متمکن ہوا اور اس نے سنا کہ **مغرب الاقصیٰ** مین بنی امیہ کی قوت روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اس نے امیر جوہر کو یورش کا حکم دیا۔ اوس وقت شہر طنجہ مین منجانب بنی امیہ **یعلی ابن محمد** حاکم مقرر تھا **امیر جوہر** کی یورش کی خبر سُن کر یہہ امیر بہی اوس کے مقابلے کی غرض سے آگے بڑہا اوس جنگ عظیم مین جب **امیر یعلی ابن محمد** نے دیکھا کہ کامیابی کی کوئی امید باقی نہین اور فوج کو شکست مل چکی ہے اس نے تنہا فوج دشمن پر مردانہ وار حملہ کیا اور شہید ہوا اس کامیابی کے بعد **امیر جوہر** نے **شہر فاس** کو فتح کیا اور حاکم شہر کو قتل کر کے ملک کو تاراج کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ جس وقت اس حادثۂ عظیم کی اطلاع **قرطبہ** پہونچی مسلمانون کو بے انتہا رنج ہوا **الحکم** نے فوراً **امیر غالب** کو اس حکم کے ساتھہ مع فوج روانہ کیا کہ بغیر ملک فتح کیے **اندلس** واپس نہ آئے۔ امیر **غالب** ۳۶۲ھ مین **افریقیہ** پہونچا اس کو خبر ملی کہ **الحسن ابن کنون** قلعہ **حجر النصر** مین موجود ہے یہہ پہلے وہین آیا اور قلعہ کو فتح اور **الحسن** کو گرفتار کر کے **شہر فاس** کی طرف متوجہ ہوا جس کو باسانی فتح کر لیا۔ غرض ایک سال کے عرصہ مین اس نے تمام ملک پر بنی امیہ کی حکومت قایم کر دی اور **سوطا** ہوتا ہوا ۳۶۳ھ مین مع قیدیون کے

اندلس واپس آیا الحکم کی اوس وقت مسرت کا کیا پوچہنا تہا جس وقت یہہ امیر قریب دار الخلافہ کے پہونچا خلیفہ نے امرا سلطنت کو مع فوج اس کے استقبال کے لیئے بہیجا اور شہر کے دروازہ کے باہر بذات خود اپنے لائق افسر فوج کو لینے گیا۔ خلیفہ مع وزرا اور ارکان دولت کے سر سے پانؤن تک مسلح سفید گہوڑے پر سوار تہا۔ امیر غالب سرنگ گہوڑے پر سوار زرہ بکتر فولادی پہنے ہوئے سامنے سے نمودار ہوا۔ امیر کے دست راست کی جانب الحسن تہا جس وقت ان دونون نے امیر المومنین کو بغرض استقبال آتے دیکہا گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور خلیفہ کے ہاتہہ کو بوسہ دیا الحکم خندہ پیشانی کے ساتہہ الحسن سے ملا بلکہ اوسی وقت اوس کی اور اوس کے ساتہہ تمام قیدیون کی خطاؤن کو معاف اور اون کو انعام و خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا الحکم علم و کمال کا عاشق اور صاحب علم و فن کو بدل عزیز رکہتا تہا۔ ایسے لوگ بہی دور دور سے اس کی بیدار مغزی اور قدردانی کی تعریف سن کر اندلس مین اقامت اختیار کرنے کی غرض سے آتے اور ملازم ہو جاتے تہے۔ چنانچہ قلیل عرصہ مین اس کا دربار مشہور علمائے وقت اور کملائے عصر سے معمور ہو گیا یہان ہم اس کے دربار کے چند مشہور علما کا بہت مختصر طور پر ذکر کرتے ہین۔

ابو علی القالی بغدادی جو عبد الرحمن کے زمانہ حکومت مین اندلس آیا تہا نہایت نامی عالم تہا الحکم اس کو اپنے پاس سے ایک دم بہی جدا نہ کرتا تہا اس کی صحبت سے جو کچہہ فیض اس کو پہونچا تہا اوس پر فخر و ناز کرتا تہا۔ کتاب الامالی اس کی معروف تصنیف ہے۔

ابو بکر الازرق خاندان سلمہ بن خلیفہ عبد الملک ابن مروان سے اور اپنے زمانے مین سربرآوردہ عالم تہا۔ ۳۴۳ھ مین قاہرہ سے افریقیہ آیا جب یہہ قیروان پہونچا اہل تشیعہ نے جو کہ وہان حکمران تہے اس کو بجبر مذہب بدلنے پر مجبور کیا جب اس نے صاف انکار کیا تو یہہ مہدیہ کے تاریک جیلخانہ مین قید کر دیا گیا جہان روزانہ روحی اور جسمانی ہر طرح کی تکلیف اس کو پہونچائی جاتی تہی لیکن جب شیعون نے اس کو اپنے مذہب پر مضبوط اور ثابت قدم پایا تو ناچار رہا کر دیا۔ بعد رہائی یہہ ۳۴۹ھ مین اندلس آیا اور دار الخلافہ قرطبہ مین قیام پذیر ہوا الحکم نے اس کے علم و کمال کی شہرت سن کر اس کو اپنے علمائی دربار مین جگہہ دی ابو بکر ۳۲۹ھ مین بمقام قاہرہ پیدا ہوا اور ماہ ذیقعدہ ۳۸۵ھ مین شہر قرطبہ مین انتقال کیا

نفر البغدادی اپنے زمانہ کا مشہور نام بر آوردہ خوشنویس تہا بغداد سے قرطبہ آیا اور اس ہی کو اپنا وطن بنایا گو اس وقت الحکم کے دربار مین عمدہ سے عمدہ

خوشنویس مثل القیاس ابن عمر الصیقلی اور یوسف البلوطی وغیرہ موجود تھے
لیکن ثفر کا خط خلیفہ کو اس قدر پسند آیا کہ یہہ نوکر رکھہ لیا گیا اور کتابون کے لکھنے اور
نقل کرنے کا کام اس کے سپرد ہوا۔

اسمٰعیل ابن عبد الرحمن ابن علی القریشی کا سلسلہ عبد ابن زمع
سوادہ ام المومنین کے بہائی سے ملتا تہا قاہرہ سے اندلس آیا اور شہر
اشبیلیہ مین سکونت اختیار کی الحکم نے اس عالم اور مصنف کی بہی بہت قدر
کی اور اپنے دربار مین شریک کیا۔

گو اندلس کے خلفائے سابق بہی اکثر علم و فن کے بہت قدر دان اور
ماہر گزرے لیکن الحکم کو علم ادب اور فلسفہ سے ایک خاص مناسبت اور دلچسپی
تہی۔ باوجودیکہ اوس زمانہ کے مشہور علماء کو اس نے اپنے گرد جمع کیا تہا لیکن
اس کا بہی پایۂ علم اون سے کچھہ کم نہ تہا۔ اس نے اندلس کو معدن ہر قسم کے علم
و کمال کا بنا رکہا تہا کوئی کتاب کسی علم مین ایسی نہ تہی جو اندلس مین نہ ملتی ہو۔
خلیفہ بیدریغ روپیہ خرچ کر کے مصنفین سے کتابین خرید کرتا تہا اور اپنے ملک مین
مشتہر کراتا تہا گو وہ مصنف مشرق الاقصیٰ کا رہنے والا کیون نہ ہو لیکن اوس کی
تصنیف پہلے اندلس ہی مین شائع ہوتی تہی اور یہین سے دیگر ممالک مین اشاعت

پاتی تہی۔ چنانچہ ابو الفرج اسفہانی کو اسفہان اور ابوبکر المالکی کو جس نے ابن عبدالحکم کی مشہور کتاب المختصر کی شرح لکہی تہی ایک ایک ہزار دینار سرخ بہیجکر اون کی تصانیف منگا بہیجین۔ سب سے پہلے یہہ کتابین اندلس مین شایع کی گیئن۔ مذکورہ بالا مثالین ہم نے بطور نظیر کے دی ہین ورنہ کوئی مصنف شرق اور غرب مین ایسا نہ تہا جس کو زر کثیر بہیجکر سلطان نے از راہ قدردانی بلا نہ بہیجا ہو یا اوس کی کتاب خرید کر اندلس مین شایع نہ کی ہو اس کے کتب خانے مین چار لاکہہ کتابین نفیس اور عمدہ جلدون سے آراستہ موجود تہین جن کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے مین چہہ مہینہ صرف ہوتے تہے اس کتب خانہ کے ساتہہ اگر کوئی کتب خانہ ٹکر کہاتا تہا وہ خاندان عباسیہ کے سلطان الناصر ابن مستحفی باللہ کا کتب خانہ تہا اس کتب خانہ کو ہلاکو خان نے تاراج کیا اور اندلس کا کتب خانہ اہل بربر کے ہاتہون تباہ ہوا۔ کتب خانہ مختلف فنون پر منقسم تہا ہر فن کی کتب کا انتظام اُن ہی لوگون کے سپرد تہا جو اوس فن مین کمال مہارت رکہتے تہے قاسم ابن اصبغی اور احمد ابن دہیم اور محمد ابن عبدالسلام اور زکریا ابن خطاب اور ثابت ابن قاسم کو علاوہ نگرانی کتبخانہ خلیفہ کی استادی کا بہی شرف حاصل تہا الحکم خود علم تاریخ اور علم الرجال اور معدنیات مین کامل دستگاہ رکہتا اور ان

علوم مین یہہ اعلیٰ درجہ کا مصنف مانا جاتا تہا اس کے شوق کا اندازہ اسی سے
ہوسکتا ہے کہ اس کے کتب خانہ مین کوئی ایسی کتاب نہ تہی جس پر اس کے
خاص قلم کا حاشیہ نہ ہو۔ علاوہ علمائے مذکورہ بالا کے ابو عبداللہ محمد ابن عبدون
العذری اس کا ایک خاص طبیب تہا جس نے ایک مدت دراز تک مصر
مین رہکر اس فن کو حاصل کیا اور ایسا نامی ہوا کہ دور دور سے لوگ بغرض علاج
اس کے پاس آتے تہے ابو عبداللہ محمد ابن مفرج نے علم فقہ اور حدیث
مین نام پیدا کیا تہا۔ ابن مغیث اور احمد ابن عبدالملک اور ابن ہشام
القومی اور یوسف ابن ہارون اور ابو الولید یونس اور احمد ابن سعید
ابن ابراہیم الہمدانی شعر و سخن کی خدائی کا دعویٰ کرتے تہے محمد ابن یوسف
التاریخی ذوالورق یعنی کاغذ فروش کے لقب سے بہی مشہور رہے الحکم کے
حکم سے ایک صحیح تاریخ ملک افریقیہ کی مع جغرافیہ لکہی تہی عیسیٰ ابن محمد ابو الاصبغ
اور ابو عمر احمد ابن فرج اور یعیش ابن سعید ابن محمد ابو عثمان۔ اندلس کے
نامی مورخ تہے ان علما اور مصنفین کی تصانیف سے الحکم کا کتب خانہ مزین تہا۔

الحکم ثانی المستنصر باللہ نہایت ہی رحم دل اور منصف مزاج بادشاہ تہا
یہہ آخر زمانہ مین کتب بینی اور تالیف و تصنیف کی طرف اس قدر مشغول بلکہ محو ہوا کہ انصرام

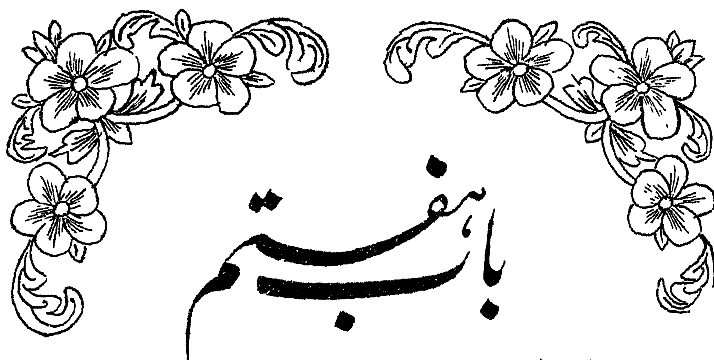
سلطنت اپنے وزرا اور ارکان دولت پر چھوڑ دیا تھا۔ یہہ لوگ حکومت کے شایق خلیفہ کو بالکل بےفکر اور دوسرے اشغال مین مصروف دیکھکر جو جی چاہتا تھا کر بیٹھتے تھے۔ آپس کے بغض و حسد نے اہم معاملات کی طرف مثلاً سرحدی انتظام اور نصاریٰ کی بغاوت کی نگہبانی سے بالکل بےخبر کر رکھا تھا۔ چونکہ **عبدالرحمن ثالث** نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ رعب عیسائیون کے دلون پر جمایا تھا جسکا اثر قلیل زمانے مین زائل نہین ہوسکتا تھا اسی وجہ سے الحکم کے عہد حکومت مین کوئی ایسا نقص واقع نہین ہوا جس کا اثر فی الفور ظاہر ہوجاتا لیکن اس کے بعد ان افسوسناک واقعات کا سلسلہ شروع ہوا جس سے یہ عظیم الشان سلطنت مسلمانون کے ہاتھ سے جاتی رہی۔

الحکم نہایت پابند مذہب اور متشرع آدمی تھا نماز جمعہ ہمیشہ مسجد **قرطبہ** مین اپنی رعایا کے ساتھہ پڑھا کرتا تھا اور علما اور حکام عدالت کو تاکیدی حکم دے رکھا تھا کہ اس کے قلمرو مین کسی فرد بشر سے کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے پائے بالخصوص شراب پینے والون اور شراب فروشون کے لیے سنگین سزائین مقرر کی گئین تھین۔ کرورہا روپیہ مدارس اور مساجد پر خرچ کیا گیا تھا۔ حمام اور سرائین اور آبدارخانے اور تجارتگاہین تمام ممالک محروسہ مین بخرچ سرکاری قایم کی گئین تھین۔ رحم دل اس قدر تھا کہ اکثر عدول حکمی سے چشم پوشی کرجاتا تھا۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے

کہ ابو ابراہیم نامی فقیہ اپنے مکان کے قریب کی مسجد ابو عثمان مین جس کا یہہ
امام بہی تہا وعظ بیان کر رہا تہا۔ علما اور طلبا ہزارہا آدمی جمع تہے ابو القاسم
ابن مفرج کا بیان ہے کہ باوجودیکہ مجہکو ابو ابراہیم کے خیالات سے بہت کچھ
اختلاف تہا لیکن اوس روز اتفاقاً مین بہی شریک مجلس وعظ تہا۔ ہم لوگ باادب
خاموش بیٹہے ہوئے سن رہے تہے کہ اتنے مین سلطانی خواجہ سرا مسجد مین
آیا اور ابو ابراہیم سے نہایت ادب سے سلام کے بعد کہا کہ امیر المومنین نے
تجہکو اسی وقت حاضر ہونے کا حکم دیا ہے اور باہر تیرا انتظار کر رہا ہے اس واعظ
نے جواب دیا کہ مین ضرور امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن تو خود دیکہہ رہا ہے
کہ مین خانۂ خدا مین اپنے معبود برحق کے کام مین مشغول ہون جب تک کہ مین یہان سے
فراغت حاصل نہ کرون گا دربار مین حاضر نہین ہو سکتا۔ تو بہی جا کر امیر المومنین کی خدمت
مین عرض کردے۔ یہہ کہکر ابراہیم نے پہر وعظ شروع کر دیا خواجہ سرا نہایت متعجب
ہوا اور ڈرتے ڈرتے خلیفہ کو یہہ جواب پہونچایا۔ اور پہر مسجد مین آکر ابو ابراہیم سے کہا
کہ امیر المومنین نے بعد سلام یہہ کہلا بہیجا ہے کہ مین یہہ سن کر بہت خوش ہوا کہ تو
خدا کے کام مین بدل مصروف ہے۔ بعد ختم وعظ دربار مین حاضر ہو ابو ابراہیم
نے جواب دیا کہ بوجہ کبرسنی نہ مین پیدل چلنے کی طاقت رکہتا ہون اور نہ گہوڑے پر

بیٹھ سکتا ہون **باب السدۃ** تک آنا محال ہے لیکن **باب الصنع** اس مسجد سے قریب ہے اگر امیر المومنین بمراحم خسروانہ اس کے کہولنے کا حکم دین تو مین بلا تکلیف جسمانی دربار مین حاضر ہو سکتا ہون۔ خواجہ سرا نے یہہ جواب بہی خلیفہ کو پہونچایا اور آکر کہا کہ امیر المومنین نے تیرے حسب استدعا اسی دروازے کے کہولنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ کہکر خواجہ سرا وہان بیٹھ گیا **ابو ابراہیم** نے باطمینان تمام اپنے وقت مقررہ پر وعظ کو ختم کیا اور خواجہ سرا کے ساتھہ دربار مین حاضر ہوا اور پہر اسی دروازے سے اپنے گہر واپس آیا **ابو القاسم** اسی سلسلے مین مقرر ہے کہ **باب الصنع** کو جو ہمیشہ بند رہتا تہا اور خاص خاص موقعون پر کہولا جاتا تہا اسی شب کو کہلا دیکہا تہا جہان شاہی ملازمین **ابو ابراہیم** کے انتظار مین کہڑے تہے۔ **الحکم ثانی المستنصر باللہ** ۳۰۲؁ھ مین پیدا ہوا اور ۳۶۶؁ھ م ۹۷۶؁ع مین ترسٹھہ برس کی عمر مین انتقال کیا۔





باب ہفتم

ہشام ثانی کی تخت نشینی۔ المغیرہ کا قتل جعفر ابن عثمان المصحفی۔ المنصور اور اوس کی سازشین۔ اس کا انتظام مملکت۔ نصاریٰ کے ساتھ جنگ۔ زیری ابن منا۔ ہشام اور علم و فن۔ عبد الملک ابن منصور۔ عبد الرحمن بن المنصور۔

الحکم نے انتقال سے قبل اپنی جانشینی کے لیئے ہشام کا انتخاب کیا تہا جس کی عمر اس کے انتقال کے وقت تقریباً گیارہ برس کی تہی خلیفہ کی مدت سے دلی خواہش یہی تہی کہ ہشام اس کے بعد تخت و تاج کا وارث سمجہا جائے لیکن اس کی کم سنی اور ناتجربہ کاری کے باعث اس پر ایک طرح کی مایوسی چہا گئی تہی۔ بعد غور و تامّل الحکم نے اپنے انتقال سے چند ماہ قبل اپنے تمام امرائی دولت اور ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سب سے حلفی وعدہ لیا کہ بعد اس کے یہہ لوگ ہشام کی اطاعت و فرمان برداری سے منحرف نہ ہون حلف نامہ پر ان سب کی دستخطین لیکر حاجب المصحفی اور معتمد سلطنت محمد بن ابی عامر

کو اپنی زوجہ سلطانہ صبح کی نگرانی مین جو نہایت لائق اور سمجھدار عورت تھی ہشام
کا اتالیق مقرر کیا پس الحکم کی اس نصیحت کے موافق **ہشام ثانی المؤید باللہ**
۳۶۶ھ مطابق ۹۷۶ء مین اپنے موروثی تخت پر بیٹھا لیکن جس وقت الحکم
جان بحق تسلیم ہوا بعض بعض ملازمین اور امراء نے ہشام کے خلاف اور اوس کے
چچا المغیرہ کی تائید مین سازش شروع کی۔ چنانچہ ادہر تو خلیفہ کا دم نکلا اور ادہر دو
خواجہ سراؤن نے جن کے نام فایق اور جوذر تھے آپس مین یہ اتفاق کیا کہ اگر
یہہ کم عمر لڑکا تخت نشین ہوا تو جعفر المصحفی ہمارے ارادون کو کبھی پورا نہین ہونے
دیگا بلکہ ہم کو بیکار کر دیگا۔ مناسب یہی ہے کہ ہشام کے چچا المغیرہ کو تخت پر بٹھا دو
اور المصحفی کو موقع پاکر قتل کر ڈالو جوذر نے المغیرہ کے انتخاب سے تو پوری
رضامندی ظاہر کی لیکن المصحفی کے متعلق بیان کیا کہ محسن دیرینہ کا قتل مناسب
نہین فایق نے جواب دیا کہ سوائی اس کے اور کوئی چارا نہین کہ المصحفی مار ڈالا
جائے بعد اس کے ان دونون نے جعفر المصحفی کو الحکم کے انتقال کی اطلاع کی
اور المغیرہ کو تخت پر بٹھانے کی رائی دی جعفر ایک جہان دیدہ اور مدبر آدمی تھا
ان خواجہ سراؤن کے اصل مطلب پر فوراً جا پہونچا اور یہہ جواب دیا کہ ایسے وقت
نازک مین جو تمہاری رائی مصلحت اندیش ہو اوس پر کار بند ہو۔ چونکہ تم لوگ بحیثیت

معتمدین خانگی بہت کچھہ وقعت اور قوت کہتے ہو اور میرا کام یہہ ہے کہ تمہارے
حسب منشا کام کرون قبل اس کے کہ یہہ لوگ اپنے ارادہ کو پورا کرتے المصحفی
قصر شاہی سے باہر آیا اور فوج اور افسران فوج کو جمع کرکے ان کو بھی اسی حادثہ عظیم
کی اطلاع کی اور فایق اور جوذر کے ارادون کو اون پر ظاہر کر دیا اور کہا کہ اگر ہم اپنے
آقای مرحوم کے وارث حقیقی کو اوس کے حق سے محروم کرین گے تو دین و دنیا
دونون مین سوائے بدنامی اور رسوائی کے اور کچھہ حاصل نہ ہوگا اس وزیر نے
اوسی وقت المغیرہ کے مکان پر محمد ابن عامر کو ایک دستہ فوج کے ساتھہ بھیجا
اور یہہ حکم دیا کہ اس کو فوراً قتل کر ڈالے جب ابی عامر نے المغیرہ کو خلیفہ
کے انتقال اور ہشام کی تخت نشینی کی خبر پہونچائی تو اوس کو ان واقعات سے
بے خبر پایا المغیرہ دفعتاً خلیفہ کے انتقال کی خبر سن کر سخت پریشان ہوا اور بعد
تامل بسیار جواب دیا کہ مین اپنے نئے آقا کی بجا آوری احکام اور خیر خواہی کے لئے
حاضر ہون اس خلاف امید خیر خواہانہ جواب سے ابی عامر بہت متفکر ہوا اور المصحفی
کو اس واقعہ سے مطلع کیا جواب یہہ آیا کہ فوراً گرفتار کرکے قتل کر ڈالو اور اگر تمکو
اس حکم کی تعمیل مین کچھہ عذر ہے تو مین دوسرے کو روانہ کرتا ہون چنانچہ المغیرہ مار ڈالا گیا
محمد ابن ابی عامر جس نے جعفر المصحفی کے اس سخت حکم کی تعمیل کی تھی وہ

مشہور آدمی تہا جس نے اسلام کو انتہائی ترقی تک پہونچایا تہا۔

اس کا سلسلہ عبد اللہ ابن عامر ابن ابو عامر ابن الولید ابن یزید سے لیکر عبد الملک المعافری تک ملتا ہے۔ یہہ شخص ۳۵۷ھ مطابق ۹۳۹ع مین پیدا ہوا تہا۔ اس کی مان یحییٰ ابن زکریا ابن التمیمی کی بیٹی تہی مختلف تواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر طوریش قریب الجزایر کا باشندہ تہا اس کا جد اعلیٰ عبد الملک ان مشہور امرائی عرب کے ہمراہ اندلس مین آیا جہون نے امیر طارق ابن زیاد کے ساتہہ اس ملک کو فتح کیا تہا اس کا باپ عبد اللہ الملقب بہ ابو حفص الجزائر مین پیدا ہوا تہا لیکن کم سنی کے زمانے مین قرطبہ آکر احمد ابن خالد اور محمد ابن فطیس اور دیگر مشاہیر محدثین سے علم حدیث پڑہا تہا۔ یہہ نہایت باوضع اور بامذہب شخص گزرا۔ بادشاہون اور امرا سے ہمیشہ متنفر تمام عمر اس نے گوشہ نشینی اور خدا کی یاد مین بسر کی عبد اللہ کی تاریخ ومقام انتقال ٹہیک طور پر معلوم نہین ہوتا لیکن اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ خلیفہ الناصر کے عہد حکومت مین جبکہ یہہ حج سے واپس آرہا تہا تو طرابلس غرب یا ارکادہ مین اس کا انتقال ہوا۔ باپ کے انتقال کے بعد محمد ابن ابی عامر جو بعد ازان تاریخ مین المنصور کے نام سے مشہور رہا اپنے زمانہ کم سنی مین قرطبہ آیا اور

قصر شاہی کے قریب ایک دوکان کہولی جہان یہہ ادنی ملازمین شاہی کے خطوط
یا عرائض لکھکر اپنی گزر اوقات کرتا تہا۔ اسی عرصہ مین سلطانہ صبیح ہشام کی
مان کو ایک خانگی محرر کی ضرورت ہوئی کسی خواجہ سرا نے المنصور کی سفارش
کی۔ چند ہی روز مین اس نے اتنا رسوخ حاصل کیا کہ ملکہ نے اسے اپنا خانگی
معتمد مقرر کیا اور الحکم سے اس کی لیاقت اور دیانت کی بہت کچہہ تعریف کر کے
اس کو ایک شہر کا قاضی مقرر کرا دیا۔ اس عہدے پر بہی المنصور نے ایسی نیکنامی
حاصل کی کہ بہت جلد اس کو اشبیلیہ کے ٹیکس کے وصولات کا افسر مقرر کر دیا۔
چونکہ اس کو دار الخلافہ سے باہر رہنا گوارا نہ تہا اس نے قرطبہ آکر ملکہ کو بہت
کچہہ بیش بہا تحائف نذر گزرانے اور اسی کی سفارش سے محکمہ دار الضرب اس کے
تفویض کر دیا گیا۔ اس کام کو بہی اس نے بخوش اسلوبی انجام دیا اور ساتہہ ہی سا تہہ
محل کے ملازمین سے اپنا ربط ضبط بڑہاتا رہا اور تمام خواجہ سراؤن اور غلامون کو
خوشامد اور رشوت سے اپنا بنا لیا۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ محمد بن افلح جو
الحکم کے خاص زمرۂ ملازمین مین سے تہا اس کے پاس محکمۂ دار الضرب مین آیا
اور اس سے نہایت ہی درد آمیز الفاظ مین کہا کہ جو کچہہ سرمایۂ زندگی مین نے اپنی تمام
عمر مین فراہم کیا تہا وہ سب بیٹی کی شادی مین خرچ ہو گیا اور اب سوائے ان دو تین

چاندی کی چیزون کے کچھہ باقی نہین رہا ابن عامر نے اس تمام قصے کو سنا اور بہت کچھہ زبانی ہمدردی کے ساتھہ اوس کا دامن روپیون سے بہر دیا افلح کو اس قدر امید نہ تہی بالخصوص جبکہ بہ نسبت اور ملازمین کے یہہ ابن عامر سے اس درجہ واقف نہ تہا - اس سلوک کے چند ہی روز بعد المنصور نے اس غلام پر اپنا راز افشا کیا - اور اس کو بہت کچھہ سبز باغ دکہا کر الحکم کے تخت سے اوتارنے مین مدد چاہی محمد ابن افلح نے ایک زمانہ کے بعد اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا تہا کہ قریب تہا کہ مین بعوض ان احسانات کے جو اس نے میرے ساتھہ کیئے تہے اس کے ساتھہ سازش مین شریک ہو جاتا - اس نے مجھکو اس قدر روپیہ دیا تہا کہ اپنی بیٹی کے جہیز دینے کے بعد بہی رقم کثیر بچ رہی تہی - غرض ابن عامر نے ادہر تو محلات شاہی کو اپنا بنا لیا تہا اور ادہر ملکہ صبح اس کو اپنا سچا خیر خواہ سمجھنے لگی تہی - یہہ بہی ملکہ کے خوش رکہنے مین ہمیشہ مصروف رہا کرتا تہا چنانچہ جس وقت اس کا تقرر اس محکمہ پر ہوا اس نے ایک مختصر سا محل خالص چاندی کا بنا کر ملکہ کے نذر کیا جس کے صلے مین ملکہ نے الحکم سے اس کی اس قدر تعریف و سفارش کی کہ الحکم نے ایک روز اہل دربار سے کہا کہ اس لڑکے نے تحفے دیدیکر ہمارے تمام محلون کو اپنا سرپرست اور معاون بنا لیا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ الحکم اور امرای سلطنت

بہی اس کو عزیز رکہنے لگے۔ یہان تک کہ جب خلیفہ کا آفتاب عمر غروب ہونے لگا تو الحکم نے اس کو ہی ہشام کا اتالیق مقرر کیا۔ المغیرہ کے قتل کے بعد المنصور نے ہشام کو اپنے قبضے مین لانے کی کوشش کی اور جب دیکہا کہ المصحفی اور امیر غالب جیسے وزرا و امرائی باوقعت کے مقابلے مین اپنے دلی مقصود کو پہونچنا غیر ممکن ہے تو اس نے احسانات سابقہ کو بالائی طاق رکہا اور امرا اور وزرائی دولت مین باہمی دشمنی پیدا کر کے سب کو معطل و بیکار کر دیا اور خود سلطنت کا مختار بن بیٹہا ابن ابی عامر کی سازش کا واقعہ ہم ذیل مین تفصیل کے ساتہہ تحریر کرتے ہین

جس وقت ہشام تخت پر بیٹہا۔ جعفر المصحفی نے تمام انتظام ملک کو اپنے ذمہ لیا اور تمام غیر ضروری شان و شوکت کو چہوڑ کر اپنے ملک و مالک کی خیر خواہی مین مصروف ہوا لیکن محمد ابن ابی عامر جب کبہی کسی معاملہ مین اس کی سختی دیکہتا تہا تو خفیہ طور پر المصحفی کو نہایت خود غرض اور ظالم ثابت کرنے کی کوشش کرتا تہا۔ چونکہ عوام الناس کو بہی اس کی خود غرضانہ فیاضی نے اس کا خیر خواہ اور طرفدار بنا دیا تہا اس لیئے وہ لوگ بہی اس کا ساتہہ دیتے تہے۔ ان واقعات سے بے خبر المصحفی اس کو فی الحقیقت اپنا سچا دوست اور خیر خواہ سمجہتا تہا گو ابن عامر بہی بظاہر اس وزیر کو اپنا سرپرست و محسن بنائے ہوئے تہا لیکن یہہ خوب جانتا تہا

کہ المصحفی کی نظرون مین اس کی کچہہ وقعت نہین ہے اس ہی خیال سے اس نے
ملکہ صبح کو اپنی فطنت اور چالاکی سے ایسا راضی کیا کہ ملکہ نے ایک حکم باین مضمون
المصحفی کو بہیجا کہ آیندہ سے تمام اہم معاملات ریاست مین ابن عامر کو بہی شریک
کیا جاے المصحفی نے خالی الذہن اس حکم کی فوراً تعمیل کی بلکہ اوس روز سے
ابن عامر کو اور زیادہ عزیز رکہنے لگا۔ سب سے پہلے اس نے المصحفی کے
ذریعہ سے فوج صقالب کو جو ہمیشہ محل شاہی پر متعین رہا کرتی تہی برخاست کرادیا اور
اون افسر اور ملازمون کو جو اس کی ترقی کے حائل ہوتے تہے تہوڑون کو خارج البلد
اور باقی کو قتل کروا ڈالا اور بجاے اون کے اپنے خیرخواہ اور معتمد اشخاص کا تقرر کیا۔
اس کے بعد اس نے المصحفی اور امیر غالب مین مخالفت پیدا کرنے کی
کوشش کی غالب ایک سیدہا سادہ سپاہی تہا بہت جلد اس کے پہندے مین
پہنس گیا اور یہہ باور کر کے کہ المصحفی کو مجہہ جیسے باوقعت مدمقابل کا رہنا پسند نہین
وزیر اعظم کی عدول حکمی کرنے لگا المصحفی نے غالب کے طرز عمل کی شکایت مجلس
امرا سے کی سب کی یہی راے ہوئی کہ کسی امر کی نافہمی سے جو نزاع پیدا ہوئی ہے
اوس کی صفائی کر لینی چاہیئے محمد ابن ابی عامر کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ان دونون
فی الحقیقت صلح ہو جائے اس نے غالب سے ملنے کی کوشش کی۔ اتفاقاً امیر غالب

کسی سرحدی نزاع کے تصفیہ کی غرض سے اپنی فوج کے ساتھہ گیا ہوا تھا
ابن ابی عامر بھی اجازت حاصل کر کے عیسائیون کے انسداد کے لیئے
قرطبہ سے روانہ ہوا ان مہمات کے تصفیہ کے بعد یہہ دونون راستے مین ایک
دوسرے سے ملے اور آپس مین یہہ عہد و پیمان ہوا کہ جعفر المصحفی جہان تک
جلد ممکن ہو خدمت سے معزول کر دیا جائے اس سازشی ملاقات کے چند روز
بعد ابن ابی عامر نہایت شان و شوکت کے ساتھہ قرطبہ مین داخل ہوا میدان
جنگ کی کامیابی نے عوام الناس کی نظرون مین اس کی وقعت کو دوبالا کر دیا۔
ہشام نے المصحفی والی المدینہ کو خدمت سے معزول کر کے محمد ابن عامر کو
اس کی جگہہ مقرر کیا اور ایک بیش بہا خلعت اپنے ہاتھہ سے اس کو پہنایا۔ اس
خدمت کو اس نے ایسی لیاقت و خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ المصحفی کا علیحدہ
ہونا باستثنای چند خیر خواہان ریاست کسی کو ناگوار نہین گزرا۔ اس واقعہ کے بعد
المصحفی اپنے خواب غفلت سے چونکا اور جب دیکھا کہ محمد ابن عامر میری بربادی
پر آمادہ ہے اس نے امیر غالب کو بھی اس کی سازشون سے مطلع کیا اور
بغرض صلح یہہ درخواست کی کہ غالب اپنی لڑکی کی شادی اس کے لڑکے
عثمان کے ساتھہ کر دے ابن عامر کو یہہ کب منظور رہتا کہ ان الوالعزم امیر و منین

دوبارہ سلسلہ اتحاد و محبت کا قایم ہو۔ اس نے دونوں کو باہمی مصالحت پر مستعد پاکر
فوراً ایک خط امیر **غالب** کو اس مضمون کا لکھا کہ **المصحفی** دہوکا دیکر محض اپنے
ذاتی اغراض کے لیئے تجہکو میرا مخالف بنانا چاہتا ہے۔ چونکہ تمام امرا اور حکام اسکی
افسون سازش سے رام ہوچکے تہے اس نے **غالب** کے بعض خاص رشتہ
داروں سے اپنے اس خط کی تصدیق بہی کرادی جس کا اثر اس سادہ لوح سپاہی پر
ایسا ہوا کہ اس نے **المصحفی** کے پیام کو فوراً نا منظور کردیا اور اپنی لڑکی کی شادی
خود **ابن ابی عامر** سے کردی محرم ۳۶۷ھ ہجری میں نسبت ہوئی اور شب نوروز کو
نہایت ہی شان و شوکت سے نکاح کیا گیا۔ اس شادی میں خود **ہشام** شریک تہا
لیکن باوجود کامیابی کے **ابن عامر** **المصحفی** پر پورا ہاتہہ ڈال نہیں سکتا تہا اگر **المصحفی**
مستعدی کے ساتہہ اس کے حملوں کو روکنا چاہتا تو یہہ اس قدر جلد اپنے مطلب
دلی پر فائز نہ ہوتا لیکن یا تو بوجہ ضعیفی یا اور وجوہ سے **المصحفی** نے اس کی سازشوں کو
رد کرنے کی کوشش نہیں کی اور اب حالت نا امیدی میں اپنے دشمن کو بالکل
مطلق العنان کردیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ابن **عامر** کو پورا موقع **المصحفی** کے بیکار کرانیکا
ملا۔ اور اس نے فوراً اپنے سسرے **غالب** کو اس کے ساتہہ شریک حاجب
مقرر کردیا بتدریج **المصحفی** کے جملہ اختیارات سلب کیئے گئے تاہم **محمد ابن ابی عامر**

کو اپنے محسن قدیم اور ایسے سچے خیر خواہ ریاست پر رحم نہ آیا اور المصحفی کے تنزل ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ نوعمر سلطان کو اوس کے دوستون اور رشتہ دارون بلکہ بچون تک سے بدظن کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھہ سرکاری روپیہ ان لوگون کے ہاتھہ سے اوٹھا ہے اس کا کامل حساب پیش کرین اور بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس قدر جرمانے ان پر کیے کہ فاقہ کشی کی نوبت پہونچ گئی اور اسی طرح رفتہ رفتہ اس مشہور اور باوقعت خاندان کو خاک مین ملا دیا المصحفی کا مکان جو قصر شاہی کے بعد قرطبہ مین اپنا نظیر نہین رکہتا تہا جبراً خرید لیا اور جب موقع ملا المصحفی کو علاوہ روحانی صدمہ عظیم کے جسمانی تکلیف مثل قید وغیرہ دیتا رہا اور بالآخر الزہراء کے قیدخانہ مین قید کر دیا۔ بعض ناقل ہین کہ یہہ زہر سے مار ڈالا گیا۔ اس کے قریب کے رشتہ دارون اور چند دوستون نے اس کی نعش کو قیدخانہ سے لے جا کر کسی گمنام مقام مین دفن کر دیا۔

جائے عبرت ہے کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ جب کبہی جعفر ابن عثمان المصحفی مسجد یا مکان سے باہر نکلا کرتا تہا تو لوگون کا اس قدر ہجوم ہوتا تہا کہ راستہ پر چلنے کی جگہہ نہین ملتی تہی اور ایسے مواقع پر ہر حاجتمند کو عرضی دینے کا حکم تہا بلکہ ملازمون کو یہہ تاکید تہی کہ ایسے شخص کو بلا تامل ہمارے سامنے پیش کر دیا کرین۔ پہر وہ زمانہ آیا کہ اس کے جنازہ کے ساتھہ دو چار آدمیون کے سوائے کوئی موجود نہ تہا۔ اسپنے آخر زمانہ مین

المصحفی یہہ کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہپر گزرا یا جواب گزر رہا ہے یہہ سب میرے اعمال کی پاداش ہے مین نے اپنے زمانہ عروج مین ایک شخص کے ساتہہ بے حد سختی کی تہی بلکہ اوس کو قید کردیا تہا اوس نے میرے سامنے یہہ بددعا کی تہی کہ جن لوگون نے مجہکو اس درجہ تک پہونچایا اون کو بہی یہی حالت خدا نصیب کرے یہہ سن کر میرے دل مین خدا کے خوف نے اثر کیا اور مین نے فوراً اوس کو رہا کردیا لیکن معلوم یہہ ہوتا ہے کہ وہ شخص بیگناہ تہا خدائی تعالی نے اوس کا معاوضہ مجہکو دنیا مین عطا فرمایا امید ہے کہ آخرت مین اس کی بازپرس سے معاف کیا جاؤن المنصور کے ایک کاتب کا یہہ بیان ہے کہ ایک دفعہ ابن ابی عامر نے عمداً المصحفی اور اوس کے بیٹے عثمان کو ذلیل کرنے کی نیت سے جبراً اپنی فوج کے ساتہہ رکہا اور اس قدر سختی کی کہ ایک روز حالت اضطراب مین یہ اشعار المصحفی کی زبان پر جاری ہوے

تَعَاطَيْتُ صَرْفَ الحَادِثَاتِ فَلَمْ أَزَل	أَرَاهَا تُوَفِّي عِنْدَ مَوْعِدِهَا الحُرَّا
فَلِلّٰهِ أَيَّامٌ مَضَتْ بِسَبِيلِهَا	فَإِنِّي لَا أَنْسَى لَهَا أَبَدًا ذِكْرَا
تَجَافَتْ بِهَا عَنَّا الحَوَادِثُ بُرْهَةً	وَلَا نَظَرَتْ مِنْهَا حَوَادِثُهُ شَزْرَا
لَيَالِيَ لَا يَدْرِ الزَّمَانُ مَكَانَهَا	وَأَبْدَتْ لَنَا مِنْهَا الطَّلَاقَةَ وَالبِشْرَا
وَمَا هٰذِهِ الأَيَّامُ إِلَّا سَحَائِبُ	عَلَى كُلِّ أَرْضٍ تُمْطِرُ الخَيْرَ وَالشَّرَّا

الغرض جعفر ابن عثمان المصحفی کے انتقال کے بعد محمد ابن ابی عامر نے
دیکھا کہ اب سوائے امیر غالب کے اور کوئی حریف مقابل باقی نہین رہا اس نے
اوسی وقت سے غالب کی بربادی اور تباہی کی تدابیر سوچنی شروع کردین اور موقع کا منتظر رہا
ایک مرتبہ کسی سرحدی مہم پر یہہ دونون امیر ساتہہ تہے ایک قلعہ پر دونون
دشمن کی فوج کی حالت دریافت کرنے کی غرض سے چڑہے۔
ان کی رائے مین کسی قسم کا اختلاف واقع ہوا غالب چونکہ ابن ابی عامر
کی خود غرضیون اور سازشون سے بخوبی واقف تہا غصے کو نہ روک سکا اور المنصور
سے کہا کہ "او شیطان تو شاہی خاندان کو تباہ اور ان قلعجات کو منہدم کرکے خود
بادشاہ بنا چاہتا ہے" یہہ کہکر امیر غالب نے ایک وار تلوار کا اوس پر کیا اگر
افسران فوج حائل نہ ہوتے تو ضرور ابن ابی عامر کا کام تمام ہوجاتا تاہم ایک شدید

لہ مین نے حوادث روزگار کے ساتہہ داد و ستد کی اور ثابت رہا درحالیکہ مین دیکہہ رہا تہا کہ
حوادث روزگار اپنی وعدہ گاہ پر مرد حرّ کے ساتہہ وفا کرتے تہے۔ پس اللہ ہی کے لیئے وہ دن
ہین جو اون حوادث کے راستہ مین گزر گئے مین کبہی اون کا ذکر نہین بہولتا۔ کچہہ قلیل عرصہ تک حوادث ہمسے چہپے رہے اور نہ ہمکو
حوادث نے ٹیڑہی نگاہ سے دیکہا اس لیئے کہ وہ راتین ایسی تہین کہ اون کا مقام زمانہ نہین جانتا تہا کشادہ روئی اور بشارت ہمارے
لیئے اون وقتون مین تہی۔ اور یہہ دن بمنزلہ اون ابرون کے ہین جو سرزمین پر برائی اور نیکی کو برساتے ہین۔

زخم اس کے سر پر آیا اور قریب تہا کہ یہہ قلعے کی دیوار سے نیچے جا رہے لیکن اس کی
خوش قسمتی سے کسی چیز نے اس کو گرنے سے روکا اور افسران فوج اس کو اوٹہا کر اس کے
خیمے مین لے گئے **غالب** اوسی حالت غصہ مین انصاف سلطانی سے بہی مایوس
ہوکر سیدہا عیسائیون کے لشکر مین چلا گیا اور اون کا شریک ہوکر **ابن ابی عامر** پر حملہ آور
ہوا مگر **غالب** نے اس جنگ مین نہ صرف شکست ہی پائی بلکہ مارا گیا۔

محمد ابن ابی عامر نے ان تمام امراے جلیل القدر کے قتل اور تباہی سے
فراغت اور میدان کو بالکل خالی پاکر اقتدارات شاہی کے غصب کرنے کی فکر و
کوشش شروع کی اور نہایت جرأت اور اطمینان سے سلطان کے احکام کی
نافرمانی کرنے لگا۔ **ابن ابی عامر** کو یہہ خوب معلوم تہا کہ اب خلیفہ کے خانگی ملازمون کے
سوائے اور کسی کو قدرت میری مخالفت کی نہین ہے پس اس نے ان سب کو برطرف
اور ان کی جگہہ خاص اپنے معتبر لوگون کو مامور کیا اس اثنا مین اس کو یہہ خبر پہونچی کہ بعض
محل کی عورتون نے اون خزاین شاہی پر جو خاص محل مین رہا کرتے تہے تصرف کیا ہے
اور ملکہ **صبح** نے جو اس کے ارادون سے پورے طور پر واقف ہوگئی تہی بہت کچہہ
روپیہ نکال لیا ہے اور اس روپیہ کی جگہہ صندوق مختلف چیزون سے بہر کر رکہدیئے
ہین اور حاکم شہر کو دہوکا دیکر بہت کچہہ بیش بہا مال و اسباب **قرطبہ** سے باہر بہیجدیا ہے

ابن ابی عامر نے ملازمین شاہی کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ امیر المومنین روپیہ
کا محل مین جمع رکھنا پسند نہین کرتے علاوہ برین چونکہ ان کا وقت زیادہ تر روزہ و نماز
مین گزرتا ہے خزانے کی نگرانی نہین ہو سکتی پس ملازمون کو یہہ ہدایت کی کہ روپیہ
میرے سپرد کر دیا جائے یہہ ہدایت بمنزلہ حکم کے تھی ستاون لاکہہ دینار سُرخ موجودہ
خزانہ محلات اس کے خاص قلعہ الزاہرہ مین جو اس نے خود قرطبہ کے باہر بنایا تھا
بھیجدئے گئے اور ملکہ صبح سے وہ روپیہ تمام و کمال جو اس نے شاہی خزانہ سے
لیا تھا اور جو ہنوز محل ہی مین رکھا تھا جبراً وصول کر لیا اس نے اپنی ظاہری اطاعت
و فرمانبرداری سے نوجوان خلیفہ کے دل پر ایسا قبضہ کیا تھا کہ اوس کے ظلم و زیادتی
کی شکایت کا خلیفہ پر مطلق اثر نہ ہوتا تھا بلکہ ہشام اس کو ایک مرد باخدا صاف باطن
اور ملک و مالک کا سچا خیرخواہ سمجھنے لگا۔ اور ان معدودے چند کی زبانین جو محض بہ نیت
خیرخواہی بلا لحاظ اپنے ذاتی نقصان کے اس کی سازشون اور ارادون کو خلیفہ پر ظاہر
کرتے رہتے تھے بند ہو گیئن۔

محمد ابن ابی عامر جب اس انتظام سے فارغ اور ہر طرح مطمئن ہوا تو اب
اس نے فوج پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سب سے پہلے اس نے افسران
سابق کو معزول اور بجائی اون کے اپنے خیرخواہون کو مامور کیا اور پہر رفتہ رفتہ تمام

فوج اہل بربر اور زناتہ سے بہردی فوج کا مطیع ہونا کیا تہا کہ تمام ملک اس کے
قبضہ تصرف مین آگیا۔ تمام امرائی عرب مرعوب ہو ہی چکے تہے اس نے اپنے کو
بالکل خود مختار پاکر ہشام کو محل مین نظر بند کر دیا اور خود بکمال اطمینان خلیفہ ہی کے نام
سے حکومت کرنے لگا اور یہہ حکم نافذ کیا کہ آیندہ سے سب اس کو الحاجب اور
المنصور کے القاب سے خطاب کیا کرین۔ اس نے بغرض حفاظت اپنا قیام
قلعہ الزاہرہ مین اختیار کیا اور تمام دفاتر وخزائن وحکام وغیرہ کو اس ہی قلعہ مین
رہنے کا حکم دیا۔ الغرض بتدریج ابن عامر کو ایسی ثروت وقوت حاصل ہوئی کہ ممالک
محروسہ کی تمام مساجد مین بعد خلیفہ کے اس کا نام بہی خطبہ مین پڑہا جاتا تہا۔ نوبت یہانتک
پہونچی کہ المنصور نے لباس شاہنشاہی علانیہ پہننا شروع کیا۔ سکہ پر بہی خلیفہ کے نام
کی جگہہ المنصور دکہائی دینے لگا۔ بوقت جنگ فوج کو یہہ بذات خود لڑاتا تہا۔ مشہور ہے
کہ چھپن ۵۶ بار یہہ لڑا اور ہمیشہ کامیاب رہا مخبرون کو افریقیہ بہیجکر وہان کے قبیلون اور
رئیسون مین نزاع کی بناڈالی اور پہر فوج بہیجکر مغربی افریقیہ کو اپنے دائرہ حکومت مین
لایا۔ اپنے بیٹے عبدالملک کو افریقیہ زیری ابن عطیہ حاکم فاس کی تنبیہ کے
لیئے صرف اتنی بات پر بہیجا کہ زیری نے چند ناسزا الفاظ اس کی شان مین استعمال کیے
تہے اور اپنے بادشاہ ہشام کو قید کرنے کی نسبت ملامت کی تہی مگر اس جنگ کے

قبل ہم اون لڑائیون کا ذکر کرنا چاہتے ہین جو المنصور کے زمانہ عروج کی قبل اور بعد ہوئین جن کی وجہ سے اس قدر جلد اپنے دلی مقصود کو پہونچا۔

خلیفہ الحکم کے انتقال کے پانچ یا چہہ سال کے بعد امرائی عرب کو خانہ جنگی مین مصروف پاکر عیسائیون نے اندلس پر حملہ کیا المصحفی کو سازشون نے پریشان کر رکہا تہا اس یورش کا فوراً انسداد نہ کرسکا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائی نہایت جرأت کے ساتہہ بلا مزاحمت قرطبہ کے قریب آپہونچے۔ جب اطراف و اکناف سے عیسائیون کے ظلم و زیادتی کی شکایتین متواتر پہونچین تو اس نے فوج بہیجنے کی عوض صرف یہہ حکم دیا کہ دریائی ٹیگیس کا پل گرادیا جائے۔ مگر اس سے کیا ہو سکتا تہا المصحفی کو اسقدر بیدست و پا پاکر ابن عامر کو عمدہ موقع حملہ کا ملا اور اوس نے غل مچایا کہ جب فوج کثیر جنگ کے لیئے تیار اور خزانے معمور ہین تو پہر کیون نہین عیسائیونکو کافی سزادی جاتی المصحفی نے مجبوراً تمام وزرا کو جمع کیا سب نے ابن عامر کی رائی سے اتفاق کیا اور اس ہی کو فوج کا افسر مقرر کرکے عیسائیون کے مقابلہ کا حکم دیا۔ ابن عامر کی دلی خواہش ہی یہی تہی یہہ اوسی وقت ایک لاکہہ دینار لیکر روانہ ہوا اور (باونّ ۵۲) روز مین عیسائیون کو سرحد کے باہر کردیا اور بہت کچہہ مال غنیمت لیکر واپس آیا المنصور ۳۷۲ سنہ مطابق ۹۸۲ سنہ ع مین یلغار کرکے جلیقیہ پہونچا اور وہان کے مشہور شہرون

مثل **لیون** وغیرہ کو لوٹنا چاہا۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ عیسائی اس کے آنیکی
خبر پاکر ان شہرون سے تمام مال واسباب لیکر پہاڑون مین پناہ گزین ہوے
ہین **المنصور** کسی شہر مین داخل نہین ہوا بلکہ جن مقامات سے یہہ گزرا اون کو تاراج
کرتا ہوا **قرطبہ** واپس چلا آیا لیکن دوسرے ہی سال پہر آکر **لیون** پر قبضہ کیا اور
قلعون کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ **المنصور** ۳۷۴ھ م ۹۸۵ء مین بعد اعلان جہاد **جیان**
اور **البیرۃ** اور **لبسطہ**[1] اور **تدمیر**[2] ہوتا ہوا **بلنسیہ** آیا اور یہان چند روز فوج کو آرام دیکر بادشاہ
بُریل کے ملک مین داخل ہوا جس کو اس نے شہر **برشلونہ** کے قریب شکست
فاش دی اور بتاریخ ۱۵ صفر اپنے جہنڈے کو اس قلعہ پر نصب کیا اس مرتبہ بہی نامی
مورخین و مصنفین و شعراء اس کے ساتہہ تہے جنہون نے اس کی اور اس کی
فتوحات کی تعریف مین دفتر کے دفتر سیاہ کردئے تہے۔ ایک مشہور مورخ نے
جو اس جنگ مین **المنصور** کے ساتہہ تہا ان لوگون کے نام کی فہرست بہی دی ہے
جس سے اس امر کا بہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کے عہد حکومت مین کیسے کیسے
عالم موجود تہے۔ ہم چند لوگون کے نام اس مقام پر درج کرتے ہین **ابو عبد اللہ**

[1] اس کو انگریزی مین باذا کہتے ہین [2] تدمیر اندلس کے ایک صوبہ کا نام تہا جو قرطبہ کے مشرق کی جانب واقع تہا اور ایل زمانہ مین
اس صوبہ کے حاکم کا نام بہی تدمیر تہا جس کو طارق ابن زیاد اور پہر عبد العزیز ابن موسی ابن نصیر نے شکست دی تہی۔

ابن حسن ابوالقاسم ابن الحسین ابن الولید جو زیادہ تر ابن العارف کے نام سے مشہور ہے ابن شہید عبدالرحمن ابن احمد۔ ابوالاعلی سعید ابن الحسن اللغوی جس کی مشہور تصنیف فصوص موجود ہے ابوبکر زیادۃ اللہ ابن علی ابن حسن التمیمی۔ عمر ابن النجم البغدادی۔ ابوالحسن علی ابن محمد القریشی العباسی۔ عبدالعزیز ابن الخطیب المحدود۔ موسی ابن طالب۔ مروان ابن عبدالرحمن یحیی ابن ہذیل ابن عبدالملک سعد ابن محمد۔ علی النکاس البغدادی۔ ابوبکر یحیی ابن امیہ ابن وہب محمد ابن سمعٰیل الزبیدی جس کی کتاب مختصر فی اللغت اور کتاب العین کا خلاصہ جو خلیل ابن احمد کے نام سے مشہور ہے اور مختلف کتابیں صرف ونحو اور تاریخ میں موجود ہیں محمد ابن عبدالباصر۔ احمد ابن عبدالملک ابن شہید جو علاوہ مصنف ہونے کے وزیر بھی رہ چکا تھا محمد ابن حسن القریشی۔ طاہر ابن محمد جو مشہور ریاضی دان تھا۔ ابن امیہ ابن غالب وغیرہ وغیرہ تھے۔

۳۷۵ھ میں المنصور نے اپنے چچا زاد بھائی ابوالحکم عمر کو فوج دے کر الحسن ابن کنون ادریسی کی تنبیہ کے لیے بھیجا۔ اس نے شہر بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا عمر نے الحسن کو مع فوج محصور کر کے صلح پر مجبور کیا اور بعد صلح خلاف معاہدہ

اس کو گرفتار کرلیا اور حسب الحکم **المنصور** اس کو قتل کرکے اس کے سر کو **قرطبہ** بہیجا

۳۸۱ھ مطابق سنہ ۹۹۱ع مین **زیری ابن عطیہ المغربی** نے جو اہل زناتہ

کا حاکم تہا جس کا ذکر اوپر مجملاً ہو چکا ہے ایک سفارت مع تحائف کے جس مین دو سو

گہوڑے اور پچاس اونٹ نہایت تیز رفتار ایک ہزار سپر گینڈے کے چمڑے کی

تیر و کمان **زاب** کی بنی ہوئین اور بہت سے نادر جانور مثل گینڈے اور ہاتہی اور

شیر اور ایک ہزار تہیلے خرمے کے اور نادر **افریقیہ** کی اشیاء شریک تہین بہیجی۔ اس

سفارت کے روانہ کرنے سے اصل غرض یہہ تہی کہ **زیری** سے جو عظیم الشان

فتوحات عمل مین آئے ہین اور جو نیا ملک اس نے خلیفہ کے نام سے فتح کیا ہے

اوس سے **المنصور** مطلع کر دیا جائے جس وقت دار الخلافہ مین یہہ واقعات عام

طور پر ظاہر کیئے گئے تمام شہر نے خوشی منائی اور **المنصور** نے سفیرون کو خلعت

اور تحفے دیکر مع فرمان منجانب خلیفہ **ہشام** واپس کیا۔ اس فرمان کے ذریعہ سے

زیری اس تمام ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا تہا۔

اس واقعہ کے دوسرے سال یعنی ۳۸۲ھ مین **زیری ابن عطیہ** نے

بذات خود **قرطبہ** آکر **المنصور** سے ملاقات کی اور خلیفہ کے لیئے پہلے سے بہی

زیادہ بیش بہا اور نادر تحفے ساتہہ لایا اس کے ہمراہ تین سو حبشی سوار اور اسی قدر

پیادے تھے المنصور نے بھی بہت ہی دہوم سے اس کا استقبال کیا اور جلد وہین ایسی حسن خدمات کے اس کو وزیر سلطنت مقرر کر کے جعفر المصحفی کا مکان اس کی سکونت کے واسطے تجویز کیا زیری ابہی قرطبہ ہی مین تہا کہ اس کو خبر پہونچی کہ ابن العلی الیفرونی نے اس کی عدم موجودگی مین موقع پا کر شہر فاس پر قبضہ کر لیا ہے زیری فوراً افریقیہ واپس آیا اور کئی لڑائیون کے بعد جب ابن العلی قتل ہوا تو ۳۸۳ھ مین فاس پر دوبارہ قابض ہوا۔

جیسا جیسا زیری ابن عطیہ کو المنصور کا مکر و زور معلوم ہوتا گیا اوسی قدر زیری کو اس سے ایک قسم کی نفرت ہوتی گئی لیکن اصل نزاع ان دونون مین اوسی روز سے شروع ہوئی جبکہ زیری نے علانیہ المنصور کی طرز حکومت اور اوس بیہودہ برتاؤ کی جو اس نے اپنے بادشاہ کے ساتھہ رکھا تھا نہایت ہی برے الفاظ مین مذمت کی اور گو زیری اس وقت بہی ہشام کو اپنا بادشاہ سمجھتا اور ہر طرح سے خیر خواہی پر آمادہ تہا لیکن اس نے المنصور کے مقابلے مین جنگ کی تیاری شروع کر دی المنصور نے اس کو منحرف پا کر ایک صقلبی افسر کو مع فوج افریقہ روانہ کیا۔ یہہ افسر شہر طنجہ سے فاس کی طرف روانہ ہوا زیری نے اپنی فوج زناتہ کو ساتھہ لیکر اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکستین دیتا ہوا شہر طنجہ مین محصور کر دیا المنصور کو

جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً اپنے بیٹے عبدالملک کو مدد کے لیے بھیجا عبدالملک نے زیری کو بتاریخ ۱۵ ار رمضان ۳۸۷ھ م ۹۹۷ء کامل شکست دیکر شہر فاس پر قبضہ کرلیا اور اہل زناتہ کے ایک افسر کو اس شہر اور ملک کا افسر مقرر کیا زیری اس ناکامیابی کے بعد بھی المنصور کا مقابلہ کرتا رہا اور باوجود المنصور کی سخت عداوت کے ہشام کا سچا خیر خواہ بنا رہا۔ اس نے زاب اور شلف وغیرہ کو فتح کرلیا تھا اور اپنے باقی ملک کے فتح کرنے مین مصروف تھا کہ ایک شہر کے قریب ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۰ء مین اس کا انتقال ہوگیا اور اس کے لڑکے المعز نے جب اپنے مین مقابلے کی قوت نہ دیکھی المنصور سے صلح کرلی المنصور نے اس کے باپ کی خطاؤن سے درگزر ہوکر اس کو منجانب خلیفہ افریقیہ کا حاکم مقرر کردیا۔

جس زمانے مین کہ مغربی افریقیہ مین جنگ وجدال کا بازار گرم تھا المنصور عیسائیون پر بھی متواتر فتح پا رہا تھا۔ ۳۷۵ھ ہجری مین اس نے باغیون کو اس قدر برباد اور تباہ کیا کہ ان لوگون مین بغاوت کی قوت باقی نہ رہی لیکن پھر بھی المنصور ہر سال ایک دو بار فوج کشی اسی غرض سے کرتا تھا کہ اسلام کا رعب ان کے اوپر جس قدر ہے باقی رہے۔ اسی قصد سے المنصور بتاریخ ۲۳ جمادی الاخری ۳۸۷ھ

یورش کرتا ہوا **شنت یاقوہ**[1] پہونچا اس شہر کو عیسائیون کا کعبہ سمجھنا چاہیئے اس لیئے
کہ یہان پر حضرت **عیسیٰ** کے حوارین مین سے ایک کی قبر تھی جس کی زیارت کی
غرض سے نہ صرف **اندلس** بلکہ دور دور سے عیسائی آیا کرتے تھے **المنصور**
نے شہر **سموره** مین جس کو **جلیقیہ** کا پایہ تخت سمجھنا چاہیئے چند روز قیام کیا اور
یہان کے قومسین یعنی امراء کو مع فوج ساتھہ چلنے کا حکم دیا ان عیسائیون نے
طوعاً و کرہاً اس حکم کی تعمیل کی اور فوج اسلام کے ساتھہ علاقہ **شنتیاقوه** مین داخل
ہوئے **المنصور** نے اس کے قبل ہی حکم دیا تھا کہ ایک بیڑا جنگی جہازون کا مع
فوج بندر **قصرابی دانس** مین تیار رہے جس وقت **المنصور** دریائی **ڈیورو**
کے قریب پہونچا یہہ بیڑا بھی حسن اتفاق سے اوس ہی روز اس دریا مین داخل
ہوا اور جہازون کے ذریعہ سے **المنصور** مع فوج دوسرے کنارے پر اوترا
چونکہ رسد اور فوج کے آرام و آسایش کا پورا سامان مہیا ہو چکا تھا فوج شہر مذکور
کی طرف روانہ ہوئی مختلف دریاؤن اور جنگلون کو طے کرتی اور **فرتارش** سے جو
اپنی لطافت آب و ہوا اور کسانون کی محنت سے ایک بوستان جنت نشان
بنا ہوا تھا گزرتی ہوئی ایک نہایت ہی پُر فضا کہسار مین داخل ہوئی اس راستہ کو
دونون طرف کے بلند اور تنگ پہاڑون نے اس قدر دشوار گزار بنا دیا تھا کہ جو

[1] انگریزی مین سنٹاگو کہتے ہین۔

لوگ دلیل راہ تھے وہ بھی اس کے طے کرنے مین بہت حیران و پریشان ہوئے لیکن المنصور اس قسم کی دشواریون کی کب پروا کرتا تھا اس نے فوج کو حکم دیا کہ تبرون کے ذریعہ سے راستہ کشادہ کر دیا جائے چنانچہ بہت ہی مشکلون سے راستہ صاف اور کشادہ ہوا اور اس کوہ کنی اور محنت شاقہ کا نعم البدل مسلمانون کو فوراً مل گیا یعنی جس وقت عرب کہسار سے باہر نکلے اور دریائی منیوۃ[1] کو عبور کر کے دوسری طرف پہونچے تو ان کو ایک مرغزار ایسا نظر آیا جہان کی خوشگوار اور فرحت بخش ہوا اور نہرہائی شیرین نے ان کے دل و دماغ کو تر و تازہ کر دیا اور کسافت راہ مبدل براحت ہو گئی یہان سے المنصور سیدہا دیر قسان آیا۔ یہان پر ایک بہت قدیم عیسائیون کی عبادتگاہ بنی ہوئی تہی دیر قسان[2] سے بلنسوا جولب دریائی شور واقع تہا ہوتا اور شنت بلائی کے قلعہ کو منہدم اور وہان سے غنیمت حاصل کرتا ہوا ایک جزیرے کے قریب پہونچا جس مین اطراف و اکناف کے باشندے عربون کی دہشت سے پناہ گزین ہوئے تھے المنصور نے ان سب عیسائیون کو گرفتار کیا اور وہان سے بجانب کوہ مرسیہ[3] آیا اور دریائی اُلہ سے پار ہوتا ہوا ایک قدیم

---

[1] اس کو انگریزی مین منیو کہتے ہین۔ [2] اس کو انگریزی مین سٹ کاسمو کہتے ہین۔

[3] اس کو انگریزی مین مورازو کہتے ہین یہہ مقام دیگو کے قریب واقع ہے۔

گرجا کے قریب پہونچا شنت یاقوہ کے بعد عیسائی اس مقام کو نہایت ہی متبرک سمجھتے تھے اور یہان ہی دور دور سے حتی کہ ملک حبش سے عیسائی بغرض زیارت آیا کرتے تھے۔ اس مقام کو عربون نے بالکل زمین دوز کردیا اور یہانسے روانہ ہوکر بتاریخ ۲ رشعبان چہارشنبہ کے روز خاص شہر شنت یاقوہ پہونچے تو دیکھا کہ شہر پناہ کے دروازے کہلے ہین اور کسی فرد بشر کا نشان تک نہین تاہم اس شہر کے مشہور عمارات اور معبد کو تباہ و تاراج اور جو کچہہ مال باقی رہ گیا تہا اوس پر المنصور نے قبضہ کیا اور اطراف و اکناف کے شاداب اور مزروعہ مقامات کو تباہ و برباد کرتا ہوا اور ایسے مقامات مین سے ہوتا ہوا جہان اس کے قبل کوئی مسلمان نہین آیا تہا ان قومسون کے ملک مین جو کہ اس کے ہمراہ رکاب تھے داخل ہوا ان بدنصیب قومسون نے اپنی آنکھون سے اپنے متبرک اور مشہور عبادت خانون کو مٹتے دیکھا تہا بلکہ اکثر اوقات ان کے مٹانے مین خود بھی جبراً شریک ہوئے تھے یہان آکر عربون نے لوٹ سے دست کشی کی اور ان مقامات سے گزرتے ہوئے قلعہ بلیقہ آئے۔ یہان پر المنصور نے دربار عام کیا اور اون عیسائی قومسون اور فوجی عیسائیون کو جو اس کے اس اڑتالیسوین یلغار مین شریک تھے خلعت تقسیم کرکے اپنے اپنے ملکون کو واپس اور اسی مقام سے المنصور نے اپنی فتوحات

سے اہل قرطبہ کو مطلع کیا۔ دارالخلافہ کا اوس وقت جوش مسرت اور وفور نشاط احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ غرض جس وقت **المنصور** مع اپنی فوج کے دارالخلافہ مین داخل ہوا تو تمام مسجدون مین شکریہ کی نمازین پڑہی گیئن اور بہت کچہہ روپیہ خیرات کیا گیا

جس حالت مین کہ ہشام کو **المنصور** نے رکہا تہا اوس کا کچہہ ذکر ہم اوپر مختصر طور پر کر چکے ہین۔ قصر کی چار دیواری کے اندر پوری آزادی خلیفہ کو حاصل تہی مگر باہر نکلنے کی بلکہ کسی جہروکے سے منہہ تک نکالنے کی سخت ممانعت تہی جس کی نگرانی کے لیئے **المنصور** نے خاص لوگون کو مقرر کیا تہا۔ جب کبہی **المنصور** مجبوراً **ہشام** کو کسی باغ کے جانے کی اجازت دیتا تہا تو اس کے چہرے پر نقاب ڈال دیجاتی تہی اور وہ راستہ جدہر سے خلیفہ گزرتا تہا واپسی کے وقت تک رعایا کی آمد و رفت کے لیئے بند کر دیا جاتا تہا اور جب کبہی **المنصور** کو قرطبہ سے باہر جانے کی ضرورت ہوتی تہی تو سلطان کی حفاظت و نگرانی کے لیئے بہت سخت انتظام کیا جاتا تہا۔

اس کے آخر زمانے مین جب رعایا اپنے خواب غفلت سے چونکی تو ہر طرف سے شکایتون کے آوازے بلند ہونے لگے اور یہہ خبر مشتہر ہوئی کہ سلطان کو اس وزیر نے مار ڈالا ہے۔ رعایا کو برہم دیکہکر **المنصور** بہت ڈرا اور **ہشام** کو اپنے ساتھ گہوڑے پر سوار کر کے تمام شہر مین گشت کی سلطان کے دیکہنے کے لیئے دور دور سے رعایا

جمع ہوگئی تہی **ہشام** لباس شاہانہ پہنے اور تمام نشانات خلافت سے لگائے گہوڑے پر سوار **المنصور** عصائی وزارت ہاتھہ مین لیئے گہوڑے کی باگ تہامے ہوئے چل رہا تہا اپنے خلیفہ کو جب رعایا نے بچشم خود دیکہا تو ان کے دلون کو اطمینان ہوا اور جو کچہہ شکوک **المنصور** کی نسبت پیدا ہوئے تہے وہ رفع دفع ہوگئے **المنصور** نے علاوہ امرائی جلیل القدر مثل **المصحفی** اور **غالب** وغیرہ کے تمام ارکان خاندان شاہی کو **ہشام** سے جدا کرنے کی غرض سے کسی نہ کسی بہانے پران کو **قرطبہ** سے باہر بہجدیا تہا چنانچہ خاندان بنی امیہ کے اس قابل رحم حالت کو ایک شاعر نے یون نظم کیا ہے۔[1]

اَبَنِیْ اُمَیَّۃَ اَیْنَ اَقْمَارُ الدُّجٰی	مِنْکُمْ وَاَیْنَ نُجُوْمُهَا وَالْکَوْکَبُ
غَابَتْ اُسُوْدُ مِنْکُمْ عَنْ غَابِهَا	فَلِذَاکَ حَازَ الْمُلْکَ هٰذَا التَّغْلِبُ

ماہ صفر سنہ ۳۹۲ھ مطابق سنہ ۱۰۰۲ء مین **المنصور** نے اپنی (۵۲) یلغار کا ارادہ کیا اور فوج کو مختلف مقامات مثل **افریقیہ** وغیرہ سے فراہم کرکے دریائی ڈیورو سے اوتر کر **قسطلہ** کی سرحد مین داخل ہوا اس ملک کا قومس اپنے قلعہ کے

[1] اے بنی امیہ وہ لوگ تمہارے جو مثل چاند کے تہے کہان ہین اور وہ لوگ جو مثل ستارون کے تہے کہان ہین کیونکہ تمہارے لوگ جو شیر تہے اپنے نیستانون سے غائب ہوگئے اس لیئے اس ملک پر اس تغلب کا قبضہ ہوگیا

قریب مع فوج خیمہ زن تہا اور اس کی مدد کے لیئے اطراف وجوانب کی تمام عیسائی
حاکم اپنی اپنی فوج کے ساتہہ موجود تہے اس مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔
جس کے متعلق عیسائی مورخین قدیم نے بہت کچہہ خامہ فرسائی کی ہے مگر اس
جنگ کا اخیر نتیجہ یہہ ہوا کہ عربون کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ اس فتح کے بعد المنصور ایک
ایسے سخت مرض مین مبتلا ہوا کہ جس سے یہہ جانبر نہ ہوا۔ اپنے اخیر زمانے مین جب
اس کو اپنی زندگی سے ایک طرح کی مایوسی ہوگئی تہی سلطنت کی آیندہ ترقی اور ریاست
کے قیام و استحکام کی نسبت اس کو فکر و تردد رہا کرتا تہا اگر اس عجیب وغریب
آدمی کے حالات اور واقعات بنظر سرسری دیکہے جایئن تو اس سے زیادہ خودغرض
اور بدخواہ سلطنت کوئی نہ ملے گا لیکن اگر اوس زمانے کی تاریخ کو کوئی شخص بنظر
حقیقت دیکہے اور جو رائے کہ مختلف مورخین نے اس کی نسبت قایم کی ہے اوس پر
کامل غور کرے تو ہر انصاف پسند آدمی کو یہہ ماننا پڑے گا کہ محمد ابن ابی عامر ایک
سچا خیرخواہ اپنے ملک کا تہا۔ اس مین شک نہین کہ اس نے اپنے بادشاہ کو بالکل
بے دست و پا کر رکہا تہا اور نہ اس مین شک ہے کہ اس نے اپنے مربی و سرپرست
مثل جعفر ابن عثمان المصحفی وغیرہ جیسے امرای جلیل القدر اور خیرخواہان سلطنت
اندلس کو نہایت بے رحمی کے ساتہہ قتل و تباہ کیا بلکہ ان لوگون کے خاندانون کے

کے نام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا لیکن جب ہم اس کے زمانے کی حکومت پر نظر ڈالتے ہین تو وہ سچی عظمت و شوکت اور جلال دکھائی دیتا ہے جو سابق مین اندلس کو کبھی نصیب نہین ہوا تہا۔ اگر اس کو دنیا مین کوئی فکر تہی تو وہ یہہ تہی کہ اس سلطنت کے قیام و استحکام مین کوئی فرق نہ آنے پائے اور اگر اس کی کوئی آرزو تہی تو یہ تہی کہ مین بعون الٰہی علم و فن اور سلطنت کی عظمت و بزرگی کو اس قدر ترقی دون کہ میرے بعد اس کو کوئی آفت نہ پہونچے اور تمام دنیا خلیفہ اندلس کے نام سے لرزتی رہے ہشام ثانی کے عہد حکومت اور المنصور کے زمانہ وزارت مین جس قدر علم و فن کو عروج حاصل ہوا اس کی نظیر زمانہ گزشتہ کی تاریخ مین بہت کم ملیگی المنصور کی کوشش یہ تہی کہ علم کا شوق عام طور پر پیدا کیا جائے۔ ان خیالات کا اثر امیر اور غریب سب پر ایسا پڑا کہ اہل صقلب بہی جو زیادہ تر فوجی اور محض جاہل اور ادنی ملازمین محلات شاہی کے زمرہ مین شمار کیئے جاتے تہے حصول علم کیطرف ایسے رجوع ہوئے اور ایسی شہرت پائی کہ یہ بہی مجلس علما مین شریک کر لیئے گئے۔ عبادہ[۱] ابن ہیسما اور حبیب[۲] الصقلبی اس نہج کے عالم گزری ہین جنکی کتابین اسوقت تک موجود ہین۔

[۱] اس کی کتاب تذکرۃ الشعراء موجود ہے [۲] اسکی کتاب الاستظہار والمغالبہ علی من انکر فضایل الصقالبہ مشہور اور موجود ہے ایسی حیثیت کے لوگون مین المغیرہ ابن حزم اور ابو الولید اور ابن الدباغ اور یوسف ابن عبد البر کی نام بہی اس زمانہ کی فہرست علما مین نظر آتی ہین ان سب نے اپنے اپنے زمانہ کی تاریخ لکہی ہے۔

المنصور نے **ابو علی سعید ابن الحسن ابن عیسی اللغوی** کو بغداد سے تعریف سن کر بلایا تہا لیکن جب وقت **ابو علی قرطبہ** پہونچا تو کچہہ تو دوسرے علما کی شکایت سے جن کو ایک نئے شخص کا آنا بہت ناگوار گزرا تہا اور کچہہ اس وجہ سے کہ اس کو اس قدر ذی علم جیسی کہ تعریف سنی گئی تہی نہیں پایا **المنصور** نے اس پر زیادہ توجہ نہین کی دوسرون نے موقع پاکر **ابو علی** کو نالایق ثابت کرنا چاہا مگر یہہ نہایت چالاک اور حاضر جواب آدمی تہا اس کی ظرافت اور بذلہ گوئی نے **المنصور** کو اسکی طرف پہر متوجہ کرلیا مگر دیگر علمائے دربار سے بدستور رد و قدح جاری رہی جب اس نے دیکہا کہ بغیر اظہار لیاقت کامیابی دشوار ہے اس نے ایک روز **المنصور** سے درخواست کی کہ مجہکو اگر اجازت ہو تو تیرے ذاتی اور خاندانی حالات کی نسبت ایک ایسی کتاب تیار کرون جو کتاب النوادر[1] کے مقابلہ مین بلکہ اوس سے بہتر ہو۔ چنانچہ حسب الحکم اس نے ایک کتاب لکہی اور اوس کا نام **فصوص** رکہا۔ اس کے تمام ہمعصر علمار اس کتاب کی اشاعت کے منتظر تہے۔ اس کے شایع ہوتی ہی اس پر حملے اور اس کی کتاب پر نکتہ چینیاں شروع کردین اور یہ ثابت کردکہایا کہ یہہ تمام

[1] یہ کتاب عبدالرحمن الناصر کے زمانہ سلطنت مین ملک الشعرا ابو علی القالی نے تصنیف کی تہی۔ اسمین خاندان بنی امیہ کے حالات و واقعات مندرج تہے۔

کتاب جہوٹ اور مبالغہ سے بہری ہوئی ہے اور اس مین ایسے واقعات درج
ہین جن کی تصدیق نہ تو کسی تاریخ سے ہوتی ہے اور نہ اون لوگون سے جو المنصور
اور اوس کے حالات سے بخوبی واقف ہین ان علما نے صرف نکتہ چینیون ہی پر اکتفا
نہین کی بلکہ المنصور سے یہہ کہا کہ یہہ شخص علم سے بے بہرہ اور نہایت جہوٹا اور
دغا باز ہے اس کے اشعار بہی جو قابل تعریف ہین وہ سب مسروقہ ہین اور اپنے
اس بیان کی تصدیق مین محض سادہ کاغذ کی ایک کتاب تیار کی اور اوس کا نام
کتاب النکت اور اوس کے مصنف کا نام **ابو الغوث** جلد کے باہر لکہکر
اس کو ایک ایسی جگہہ رکہا کہ جہان سے سعید ہمیشہ گزرا کرتا تہا جس وقت یہہ وہان
آیا تو المنصور نے کتاب کو اس خیال سے اوٹہا لیا کہ کہین اس کو کہول کر نہ دیکہہ
لے اور صرف کتاب اور مصنّف کا نام بتا کر پوچہا کہ یہ کتاب بہی تیری نظر سے کبہی گزری
ہے یا نہین سعید نے بلا تأمل جواب دیا کہ ہان اس کتاب کو مین نے ایک
شیخ کے ساتہہ پڑہا تہا چونکہ اس کو پڑہے ہوئے ایک زمانہ ہوتا ہے مجہکو اس کا پورا
مضمون یاد نہین رہا صرف اتنا کہہ سکتا ہون کہ اس مین مختلف اور نہایت مختصر واقعات
درج ہین المنصور کو یہہ سن کر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین نے تجہہ سے زیادہ جہوٹا اور
دغا باز آدمی دنیا مین نہین دیکہا اور اپنے سامنے سے نکلوا دیا وہ لوگ جو اس کی ذلت

کے بانی تھے ان مین سے ایک نے یہہ شعر کہا۔

قَدْ غَاصَ فِی الْبَحْرِ کِتَابُ الْفُصُوصِ	وَهٰکَذَا کُلُّ ثَقِیْلٍ یَغُوْصُ

جس کا جواب ابو علی سعید نے نظم مین یون دیا۔

عَادَ اِلٰی مَعْدِنِہٖ اِنَّمَا	تُوْجَدُ فِیْ قَعْرِ الْبُحُوْرِ الْفُصُوْصُ

ابو علی سعید گو ایک خود غرض اور حیلہ ساز آدمی تہا تاہم بعض وقت اس کے قلم سے ایسا پہڑکتا ہوا اور پر مضمون شعر نکل جاتا تہا کہ جسے دیکھکر شعرائی وقت دنگ ہو جاتے تہے۔ ایک روز یہہ اپنے چند دوستون کے ساتہہ مے کشی مین مشغول تہا کہ ان مین سے ایک نے قطرہ شراب کا لب جام لگا ہوا دیکھہ کر نظم کرنے کی درخواست کی سعید نے فی البدیہہ یہہ شعر پڑہا۔

کَاَنَّ رِیْحَ الرَّوْضِ لَمَّا اَنْتَتْ	فَتَّتَ عَلَیْنَا مِسْکَ عَطَّارٍ
کَاَنَّمَا اِبْرِیْقُنَا طَائِرٌ	یَحْمِلُ یَاقُوْتًا بِمِنْقَارٍ

دوسرا واقعہ یہہ ہے کہ ایک شخص نے المنصور کو گلاب کا پہول غیر موسمی لا کر دیا

[1] کتاب فصوص دریا مین ڈوب گئی اور اسی طرح جو چیز بوجہل ہو گی وہ تہ مین بیٹہے گی۔

[2] پلٹ گئے اپنے معدن کی طرف کیونکہ سمندرون کی تہ مین نگینے پائے جاتے ہین۔

[3] جبکہ باغ مین ہوا آئی تو اوس نے ہم پر عطار کے بیزہائی مشک کو چہڑکا۔ ہمارا جام شراب اوس پرند کی شکل ہے کہ جس کی منقار مین دانہ یاقوت ہو۔

اتفاقاً سعد بہی اس وقت موجود تہا۔ اس نے فوراً یہہ شعر پڑہا۔

أَتَتْكَ بُوعَامِرٍ وَرْدَةً ... يُذَكِّرُكَ الْمِسْكَ أَنْفَاسُهَا
كَعَذْرَاءَ أَبْصَرَهَا مُبْصِرٌ ... فَغَطَّتْ بِأَكْمَامِهَا رَأْسَهَا

المنصور ایسے نادر اور برجستہ کلام سے نہایت محظوظ ہوا لیکن ابن العارف نے المنصور سے کہا کہ یہہ اشعار سعد کے نہین بلکہ ایک بغدادی شاعر کے ہین جو قاہرہ مین رہتا ہے اوس نے اپنے قلم سے میری ایک کتاب مین لکہدئیے ہین المنصور نے اوس کتاب کے لانے کا حکم دیا ابن العارف فوراً ایک شاعر ابن بدر نامی سے یہہ اشعار نظم کرا لایا جنمین سعد کے شعر بہی درج ہین۔

عَشَوْتُ إِلَى قَصْرِ عَبَّاسَةٍ ... وَقَدْ جَدَّلَ النَّوْمُ حُرَّاسَهَا
فَأَلْفَيْتُهَا وَهِيَ فِي خِدْرِهَا ... وَقَدْ صَرَعَ السُّكْرُ أُنَاسَهَا
فَقَالَتْ أَسَارٍ عَلَى هَجْعَةٍ ... فَقُلْتُ بَلَى فَرَمَتْ كَاسَهَا
وَمَدَّتْ يَدَيْهَا إِلَى وَرْدَةٍ ... يُحَاكِي لَكَ الطِّيبَ أَنْفَاسُهَا
أَتَتْكَ أَبُوعَامِرٍ وَرْدَةً ... يُذَكِّرُكَ الْمِسْكَ أَنْفَاسُهَا
كَعَذْرَاءَ أَبْصَرَهَا مُبْصِرٌ ... فَغَطَّتْ بِأَكْمَامِهَا رَأْسَهَا
وَقَالَتْ خَفِ اللّٰهَ لَا تَفْضَحَنْ ... فِي ابْنَةِ عَمِّكَ عَبَّاسَهَا

لے تمکو ابو عامر نے جو گلاب کا پہول دیا ہے اوسکی خوشبو تمکو مشک یاد دلا رہی ہے۔ یہہ پہول اوس کنواری لڑکی کی مشابہ ہے کہ جب اوسکو کسی نے دیکہا تو اپنے سر کو آستینوں سے (چہپا لیا)

وَلَا خُضْتُ نَاسِيَ فِي لَاوُنَا سَهَا	فَوَلَّيْتُ مِنْهَا عَلَى غَفْلَةٍ

ابن العارف نے یہہ اشعار ایک مصر کی لکھی ہوئی کتاب مین چھپا کر کے **المنصور** کے سامنے پیش کیے **المنصور** نے دوسرے روز ایک نہایت عمدہ کشتی مختلف چیزون سے سجی ہوئی اپنے سامنے رکھی اور سعید سے کہا کہ آج تیری لیاقت اور سچائی کا امتحان ہم کو منظور ہے اسی وقت فی البدیہہ کشتی کی تعریف مین کچھہ اشعار کہہ سعید نے فوراً یہہ قصیدہ نظم کیا اور پڑہا۔

قصیدہ

وَهَلْ غَيْرُ مَنْ عَادَاكَ فِي الْأَرْضِ خَائِفُ	أَبَا عَامِرٍ هَلْ غَيْرُ جَدْوَاكَ وَاكِفُ
وَأَعْجَبُ مَا يَلْقَاهُ عِنْدَكَ وَاصِفُ	يَسُوقُ إِلَيْكَ الدَّهْرُ كُلَّ غَرِيبَةٍ
عَلَى حَافَتَيْهَا عَبْقَرٌ وَرَفَارِفُ	وَشَائِعُ نُورٍ صَاغَهَا هَامِرُ الْحَيَا

حاشیہ صفحہ ۱۶۵۔ قصر عباسہ کی طرف مین شب مین پہونچا وہان کی پاسبانون کو نیند نے خواب غفلت مین لٹا دیا تھا مین نے عباسہ سے ملاقات کی جبکہ وہ اپنے خیمہ مین تہی اور نشہ نے اوس کے ہمنشینون پر غلبہ کر لیا تہا۔ پس عباسہ نے کہا کہ کیا تو میرے عالم بیداری مین آگیا ہی مین تو کہتا ہان۔ یہ سن کر اوس نے اپنے ہاتہہ سے پیالہ پہینکدیا اور اپنا ہاتہہ گلاب کیطرف دراز کیا جو اعلی درجہ کا خوشبودار تہا۔ ابو عامر جو میرے پاس گلاب لایا ہی اوسکی خوشبو مشک کو یاد دلاتی ہی اور وہ مثل اوس کنواری لڑکی کے ہے کہ جب کسی نے اوسے دیکھا تو اوس نے آستینون سے اپنا سر چھپا لیا پھر اوس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اوس لڑکی کو رسوا نہ کر کہ عباس اوس کا چچا تیرا ہی پس مین اوسکی غفلت مین پلٹ گیا اور نہین اپنی لوگون سے خیانت کی اونہ اوسکی لوگو نسے

وَلَمَّا تَنَاهَى الْحُسْنُ فِيهَا تَقَابَلَتْ | عَلَيْهَا بِأَنْوَاعِ الْمَلَاهِي الْوَصَائِفُ
كَمِثْلِ الظِّبَاءِ الْمُسْتَكِنَّةِ كُنَّسًا | تُظَلِّلُهَا بِالْيَاسَمِينِ السَّقَائِفُ
وَأَعْجَبُ مِنْهَا أَنَّهُنَّ نَوَاظِرٌ | إِلَى بِرْكَةٍ ضُمَّتْ إِلَيْهَا الطَّرَائِفُ
حَصَاهَا اللَّآلِي سَابِحٌ فِي عُبَابِهَا | مِنَ الرُّقْشِ مَسْمُومُ اللُّعَابَيْنِ زَاحِفُ
تَرَى مَا تَرَاهُ الْعَيْنُ فِي جَنَبَاتِهَا | مِنَ الْوَحْشِ حَتَّى بَيْنَهُنَّ السَّلَاحِفُ

المنصور برجستہ اور عمدہ کلام سن کر بہت مسرور ہوا اور اس کو ایک ہزار دینار سرخ مع خلعت فاخرہ عطا اور تیس دینار اپنی جیب خاص سے ماہانہ بطور وظیفہ جاری کیے

ایک روز سعید نے ایک ہرن مع ایک قصیدے کے جس کے چند اشعار ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں **المنصور** کو تحفۃً بھیجا۔

ترجمہ صفحہ ۱۶۶۔ اے ابو عامر تیری بخشش کی مقابلہ میں ابر بارندہ بھی ہیچ ہیں ہے اور سوا اوس شخص کے کہ جس نے تجھ سے دشمنی کی روی زمین پر کوئی خائف و ترساں نہیں ہے ہر ایک نادر اور عمدہ چیز کو زمانہ تیرے پاس پیش کرتا ہے اور عجیب تر شی جو تیرے لیے زمانہ کو ملتی ہے وہ تیرا واصف و مداح ہے + اور بہت سی کلیاں ہیں جنہیں ابر باران نے سنوارا اور بنایا ہے کہ دونون کنارون پر اوس کے عبقر (نام پارچہ سبز) اور ریشمی دیبا آویزان ہیں + اور جبکہ حسن اوس کا کامل ہوا اور انتہا کو پہونچا تو کنیزان حسین نے انواع لہو لعب سے اوس کا مقابلہ کیا + وہ کنیزیں مثل ان آہوون کی ہیں جو آرام سے اپنے مسکنون میں ہیں اور ان پرون کی مسکنوں کی چھتیں گلہای یاسمن سے سایہ فگن ہیں + اور عجیب تر یہ ہے کہ وہ کنیزیں نظارہ کر رہی ہیں اوس حوض (ممکن ہے کہ مقصود اس حوض سے وہی کشتی ہو) کی طرف جسے عجائب روزگار نے گھیر لیا ہے اور سنگریزے اوسکے موتی ہیں + اور اوس کے معظم آب میں وہ سانپ جن کے دونون لعاب زہریلے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ تیر رہے ہیں + (مقصود اس تشبیہ سے زلف کنیزان مذکور ہیں)

قصیدہ

یَا حِرْزَ کُلِّ مُخَوَّفٍ وَاَمَانَ کُلِّ مُشَرَّدٍ وَمُعِزَّ کُلِّ مُذَلَّلِ
یَا سِلْکَ کُلِّ فَضِیْلَۃٍ وَنِظَامَ کُلِّ جَزِیْلَۃٍ وَثَرَاءَ کُلِّ مُعَیَّلِ
عَبْدٌ جَذَبْتَ بِضَبْعِہٖ وَرَفَعْتَ مِنْ مِقْدَارِہٖ اَھْدٰی اِلَیْکَ بِاَیِّلِ
سُمَیَّۃٌ غَرْسِیَّۃٌ وَبُغْیَۃٌ لِیَصِحَّ فِیْہِ تَمَائُلِیْ وَتَقَاوُلِیْ

حسن اتفاق سے جس روز یہہ قصیدہ جس مین غرسیہ کابہی ذکر تہا پیش ہوا اوسی روز عرب قومس قسطلہ کو جس کا نام غرسیہ تہا اور جو اتفاقاً شکار کہیلنے نکلا تہا گرفتہ و بستہ دربار مین حاضر لائے المنصور اس نادر واقعہ سے بہت محظوظ ہوا اور سعید کو پہلے سے بہی زیادہ عزیز رکہنے لگا۔

المنصور نہایت انصاف پسند اور رعایا پرور حاکم تہا عدالتی احکام مین اوسنے کبہی بلا وجہ معقول دخل نہین دیا اور نہ ایسے معاملات مین کبہی سعی و سفارش پر عمل کیا

لہ اے تعویز ہر خائف کے اور امان ہر گریختہ کے اور عزت بخش ہر خوار و پریشان کے + اے سلک ہر فضیلت کے اور نظام ہر بخشش کے اور دولت و ثروت ہر عیالدار کے + جس بندہ کا تونے بازو تہام کر اپنی جانب کہینچا اور جس کو اندازہ سے تونے بلند کیا اوس نے تیری خدمت مین ہدیۃً ایک چتیل پیش کیا ہے جو زہر خوار غرسیہ جسکی پیدایش کے وقت کے بال جسم پر ہنوز باقی ہون اور بُغیہ ہے (عنوان شباب مین جو وہ خواہش رکہی گئے) تاکہ میرا میلان اور میری گفتگو اوسکے بارے مین صحیح ہو۔ یہان اتفاق وقت سے اوس گرفتار شدہ کا نام بہی غرسیہ تہا جس کا ذکر متن مین ہے۔

ایک روز المنصور نے فصد لینے کی غرض سے اپنے جرّاح محمد نامی کو طلب
کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ کسی الزام مین قاضی کے حکم سے قید کردیا گیا ہے المنصور
نے جرّاح کو قید خانے سے بلوایا اور فصد لینے کے بعد جب اس جرّاح نے اپنی
رہائی کی درخواست کی تو جواب دیا کہ مین عدالت کے احکام مین بشرطیکہ وہ صحیح
اور منصفانہ ہون ہرگز دخل نہین دیتا۔ یہہ کہکر جرّاح کو جیلخانہ واپس بہیج دیا۔
المنصور امراء اور رعایا سب کے حالات خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تہا
بالخصوص عیسائیون کی نگرانی اور اون کی سازشون نے اس پر دن کا چین اور
رات کی نیند حرام کر رکہی تہی تمام شب اسی فکر و اندیشہ مین بسر ہوتی تہی۔ ایک بار
کسی امیر نے شب کو ارام لینے کی نسبت اصرار کیا المنصور نے جواب دیا کہ
رعایا کی استراحت و آرام۔ ملک کا امن و امان میری بیداری پر موقوف ہے۔
یہہ کہکر المنصور نے ایک سوار کو حکم دیا کہ شہر پناہ کے دروازہ پر کہڑا ہو اور علی الصباح
جو شخص پہلے باہر نکلے اوس کو میرے پاس حاضر کر۔ چنانچہ صبح کو ایک نہایت معمر
عیسائی گدہے کو ہکاتا ہوا شہر کے باہر نکلا۔ سوار نے بڈہے کے اس بیان پر
کہ مین لکڑی لانے کے واسطے جنگل جا رہا ہون اور نیز اس خیال سے کہ ایک ضعیف
از کار رفتہ کا لیجانا بے سود ہے اوس سے معترض نہ ہوا مگر المنصور کے حکم کی تعمیل

سے کے خیال نے کہ پہلا شخص جو دروازہ سے باہر نکلے حاضر کیا جائے اس سوار کو ایسا بیچین کیا کہ وہ اوس بڈہے کے پیچھے دوڑا اور کشان کشان اوس کو دربار مین لے آیا المنصور نے اس بڈہے کی جامہ تلاشی کا حکم دیا جب اس کے پاس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی تو گدہے پر جو ایک چمڑا پڑا ہوا تہا دیکہا گیا۔ بہت کچہہ تلاش کے بعد اس چمڑے مین سے ایک خط نکلا اس مین شہر کے عیسائیون نے اپنے ہم مذہب رئیسون کو یہان کے واقعات سے مطلع کر کے عربون پر فوج کشی کی رائے دی ہتی المنصور نے ان باغیون کو فوراً گرفتار کر لیا۔

اس کے زمانے مین جس قدر رعب عربون کا عیسائیون پر چہایا تہا وہ واقعات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ عیسائی صرف اس کے رایت لشکر کو دور سے دیکہہ کر شہرون کو چہوڑ کر پہاڑون مین جا چھپتے تہے ایک دفعہ جب یہ جنگ کے بعد اپنے ملک کو واپس ہوئے ایک علم ان کا شہر کے قریب کسی بلند مقام پر گڑا رہ گیا۔ باوجودیکہ تمام فوج کوسون دور نکل گئی ہتی لیکن پہریرے کو ہوا مین لہلہاتا دیکہکر کئی روز تک دروازے شہر کے بند رہے اور کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ شہر سے باہر نکل کر اس واقعہ کو دریافت کرتا۔ میدان جنگ مین المنصور کا نام سُن کر بہادر ترین عیسائیون کے زہرے آب ہوتے تہے اور قبل از جنگ یہہ خیال ان کے دلون مین جم جاتا تہا

کہ اس کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین۔ بعض وقت جب اس کو عیسائی گہیر لیتے تہے اور ظاہرا رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی وسوقت بہی اوسکی ہمت مردانہ سے وہ کارنمائیان ظہور مین آتی تہین جس کے دوست دشمن دونون معرف ہین۔ چنانچہ المنصور ایک بار ان لوگون سے جنگ مین مصروف تہا اور ایک نہایت تنگ وتاریک راستے سے جو دوسر بفلک کشیدہ پہاڑون کے بیچ مین واقع تہا گزر کر دشمن کے ملک مین داخل ہوا۔ لیکن ہنوز عیسائیون سے مقابلہ نہین ہوا تہا کہ اس نے دیکہا کہ عرب اپنی سرحد سے بہت دور نکل آئے ہین اور عیسائی جنگ سے برابر گریز کر رہے ہین اور نیز بہت کچہہ مال غنیمت عربون کے ہاتہہ آگیا ہے اس نے فوج کی واپسی کا حکم دیا۔ جس وقت عرب اس درۂ کوہ کے قریب پہونچے تو المنصور نے دیکہا کہ عیسائیون نے اس پر قبضہ کرلیا ہے اور ایسی حالت مین اوس مقام سے گزرنے کی کوشش کرنا اپنے کو اور اپنی فوج کو محض برباد کرنا ہے۔ یہہ اپنی لشکرگاہ سابقہ پر واپس آیا اور حکم دیا کہ فوج کے رہنے کے لیئے مکانات تیار ہون اور اطراف کے تمام مقامات پر قبضہ کرلیا جائے اور سوائے عورتون اور بچون کے جو عیسائی ملے اوس کو قتل کرکے لاش اس درۂ کوہ کے سامنے ڈال دی جائے اور عورتون اور بچون کو مسلمان ہونے کی ترغیب و تحریص دلائی جائے

غرض چند ہی روز مین ایک انبار عظیم ان لعشون کا عیسائیون کے سامنے جمع ہوگیا۔ عیسائی اپنے ملک و قوم کو اس طرح تباہ ہوتے دیکھکر بہت پریشان ہوئے بالآخر المنصور کو کہلا بہیجا کہ جو عورتین اور بچے مقید ہین رہا کردئے جائین اور مال غنیمت واپس کردیا جائے تو ہم تجھکو اور تیری فوج کو بلا تعرض درۂ کوہ سے گزرنے دین گے المنصور نے یہہ جوابدیا کہ میری فوج فی الحال اس ملک سے جانا نہین چاہتی یہان پر سب قسم کا بندوبست اپنے آرام و آسایش کے لیئے کرلیا ہے اور اگر ہم اس وقت واپس گئے بہی تو سال آیندہ موسم بہار مین ہم کو پہر یہان آنا ہوگا اس آمد و رفت کی تکلیف گوارا کرنے کی عوض ہمارا یہین رہنا مناسب ہے۔ اب بغیر کامل فتح ہمارا قدم پیچہے نہ ہٹے گا۔ عیسائی اس کے کمال استقلال اور علو ہمت کو دیکہکر بہت ڈرے اور نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ اپنی عفو خطا کی درخواست کی المنصور نے اس شرط پر کہ اگر فوج کی باربرداری کے لیئے خچر فراہم اور رسد کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ عربون کو اپنی سرحد مین پہونچنے تک کسی قسم کی تکلیف نہو اور نیز لاشون کا ڈہیر جو راستے کے دہانے پر ہے وہ الگ کرادیا جائے۔ فی الحال درخواست صلح منظور کرلی۔ ایک مورخ نے اس واقعہ کے متعلق لکہا ہے کہ اس سے زیادہ دشمنان اسلام کی کیا توہین ہوگی اور اس سے زیادہ خدا ای تعالی کا کیا قہر ان

مغروروں پر نازل ہو سکتا تہا کہ اپنے مقتولون کی نعشین ان کو اوٹہانی پڑین،،
عیسائیون نے ان تمام شرایط کو پورا کر دیا اور عرب بلا تعرض درہ کوہ سے گزر کر اپنے
ملک واپس آئے۔

اگر ہم **المنصور** کی یلغارون اور عیسائیون سے کے ساتہہ جس قدر کہ محاربات اس کے
زمانے مین واقع ہوئے ان سے قطع نظر کرین اور صرف سلطنت کی اندرونی حالت
پر نظر ڈالین تو معلوم ہوگا کہ ملک و رعایا کو کس درجہ امن و فارغ البالی حاصل تہی **المنصور**
کا کچہہ ایسا رعب و داب اس ملک پر چہایا ہوا تہا کہ لوگ اگر کوئی اچہا کام بہی کرتے
تہے تو دیکہہ لیتے تہے کہ کہین **المنصور** کے خلاف طبع نہ ہو۔ ملازمین سلطنت کی کیا مجال
تہی کہ ان سے کسی قسم کی بے ضابطگی عمداً یا سہواً سرزد ہو جاتی۔ سب سے زیادہ اس کو
اپنی فوج کی آراستگی کا خیال تہا۔ ادنی سے ادنی خلاف ورزی کی پاداش مین اہل فوج
کو نہایت ہی سنگین سزائین بلکہ اکثر سزائے قتل دیجاتی تہی **المنصور** کے زمانہ مین
فوج کی تعداد چہہ لاکہہ سے زیادہ تہی۔ ایک روز یہ اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تہا اور
رسالے اور پلٹنین نہایت ہی باقاعدہ اور باترتیب بالکل خاموش اس کے سامنے
سے گزر رہی تہین۔ اس کا حکم تہا کہ ایسے موقعون پر گہوڑے کی آواز بہی کان تک نہ پہونچے
اتفاقاً کسی سپاہی کی تلوار کی جہلک نظر آئی۔ اس بدقسمت نے خلاف قاعدہ بلا اجازت

اپنے افسر کے تلوار میان سے نکال لی تھی المنصور نے اوس کو اپنے سامنے طلب
کیا اور صرف اتنی سی غفلت پر اوس کے قتل کا حکم دیا

المنصور کو تعمیر مکانات کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اس کے زمانہ حکومت مین
جو عمارتین بنائی گئی تھین وہ بھی کچھ کم مشہور نہین ہین۔ مسجد قرطبہ کو جس کی نسبت ہم
بہت کچھ تحریر کر چکے ہین اس کے زمانے مین وسعت دی گئی اور دارالخلافہ سے کچھ
فاصلے پر ۳۶۸ھ مین قلعہ الزاہرہ تعمیر کیا گیا جو رفتہ رفتہ اس کے زمانہ عروج مین ایک
خاصہ شہر بن گیا تھا۔ عمدہ اور نفیس مکانات جن کے سنہرے گنبد مثل آفتاب منور رہتے
اور پر فضا سیرگاہون اور خوشنما بازارون سے مزین تھا دریائی وادی الکبیر پر ایک
پل ایک لاکھ چالیس ہزار دینار سرخ کے صرف سے ۳۷۹ھ مین تعمیر کیا گیا تھا علاوہ
ان کے اور بہت سی عمارتین اور پل اندلس اور افریقہ مین اس کے زمانے مین
تیار ہوئے۔ المنصور اپنے عقائد مذہبی کا بہت پابند اور مشہور ہے کہ قرآن بھی اپنے
ہاتھ سے لکھا کرتا تھا جس وقت یہہ اپنی آخری جنگ سے لیون کو فتح کر کے واپس
ہو رہا تھا شہر سالم مین ماہ رمضان ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۲ء مین اس نے انتقال کیا

جب المنصور کے انتقال کی خبر عام طور پر معلوم ہوئی تو صرف اوس کے مخالفین ہی
کو نہین بلکہ تمام رعایا کو ایک طرح کی خوشی حاصل ہوئی اور یہہ خیال ہوا کہ اب ہمارا خلیفہ

بذات خود اپنی سلطنت کے نظم ونسق کی طرف متوجہ ہوگا سب سے زیادہ آثار مسرت کے اہل قرطبہ کے بشرون سے ظاہر تھے اور قصر الزہرا کے باہر ان کے نعرہائے شادمانی سے تمام دار الخلافہ گونج رہا تھا۔ اعلی اور ادنی کا یہی خیال تھا کہ اپنے جابر وزیر کے مرنے سے خلیفہ بھی بہت خوش ہوگا لیکن اس زمانہ دراز کی بیکاری نے ہشام کو اس قدر آرام طلب اور عیش پسند کر دیا تھا کہ جب اس کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بجائی خوشی کے آثار رنج وفکر کے اس کے چہرے سے نمودار ہوئے اور عبد الملک بن المنصور کے آنے تک یہ بالکل ساکت رہا جب عبد الملک مدینہ سالم سے اپنے باپ کو دفن کر کے قرطبہ آیا ہشام نے اپنے ہاتھہ سے اس کو خلعت پہنایا اور المنصور کی جگہہ اس کو اپنا حاجب مقرر کیا۔ اس تقرر سے لوگون کو تعجب ہی نہین بلکہ از حد افسوس ہوا اور سب بیدل و مایوس ہو کر اپنے اپنے گہرون مین بیٹھہ رہے خلیفہ کی یہ حالت دیکھہ کر عبد الملک نے اپنے باپ کی روش پر چلنا شروع کیا اور بلا خوف وخطر جو چاہا کرنے لگا۔

عبد الملک بن المنصور نے عنان حکومت کو ہاتھہ مین لیتے ہی سنہ ۳۹۲ھ مین بغرض تالیف قلوب المعزبن زیری بن عطیہ کو اوس کے حسب استدعا بذریعہ فرمان شاہی مغرب الاقصی کا مستقل حاکم مقرر کیا۔ اور مثل اپنے باپ کے

ہر سال عیسائیون پر فوج کشی کرتا رہا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین آٹھہ بار
ان لوگون پر فوج کشی کی اور ہر بار کامیاب رہا سنہ ۳۹۴ ہم سنہ ۱۰۰۴ع مین بادشاہ جلیقیہ
کو شکست عظیم دیکر اوس کے پایۂ تخت **لیون** کو تاراج کیا جس کے صلہ مین سلطان
نے اس کو **سیف الدولہ** اور **المظفر** کا خطاب عطا فرمایا **عبد الملک** نے
تقریبا نو سال کی حکومت کے بعد ماہ محرم سنہ ۳۹۹ ہم سنہ ۱۰۰۸ع مین انتقال کیا۔
عبد الملک کے بعد اس کا بہائی **عبد الرحمٰن بن المنصور** حاجب
مقرر ہوا اور خلیفہ کو ایک مضغہ گوشت سمجھکر مثل اپنے باپ اور بہائی کے بلا مزاحمت
حکومت کرتا رہا۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ **المنصور** نے اپنے زمانہ
حکومت مین نہ صرف بادشاہ کو قید کر رکہا بلکہ امرائے عرب کی قوت کو اس قدر توڑا
تہا کہ ایک زمانہ دراز تک یہ لوگ اس کے خاندان کا مقابلہ نہ کر سکے **عبد الرحمٰن**
نے اپنے تقرر کے چند ہی روز بعد **المامون** یا جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہین
الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا اور تمام لوازمات اور اقتدارات شاہی کو کام
مین لانے لگا **المنصور** نے گو فی الحقیقت بادشاہی کی تہی لیکن ہمیشہ اپنے کو **ہشام**
کا وزیر ظاہر اور احکام و فرمان شاہی خلیفہ ہی کے نام سے جاری اور نافذ کرتا تہا لیکن
عبد الرحمٰن نے اس ظاہری تابعداری اور خیرخواہی کو بہی بالائے طاق رکہا اور

حکم اور فرمان بہی اپنے ہی نام سے جاری کرنے لگا۔ موجودہ امرای دربار چونکہ
سب اسی خاندان کے ساختہ و پرداختہ تھے ہر حالت مین اسی کے
طرفدار و معاون بنے رہے علاوہ برین عامہ خلائق بہی اب اس طرز حکومت
کی عادی ہوگئی تہی کسی نے ان باتون پر اعتراض نہین کیا **عبدالرحمن**
نے جب یہ حالت دیکھی جس کی اس کو خود امید نہ تہی اس نے **ہشام** پر اور زیادہ
زور اور دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ چونکہ یہہ تباہی اور ذلت **ہشام** کو خود اپنے ہاتھون نصیب
ہوئی تہی اب اس مین کہان اتنی قدرت تہی کہ اپنے زبردست وزیر کے احکام
کو منسوخ یا اون پر اعتراض کرے۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ **عبدالرحمن** کے
دل مین تاج اور تخت کی ہوس پیدا ہوئی اور اس نے ایک فرمان **ابوحفص ابن برد**
سے تیار کرا کر اوس کی ایک نقل خود سلطان سے جبر اً کرائی اور اس حکم سلطانی کا اعلان
تمام ممالک محروسہ مین کیا گیا۔ یہ فرمان جو کہ ایک معاہدہ کی شکل مین تہا حسب ذیل ہے

امیر المومنین **ہشام المؤید باللہ** بہ ثبت دستخط خاص اپنی عزیز رعایا سے بحلف
یہہ وعدہ کرتا ہے کہ جو کچھہ کہ اس فرمان مین درج ہے اوس کی پوری پوری پابندی
کریگا بعد بہت غور اور تامل اور اون عنایات اور بخششہای ایزدی کو پیش نظر رکھکر جو
خدای تعالی نے بمقتضای کرم اور فضل خلیفہ **ہشام** بن خلیفہ **الحکم المستنصر باللہ** بن

خلیفہ عبدالرحمن الناصر لدین اللہ کو عطا فرمائی ہین اور اوس کو عامہ خلائق کا امام اور امیر المومنین گردانا ہے یہہ خوف عظیم امیر المومنین کے دل مین پیدا ہوا کہ اگر مین اپنے فرایض منصبی کے ادا کرنے مین قاصر رہا اور اپنی عزیز رعایا اور ملک کا جن کو خدا تعالے نے بطور ودیعت میرے سپرد کیا ہے بغیر معقول انتظام کیئے بے یار اور مددگار اور بغیر ایسے سرپرست کے سپرد کیئے جو سچّا خیر خواہ ملک و رعایا کا ہو اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اوس وقت منتقم حقیقی کو کیا جواب دیا جائیگا پس خلیفہ نے مصمم قصد کر لیا ہے کہ خاندان قریش یا اون عربون مین سے جنہون نے اس ملک کو اپنا وطن گردانا ہے کسی ایسے شخص کو اپنا جانشین اور وارث ملک اور قوم کا نگہبان مقرر کر دون جو قوم کا سچّا ہمدرد اور دلی بہی خواہ ہو اور جو سچے عقائد کے ساتھہ اپنے مذہب کا پورا پابند ہو جس کا آئینہ قلب زنگ خود غرضی اور خود ستائی اور مردم آزاری کی ضلالت سے صاف اور روشن ہو۔ جو معدلت گستری اور رعایا پروری اور راست بازی مین مشہور عالم ہو۔ غرض وہ ایسا آدمی ہو جو ہمیشہ اپنے خدا اور رسولؐ سے ڈرتا رہے اور اون کے احکام سے سرمو انحراف نہ کرے اور جس سے خدا و رسول اور عامہ خلائق خوش رہین۔ بعد جستجوی بسیار امیر المومنین نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا ہے جو ان تمام جوہرون سے آراستہ اور تمام صفات سے پیراستہ ہے جس کا نام المطرف عبدالرحمن

بن المنصور ابن محمد ابن ابی عامر ہے یہ شخص ایک خاندان عالی شان کا
رکن اعظم ہے اور بلحاظ لیاقت اور متانت اور سنجیدگی اور دیگر صفات حمیدہ اور
خصائل ستودہ اس قابل ہے کہ میرے بعد خلافت اندلس کو انجام دے
اس کا نادر العصر اور اس مین ان تمام باتون کا جمع ہونا جو کہ بادشاہون مین لازمی
اور ضروری ہین جن کے باعث اوس کو اپنے ہمعصرون پر ہر طرح فوق حاصل ہے
کوئی تعجب خیز امر نہین۔ اس لیے کہ یہہ شخص المنصور کا بیٹا اور المظفر کا بھائی
ہے۔ ایک دوسری نہایت اہم وجہ اسی شخص کو منتخب اور دوسرون پر ترجیح
دینے کی یہ ہوئی کہ جب امیر المومنین نے علم نجوم سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ کے
بعد ایک شخص بنی قحطان سے تخت خلافت کو زینت دیگا جسکی تصدیق عبد اللہ ابن
عمرو ابن العاص اور ابو ہریرہ کی اس تحریر سے ہوتی ہے کہ ایک روز
رسولخدا صلعم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت وہ آنے والا ہے کہ بنی قحطان کا ایک
شخص آدمیون کو اپنے سامنے لکڑی سے ہنکائے گا۔ چونکہ اس آدمی مین تمام
خوبیان جس سے انسان بنتا ہے موجود ہین اور چونکہ کوئی اس کا ہمسر
نظر نہین آتا لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وہی آدمی ہے۔ پس امیر المومنین اپنی خاص
خواہش اور رغبت سے بلا جبر و اکراہ اور گواہون کے سامنے خدا اور رسول اور

چار خلفاء راشدین کو اپنے اس فعل کا گواہ کر دانکر اپنے زمانہ زندگی مین المامون عبد الرحمن بن المنصور کو سلطنت کا انتظام سپرد کرتا ہے اور بعد اس کے انتقال کے یہی تخت و تاج کا وارث ہوگا المامون عبد الرحمن بن المنصور جو اس وقت حاضر ہے اس کو قبول کر کے وعدہ کرتا ہے کہ اپنے کار مفوضہ کے انجام دینے مین ہمہ تن مصروف رہے گا“[۱]

یہہ فرمان جس کو سند ولی عہدی کہنا چاہیئے ماہ ربیع الاول ۳۹۹ھ مطابق ۱۰۰۸ء مین دربار عام مین بہ حاضری وزرائے سلطنت اور اعیان دولت وغیرہم پڑہا گیا اور حاضرین دربار کی اس پر دستخطین لیگئین اوسی روز سے عبد الرحمن ولیعہد مشہور ہوا الغرض جب عبد الرحمن کی امیدین پوری ہوئین اور اس کی ولیعہدی کا اعلان مسجد قرطبہ کے ممبر سے کیا گیا تو اس نے نہایت اطمینان اور استقلال کے ساتہہ اپنے خیالات کے موافق سلطنت کا انتظام شروع کیا لیکن ابہی اس کا ستارہ اقبال اپنے کمال عروج تک پہونچا تہا کہ اس کے ساتہہ ہی آثار انحطاط اور بداقبالی کے نمودار ہونے لگے جس کا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ اس کی تباہی کے ساتہہ اس کا خاندان بہی برباد ہوا وہ امرائے عرب جو اب تک اس شہاب ثاقب کی تیز رفتاری اور غیر معمولی روشنی سے متحیر اور بے حس و حرکت ایک سکتے کے عالم مین پڑے تہے

[۱] المقری

ایک دفعہ چونکے تو دیکھا کہ ایک شخص جس کا باپ ان کی خوشامد اور کفش برداری کو اپنا کمال فخر سمجھتا تھا اس کے دل مین اب اس عظیم الشان سلطنت کے تاج و تخت کی آرزو پیدا ہوئی بلکہ اس نے ایک حدتک کامیابی بھی حاصل کرلی ہے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھکر بنی امیہ اور قریشیون نے اس کی مخالفت شروع کی۔ ان کی خوبی بخت سے چند ہی روز مین اون کو عمدہ موقع اس کے مقابلہ کا ملا یعنی عبدالرحمن نے اپنے تئین اس ملک کا مستقل حاکم جان کر ظلم و زیادتی شروع کردی اور رعایا کو جو اس وقت تک اگر اس کی طرفدار نہ تھی تو مخالف بھی نہ تھی اس کی زیادتیون سے بددل ہونے لگی اسی اثناء مین عبدالرحمن نے مثل اپنے باپ کے عیسائیون سے جنگ کا قصد کیا اور فوج لیکر بذات خود قرطبہ سے جلیقیہ کی طرف روانہ ہوا۔ امرای عرب نے رعایا کو مختلف تدبیرون سے اس جدید انتظام سے ناخوش اور برداشتہ خاطر کرہی دیا تھا اس کی عدم موجودگی مین افسر فوج کو جس کے سپرد عبدالرحمن نے دارالخلافہ کا انتظام کیا تھا قتل کر ڈالا اور خلیفہ کو معزول کر کے خلیفہ عبدالرحمن الناصر لدین اللہ کے دوسرے بچون مین سے محمد بن ہشام بن عبدالجبار کو ہشام کی جگہہ تخت خلافت پر بٹھا دیا اور قلعہ الزاہرہ کو بھی منہدم کر ڈالا۔



باب ہشتم

طوایف الملوکی ۔ محمد ابن عبد الجبار المہدی ۔ سلیمان ۔ سلطان ہشام کا دوبارہ تخت پر بیٹھنا ۔ اہل بربر کی بغاوت ۔ قتل عام ۔ خلیفہ ہشام کا قتل ۔

محمد المہدی باللہ کے مختصر حالات یہ ہین کہ اس کے باپ ہشام ابن عبد الجبار نے عبد الملک ابن المنصور کے زمانہ حکومت مین تخت پر بیٹھنے کی کوشش کی تہی لیکن بہت جلد عبد الملک کو اس کے ارادے کی اطلاع ہو گئی اور اوس نے ۳۹۷ھ مطابق ۱۰۰۶ء مین اس کو قتل کر ڈالا ۔ اوس کے قتل کے بعد محمد ابن ہشام کا جو کہ ایک صاحب ہمت و جرأت آدمی تہا یہ قصد ہوا کہ اپنے باپ کے شروع کئے ہوئے کام کی تکمیل کرے لیکن عبد الملک کی ہوشیاری اور حسن انتظام نے اس کو اوس قصد سے باز رکہا ۔ جب عبد الرحمٰن اپنے بہائی کی جگہہ وزیر مقرر ہوا اور بجبر خلیفہ کو معطل کر کے اپنی ولیعہدی کا اعلان کیا ۔ محمد ابن ہشام نے عامہ خلائق کو اس بات سے بے انتہا ناراض اور

عبدالرحمن کی عدم موجودگی مین میدان خالی پاکراس کے خلاف مین سازش
شروع کردی حسن ابن یحیی اور ایک شخص مطرف نامی نے اس سازش مین اس کو
بہت کچھہ مدددی علاوہ اس کے اس نے اپنے گرد بہت سے بدمعاشون
اور ایسے جرایم پیشہ لوگون کو جو محض اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے
اپنی جان عزیز دینے پر آمادہ اور تیار تھے فراہم کرلیا۔
عبدالرحمن نے قرطبہ چھوڑنے کے قبل خزانہ کی تنقیح کی اور احمد ابن
حزم اور عبداللہ ابن عمر کو جن کی خیرخواہی اور ہوشیاری پر اس کو پورا بھروسہ تھا
دارالخلافہ کا حاکم مقرر کیا چونکہ اس کو پورے طور پر یقین ہوگیا تھا کہ اب میرے مقابلہ
مین کوئی شخص سر شورش نہین اوٹھا سکتا لہذا دارالخلافہ مین زیادہ فوج چھوڑنے کی
چندان ضرورت نہ سمجھی اس سہل انگاری کا یہہ ثمر ملا کہ اس کے جاتے ہی اس کے
مخالفین درپئے اس کی بربادی کے ہوگئے محمد ابن ہشام ابن عبدالجبار
کے لوگون مین سے کسی کی غلطی سے قبل ازوقت تمام شہر مین یہہ افواہ پھیلی کہ ایک
زبردست شخص ابن ابی عامر سے عنقریب حکومت چھینا چاہتا ہے ابن عمر نے جب
اس خبر وحشت اثر کو سنا تو فوراً شہر مین اس گمنام شخص کے گرفتار کرنے کی غرض سے
جاسوس مقرر اور مشتبہ اشخاص کی نگرانی کے لیئے سخت احکام جاری کیئے۔ اس

غلطی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چند روز تک باغیون کو اپنا کام ملتوی کرنا پڑا لیکن تہوڑے روز
بعد موقع پا کر بتاریخ ۱۵ جمادی الاخری روز دوشنبہ ۳۹۹ھ مطابق ۱۰۰۹ء محمد
ابن عبد الجبار نے اپنے ہمرازون مین سے تیس آدمیون کو جن کی جرات اور
خیر خواہی پر اس کو پورا اطمینان تہا یہہ حکم دیا کہ یہ پل کے دروازہ سے قرطبہ مین
داخل ہون اور فصیل پر جہان شام کو لوگ بطور سیر و تفریح جمع ہوا کرتے ہین مثل تماشائیون کے
کہڑے ہون اور حکم کے منتظر رہین۔ ان کی روانگی کے بعد محمد ابن عبد الجبار
خود ایک خچر پر سوار ہوا اور تنہا اوس دروازہ پر آیا جس کی فصیل پر یہ لوگ حکم کے منتظر
کہڑے تہے۔ جب یہ قریب پہونچا اس کے ساتہی جو اندر پوشیدہ موجود تہے اونہون
نے دروازہ کہول دیا اور دربان وغیرہ جو ان کے سد راہ ہوئے اون کو قتل کرتے
ہوئے ابن عمر کے مکان پر حملہ آور ہوئے۔ اوس وقت ابن عمر دو عورتون کے
ساتہہ میکشی مین مشغول تہا محمد ابن عبد الجبار خود خوابگاہ مین گہس آیا اور ابن عمر کو
اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ اس عرصہ مین اس کے تمام رفقا جمع ہو گئے اون کے
ساتہہ محمد ابن عبد الجبار قصر شاہی کی طرف آیا۔ یہان حاکم شہر کے قتل کی پہلی ہی
خبر پہونچ چکی تہی دروازے قصر کے بند کر کے ہر جگہہ فوج متعین کر دی گئی تہی باغیونکی
تعداد بمقابلہ فوج شاہی کہین زیادہ تہی باب السباع اور باب الجنا کی دیوار

کو توڑتے اور فوج کو شکست دیتے ہوئے قصر مین داخل ہوگئے **محمد ابن عبدالجبار** بھی اسیوقت **باب السدۃ** کی طرف سے ان کی مدد کے لیئے پہونچا باوجودیکہ قلعہ الزاہرہ[1] مین اعلیٰ عہدہ دار اور افسران فوج مثل **ابو عمر ابن خزم** اور **عبداللہ ابن سلامہ** وغیرہم مع فوج موجود تھے اوران کو اوس ہی روز عصر کے وقت تک اس بغاوت کی اطلاع ہوگئی تھی لیکن مثل سابق اس کو محض ایک افواہ سمجھی۔ ان کو اس بغاوت کا اوس وقت یقین ہوا کہ جب **المہدی** نے قصر شاہی پر قبضہ کرلیا۔ با این ہمہ دفع بغاوت کی تدبیر نہ کی اور صرف قلع کے دروازے بند کرکے رات بھر مسلح یورش کی انتظاری مین بیٹھے رہے۔ **قرطبہ** مین جب خلیفہ ہشام کو **المہدی** کے قصر مین گھس آنے کی خبر ہوئی تو اس نے کہلا بھیجا کہ اگر تو میری ہلاکت سے درگزرے تو مین سلطنت سے دست بردار ہوجاتا ہون **المہدی** نے جواب دیا کہ خدا میری نیّت سے واقف ہے کہ مین اپنے خاندان کا دشمن نہین اور نہ مین اپنے رشتہ دارون مین سے کسی کے قتل کا قصد رکھتا ہون **ہشام** اگر اس ملک کی حکومت سے کنارہ کش ہو تو مین اوس کے ساتھہ وہی برتاؤ کرون گا جو اوس کے لائق اور سزاوار ہوگا۔ اس کے بعد اس نے علماء اور امراء اور رعایا کے سربرآوردہ لوگون کو جمع کیا اور ایک فرمان تیار کرایا جس کا مضمون یہ تھا کہ **ہشام** سلطنت سے

[1] اس قلعہ کو بالس بھی کہتے ہین۔

دست بردار اور **محمد ابن ہشام ابن الجبار المہدی** اوس کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اس دستاویز پر تمام حاضرین دربار نے اپنے دستخط کیئے۔

بروز چہارشنبہ علی الصباح **سلطان محمد** اول المہدی نے مستقل طور پر دار الخلافہ کا انتظام شروع کیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے ایک چچازاد بہائی **محمد ابن المغیرہ** کو حاجب اور دوسرے **امیہ ابن الحاف** کو صاحب المدینہ یعنی حاکم **قرطبہ** مقرر کیا اور ان دونون کو حکم دیا کہ فوراً جدید فوج کی بہرتی بلالحاظ قوم اور پیشہ شروع کردی جائے۔ اس کی فیاضی کی خبر سن کر اتنے لوگ بخواہش دلی جمع ہوے کہ قلیل عرصہ مین عمدہ فوج تیار ہوگئی۔ اس انتظام کے بعد المہدی نے اپنے حاجب کو **الزاہرہ** کی تسخیر کا حکم دیا۔ مگر دار الخلافہ پر قبضہ کر لینے کے بعد اہل الس ایسے مایوس وپست ہمت ہوئے کہ بغیر لڑے دروازے فوراً کہول دئے۔ **محمد ابن المغیرہ** قلعہ مین داخل ہوا باوجودیکہ وہان کی رعایا نے کسی قسم کی مخالفت نہین کی تہی تاہم چند روز تک لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ عامہ خلائق اور شاہی مکانات اور امراء کے باغ وغیرہ سے نہ صرف مال ومتاع ہی لیا بلکہ مکانات کو اس قدر شکستہ وبرباد کیا کہ یہ قلعہ چند ہی روز مین خرابہ ہوگیا[1] مگر **المغیرہ** نے اس غارتگری اور تباہی پر

---

[1] المقری رقمطراز ہے کہ اس لوٹ سے سترہ لاکہہ دینار اور اکیس لاکہہ درہم خاص حاجب محمد بن المغیرہ کے حصہ مین آیا تہا۔

بہی اکتفا نہ کیا اور بتاریخ ۱۹ رجمادی الآخر ۳۹۹ھ قلعہ مین آگ لگا کر اوس کو بالکل
نیست و نابود کر دیا اوس ہی روز محمد المہدی جشن شاہانہ کے ساتہہ تخت خلافت
پر متمکن ہوا اور مسجد قرطبہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا اور اوس خطبہ مین
عبد الرحمن بن المنصور کی بہت کچہہ مذمت کی گئی۔ ختم خطبہ کے بعد عامہ
خلایق کی اطلاع کے واسطے ایک فرمان جو مشتمل باین مضمون تہا کہ بجای ہشام
المہدی فرمان روای اندلس ہوا صادر ہوا اور ہشام کی نسبت جو محل کے
ایک حصّہ مین قید تہا مصلحتاً یہہ مشہور کیا کہ خلیفہ فوت ہوگیا۔ بتاریخ ۲۵ رجمادی الآخر
۳۹۹ھ مطابق ۱۰۰۹ء المہدی نے مسجد قرطبہ مین بذات خود جاکر عامہ خلایق
کے ساتہہ نماز پڑہی اس کے بعد امام نے ممبر پر کہڑے ہوکر حاضرین سے بآواز
بلند کہا کہ امیر المومنین کا یہ حکم ہے کہ میری عزیز رعایا مجہکو عبد الرحمن اور اوس کے
ساتہیون کے استیصال مین مدد دے۔ اس حکم کے مشہور ہوتے ہی دور دور
سے لوگ جو عبد الرحمن کی طرز حکومت سے نالان تہے قرطبہ مین جمع ہوئے
اور فوج مین شریک کرلیئے گئے۔ اس نئی فوج کو حکم ہوا کہ قرطبہ کے باہر میدان
سرادق مین خلیفہ کے خیمے کے گرد اقامت پذیر ہو۔

ادہر دار الخلافہ مین یہ واقعات پیش تہے اور اودہر عبد الرحمن ابن المنصور

ان معاملات سے بالکل بے خبر کمال اطمینان اور خوشی کے ساتھہ آگے بڑہتا چلا
جاتا لیکن جب یہ مع فوج شہر طلیطلہ مین داخل ہوا تو اس کو یہہ خبر وحشت اثر پہونچی
کہ قرطبہ پر مخالفین کا قبضہ ہو گیا ہے فوج اور ملازمین بلکہ اس کے تمام رفقا جن پر
اس کو کمال اطمینان اور بہروسہ تہا باغیون کے شریک ہو گئے ہین اور روز بروز
المہدی کی قوت اور حکومت بڑہتی جاتی ہے۔ یہہ فوراً طلیطلہ سے قلعات
واپس آیا اور فوج اور جو عہدہ دار اس کے ساتہہ تہے ان سب سے خیر خواہی کا
عہد مواثیق لینا چاہا لیکن فوج نے حلف اوٹہانے سے قطعی انکار کیا اور صاف
جواب دیا کہ ہم ایک بار حلفاً اقرار کر چکے ہین وہی کافی ہے اس جواب سے شنشول[۱]
نہایت حیران اور خوفناک ہوا کہ شاید بغاوت کا اثر یہان تک پہونچ گیا ہے۔ چنانچہ
جب اس نے محمد ابن یعلی الزناتی کو جو ان منکرون مین شریک تہا بلا کر یہہ سوال
کیا کہ تیرے اور میرے عہدہ اور وقعت مین کوئی فرق مابہ الامتیاز ہے یا نہین
اس امیر نے جواب دیا کہ مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ میرے علاوہ اس فوج مین
کوئی شخص تجہکو ایسا نہ ملے گا جو تیرے حکم سے یا تیرے بچاؤ کے لیئے اپنی تلوار کو
میان سے کہینچے عبد الرحمن نے پہر پوچہا کہ تیرے پاس اس فوج کے منحرف
ہو جانے کا کیا ثبوت ہے اس نے جواب دیا کہ تو اپنے باورچیون اور خیر خواہون کو

[۱] شنشول سے اشارہ عبد الرحمن کی طرف ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حاجب کو شنشول بہی کہا کرتے تہے۔

یہ حکم دے کہ یہ لوگ **طلیطلہ** روانہ ہون خود معلوم ہوجائے گا کہ اس فوج مین سے
کون تیرا ساتھہ دینے پر آمادہ ہے۔ یہ سن کر **شنشول** نہایت بردا شتہ خاطر
ہوا اور حالت غضب مین کہا کہ تیرے بیان کی تصدیق ابہی ہوجاتی ہے اوس وقت
عبد الرحمٰن کے ہمراہ ایک عیسائی حاکم ابن عوس بہی موجود تہا اس نے
عبد الرحمٰن کو اس حالت پریشانی مین دیکھکر صلاح دی کہ مناسب وقت یہی ہے
کہ تو میرے ملک کو چلا چل بعد درستی لشکر مین بہی تیرا ساتھہ دینے پر ہمہ تن آمادہ
ہون۔ چونکہ **عبد الرحمٰن** کے تنزل کا زمانہ آگیا تہا اس عیسائی کی نیک ہدایت
کو نا منظور کیا اور کہا کہ مین **قرطبہ** ضرور جاؤن گا اور مجہکو قطعی امید ہے کہ جب لوگ
مجہکو دار الخلافہ کے قریب دیکہین گے تو یقیناً میری مدد کے لیے آمادہ ہوجائینگے
ابن عومس نے بار دیگر با صرار تمام اوس کو اس ارادے سے باز رکہنا چاہا
اور کہا کہ ایک امید موہوم پر اپنی جان کہونا عقلمندی اور دانشوری سے بعید ہے۔
بخدا کہتا ہون کہ اقبال نے تجھہ سے اپنا مُنہہ پہیر لیا اور فوج تجہکو صاف جواب دیچکی
ہے۔ جب اس عیسائی نے دیکہا کہ **شنشول** اپنی تباہی اور ہلاکت پر بالکل آمادہ ہے
مجبوراً کہا کہ بہتر ہے کہ جو امر تجہکو مناسب معلوم ہو اوس پر عمل کر مین تیرا ساتھہ کسی حالت
مین نہ چہوڑون گا حالانکہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ جو طرز کہ تو اختیار کرنا چاہتا ہے وہ ہم دونو نکو

تباہ کریگا۔ مگر عبدالرحمن اپنے ارادہ پر قایم رہا اور مع ابن غومس قرطبہ کی طرف کوچ کیا باوجودیکہ اس کو اثنائی راہ مین یہ خبر پہونچی گئی کہ دور دور سے لوگ بخوشی تمام آکر المہدی کی فوج مین شریک ہو رہے ہین عبدالرحمن اوسی طرح بڑھتا چلا گیا اور بتاریخ ۲۹ جمادی الاخری ۳۹۹ھ اس نے قرطبہ کے قریب مقام کیا اوسی رات کو بڑی فوج جو پہلے سے منحرف تہی المہدی کی فوج مین جاکر شریک ہو گئی اور صبح تک باقی ماندہ فوج بہی بلا اطلاع قرطبہ کی طرف روانہ ہو گئی صرف اس کے چند خانگی ملازم اور ابن غومس مع اپنی فوج کے رہ گئے اس عیسائی نے عبدالرحمن کی تباہ حالت دیکہکر اس کو یہ سمجہایا کہ اس آفت عظیم سے بچنے کے لیئے جو قلیل وقت باقی رہ گیا ہے اس کو غنیمت سمجہہ اور اپنی بربادی کے قبل بہاگ چل لیکن شنشول نے پہر وہی جواب دیا کہ مین ضرور قرطبہ جاؤن گا ہان قبل روانگی مین اپنے قاضی کو بہیجکر وہان آنے کی اجازت منگوا لیتا ہون لیکن اس احتیاط سے بہی اس نے قطع نظر کی اور وہان سے چل کر بتاریخ ۳ رجب روز چہارشنبہ دیر شنوس[1] مین مقام کیا۔ اسی اثنا مین محمد المہدی کو عبدالرحمن کے آنے اور اس کی فوج کی بغاوت کی اطلاع پہونچی اس نے محمد ابن المغیرہ کو دو سو سوار دیکر اسکی گرفتاری کے لیئے بہیجا۔ حاجب نے دیر شنوس کے قریب ایک افسر ابن ذری نامی

[1] یہ ایک نہایت مستحکم عیسائیون کا معبد تہا۔

کو ایک رسالے کے ساتھہ آگے جانے کا حکم دیا ابن ذرّی نہایت احتیاط
اور ہوشیاری سے بروز جمعہ علی الصباح دیر شوس کے سامنے نمودار ہو عبدالرحمن
نے فصیل پر سے ذری کے آنے کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ میں المہدی
کی فرمانبرداری کے لیئے ہمہ تن موجود ہون یہ کہکر اس نے گرجا کے دروازے
کہول دینے کا حکم دیا اور خود مع ابن عومس اور عیسائی افسرون کے ابن ذری
کے ساتھہ ہو گیا اوسی روز بعد ظہر ابن المغیرہ بہی وہان آیا اور ان سب کو ساتھہ
لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا۔

ایک زمانہ وہ تہا کہ عبدالرحمن نے تخت خلافت کا دعوی کیا تہا اور
ان قدیم امرائی عرب کو جن کو اپنی نسل اور خاندان پہ کمال فخر تہا اپنے ملازمین خانگی
سے بہی بدتر سمجہتا تہا اور اب یہ زمانہ ہے کہ محض اپنی جان کے خوف سے عبدالرحمن
نے حاجب کی صرف تعظیم ہی نہین کی بلکہ اس کے گہوڑے کے سمون اور پٹہون کو
بوسہ دیا ابن عومس سرنگون بالکل خاموش ایک طرف کہڑا ہوا اس انقلاب عظیم کا
تماشا دیکہتا رہا۔ دوسرے روز جب یہ لوگ اپنی قیامگاہ سے روانہ ہونے لگے
تو قبل از روانگی حاجب کے حکم سے عبدالرحمن کی مشکیں خوب مضبوط باندہی گئین

[1] ایک نہایت مستحکم عیسائیون کا معابد تہا۔

کچھ دور تو یہ بمشکل تمام چلا لیکن جب اس تکلیف کے برداشت کرنے کی قوت نہ رہی تو اس نے نہایت ہی عجز و انکسار سے اپنی رہائی کی استدعا کی ابن المغیرہ کو بھی اس کے حال زار پر رحم آیا اور اس کی مشکیں کھول دینے کی اجازت دی لیکن عبدالرحمن کی بدبختی اور کوتہ اندیشی کو دیکھنا چاہیئے کہ جب دیر شوس کی بلندی اور مستحکم دیوارین اس کو اپنی آغوش پناہ مین لیئے ہوئے تھین اس نے اپنے بچانے کی مطلقاً فکر نہ کی بلکہ برضا و رغبت خود اپنے کو دشمنون کے حوالے کر دیا اور جبکہ یہ ان لوگون کے قبضے مین پوری طرح آچکا اس نے صرف اپنے ہاتھون کو رہا پاکر ایک چھری سے جو اس کے کپڑون مین پوشیدہ تھی ایک سپاہی پر جو اس کے قریب کھڑا تھا حملہ کیا مگر قبل اس کے کہ یہ کسی کو ضرر پہونچائے محمد ابن المغیرہ نے آگے بڑھکر اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اسی طرح ابن عوسس کو راہ عدم دکھاکر ان دونون کے سر اور عبدالرحمن کی لاش قرطبہ لایا یہان عبدالرحمن کا سر باب السدۃ پر لٹکایا گیا اور اس کی لاش کو دروازے کے سامنے ایک ستون پر نصب کر دیا اور اس کی فوج کی خاص افسر الرسان نامی کو نعش کے قریب کھڑا کیا اور اوس کو حکم دیا کہ باآواز بلند کہتا رہے کہ "شنشول المامون یہی ہے اس کے اور میرے سرون پر خدای تعالی اپنا قہر نازل کرے"

عبدالرحمن ابن المنصور ماہ محرم ۳۹۹ھ مطابق ستمبر ۱۰۰۸ء مین خلیفہ ہشام کا حاجب مقرر ہوا تہا اور ۳ ماہ رجب ۳۹۹ھ مطابق ۳ مارچ ۱۰۰۹ء مین تقریباً سات مہینہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا اس قلیل زمانہ مین جو عروج کہ اسکو حاصل ہوا اوس کا ذکر ہم پہلے تحریر کر آئے ہین اس کے ذاتی حالات کی نسبت صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ گو یہ مثل اپنے باپ اور بہائی کے نہایت ہوشیار اور تجربہ کار اور لایق بہی تہا لیکن **المنصور** اور **عبدالملک** مین عمدہ خصایل بہی ایسے تہے کہ اون نمکحرامیون کو جو اونہون نے اپنے بادشاہ کے ساتہہ کین تہین ایک حد تک مٹا کر اون کو قوم و ملت کا سچا خیرخواہ ظاہر کرتے ہین **عبدالرحمن** ان عمدہ خصائل سے معرّا تہا۔ یہ اس قدر خودغرض تہا کہ اس کو سلطنت کی بربادی اور بہبودی کی پروا نہ تہی صرف اپنے ذاتی نفع سے غرض رکہتا تہا یہی سبب تہا کہ فوج اور رعایا **المنصور** اور **المظفر** کو عزیز رکہتی تہی اور **عبدالرحمن** کے برتاو سے ناراض ہو کر بالکل برگشتہ ہو گئی تہی۔ علاوہ اس کے سب لوگ اس کی زناکاری اور شراب خواری اور فسق و فجور سے نہایت متنفر تہے ایک روز حسب اتفاق اس کے سامنے مسجد **قرطبہ** مین موذن نے اذان دی تو اس نے کہا کہ اس شخص کو یہ اذان دینی چاہیئے کہ یہان آ کر خدا سے انکار کرو چونکہ **عبدالرحمن**

لاولد تہا اور کوئی عزیز بہی اس کا موجود نہ تہا پس خاندان ابن عامر کا خاتمہ اس ہی پر ہوگیا
محمد المہدی کو عبد الرحمن بن المنصور و دیگر مخالفین کے استیصال کے
بعد بہی بغاوت سے نجات نہ ملی قوم بربر جس نے المنصور اور المظفر کو اس قدر
مدد دی اور جو ہمیشہ اون کے اور اون کے خاندان کے خیرخواہ تہے اب
عبد الرحمن کے طرز برتاؤ سے ناراض ہو کر محمد المہدی کے شریک ہوگئی تہے
باوجودیکہ عامہ خلائق اس قوم کے مظالم سے جان بلب ہوگئی ہتی اور یہ خوب
جانتا تہا کہ اگر حسب خواہش رعایا اس ظلم و زیادتی کا فوراً انتقام نہ لیا گیا تو عام بلوہ
و فساد کا بڑا اندیشہ ہے مگر کچہہ ایسے واقعات چند در چند پیش تہے کہ المہدی کو
بمقابلہ رعایا اہل بربر کی طرفداری کرنی پڑی خلاف امید بادشاہ کو اپنے دشمنون کا
معاون پاکر رعایا ایسی برافروختہ خاطر ہوئی کہ خاص قرطبہ مین ایک ہنگامہ عظیم برپا
ہوگیا اور بربری افسرون کے مکانات ایک آن مین زمین دوز کر دئے گئے۔
المہدی نے اہل بربر کے دباؤ اور خوف سے جو لوگ اس فساد کے بانی تہے
اون کے قتل کا حکم دیا اور جو لوگ راستون پر بربر امرا کی توہین کے مرتکب ہوتے
تہے اون کو بہی سخت سزائین دی گئین۔ ان واقعات سے المہدی کے ساتہ
رعایا کا نفاق اور مخالفت دن بدن بڑہتی گئی اگرچہ المہدی بظاہر بربر کا شریک و

معاون تھا لیکن باطناً ان کا مخالف اور ان کی قوت کے توڑنے کی فکر مین تھا مگر اہل بربر کو اس کی طرز روش سے مخالفت کے آثار معلوم ہونے لگے جب اوس نے پوشیدہ طور پر ان کا بندوبست کرنا چاہا تو اس قوم نے مخالفت کی خبر پاکر ان سب سے فوراً باہم مشورہ کیا کہ المہدی کو فوراً تخت سے اوتار کر اس کے رشتہ دار ہشام[1] بن سلیمان کو تخت پر بٹھانا چاہیئے۔ اس سازش کی اطلاع جس وقت امرائی عرب کو ہوئی اونہون نے بہ مشارکت رعایا ان کو جبراً دارالخلافہ کے باہر کر دیا اور ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو گرفتار کر کے المہدی نے ان کو اپنے ہاتھہ سے قتل کیا۔ ان ہی کا ایک عزیز سلیمان بن الحکم بھیس بدل کر بمشکل تمام قرطبہ کے باہر بربرون مین آملا۔ اہل بربر نے سلیمان کو فوراً المستعین باللہ کے لقب کے ساتھہ اپنا بادشاہ بنایا اور چاہا کہ قرطبہ پر حملہ کرے لیکن سلیمان نے اپنے مین حملہ کی قوت نہ پائی اور ان لوگون کو بمشکل راضی کر کے ثاغر یعنی طلیطلہ کی سرحد پر لے آیا یہان اس نے احمد ابن نصیب کو اپنا وزیر مقرر کیا اور وادی الحجارۃ پر حملہ کر کے اوس مقام کو اپنے قبضہ مین لایا اس کے بعد سلیمان نے واضح العامری حاکم مدینہ سالم کو ترغیب دیکر

---

[1] ہشام کا سلسلہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث سے ملتا ہے۔

اپنا معاون اور طرفدار بنانا چاہا مگر واضح نے عبد الرحمن کی قتل کی بعد ہی المہدی کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا تہا سلیمان کے خوشامد آمیز الفاظ اور ترقی کے وعدون پر بالکل التفات نہ کیا اور اپنے بچاؤ کا ہر طرح بندوبست کرلیا جب المہدی کو خبر پہونچی کہ سلیمان اپنی فوج لیکر واضح پر حملہ کرنا چاہتا ہے اس نے فوراً چند رسالہ اپنے غلام قیصر کے ساتہہ اوس کی امداد کے لیئے روانہ کیئے ان دونون مخالف فوجون مین متعدد لڑائیان ہوئین اور ہر بار المہدی کی فوج کو شکست ملی مگر آخر جنگ مین دونون طرف بے انتہا مسلمان ایک دوسری کی شمشیر خون آشام کے لقمہ ہوئے اور قیصر قتل ہوا واضح بمشکل تمام باقی ماندہ فوج کے ساتہہ مدینۃ السالم مین قلعہ بند ہوگیا اور بربرون کو پئے درپے کی دہاون اور شب خونون اور نایابی غلہ نے اس قدر پریشان کیا کہ صرف پندرہ ہی روز مین ان پر فاقہ کشی کی نوبت پہونچی جو مقامات شاداب اس شہر کے اطراف واکناف مین واقع تہے اون کو واضح نے بالقصد تباہ کردیا تہا۔ الغرض جب سلیمان نے دیکہا کہ رسد وغیرہ کا اگر فوراً کوئی انتظام نہ ہوا تو بربر شکستہ دل اور تاب فاقہ کشی نہ لاکر منتشر و فرار ہوجاینگے اس نے اپنے فوجی افسرون سے مشورہ لیا اور بموجب صوابدید اون کے دو آدمی بطور سفیر ابن مادویہ ایک عیسائی قومس کے پاس

نے بھیجے اور اوس سے درخواست کی کہ تم ہماری اور **المہدی** کی مصالحت
کرا دو اور اگر **المہدی** صلح پر راضی نہ ہو تو پھر ہم اور تم دونوں **قرطبہ** پر حملہ
کرین گے۔ جب سفارت **ابن مادویہ** کے پاس پہونچی سفیرون نے دیکھا
کہ **المہدی** اور **واضح** کے قاصد بھی اس عیسائی کو اپنی مدد پر آمادہ کرنیکی
غرض سے آئے ہوئے ہین اور قریب ہے کہ اس کو بہت کچھ طمع دیکر اپنا طرفدار
اور معاون بنالین۔ **المہدی** نے منجملہ دیگر وعدون کے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ
بشرط کامیابی سرحدی قلعون پر تمہارا قبضہ کرا دیا جائے گا۔ ادہر **سلیمان** کے
لوگون نے بھی **ابن مادویہ** کے ہموار کرنے مین کوشش بلیغ کی۔ بالآخر
عیسائیون نے **سلیمان** کے شرائط کو منظور کرلیا اور بہت کچھ سامان خورونوش
مع ایک ہزار بیل اور گائے اور پندرہ ہزار بکرے اور ضروری لباس وغیرہ **سلیمان**
کو بھیجا۔ اس مدد کے پہونچتے ہی بربرون کی مایوسی بالکل رفع ہوگئی **واضح**
اور **سلیمان** اون کو ہر طرح جنگ کے واسطے آمادہ پاکر **مدینۃ السالم** آیا اور
واضح سے صلح کا خواستگار ہوا مگر واضح نے اس کو مدد دینے سے انکار کردیا
اہل بربر ماہ محرم سنہ ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۰۹ء مین **قرطبہ** کی طرف روانہ ہوئے
واضح بھی **المہدی** کی مدد کے لیئے ان کے عقب مین چلا مگر اس سے ایک

بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اپنی فوج کو کافی اور قوی سمجھکر اثنائے راہ مین سلیمان کے ساتھہ
جنگ شروع کردی اس جلدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ شکست فاش کھا کر بمشکل تمام یکہ و تنہا
قرطبہ بہاگ آیا - یہان تو اہل بربر اور المہدی کے طرفدارون مین قرطبہ
کے حوالی مین بازار حرب و ضرب گرم تہا - وہان یعنی دار الخلافہ کی چار دیواری کے
اندر المہدی ان واقعات سے بالکل بے پروا نشۂ حکومت سے سیہ مست
نائے و نوش مین مصروف تہا - جس وقت واضح اور اس کے بعد اس کی فوج
کے چار سو آدمی ہزیمت خوردہ نہایت پریشان اور تباہ قرطبہ مین داخل ہوئے
تب المہدی کی آنکھین کہلین اور بحالت پریشانی و سراسیمگی اس نے شہر کے
باہر میدان سرادق مین اپنی فوج کو فراہم کیا - لشکر کے اطراف ایک نہایت
عمیق خندق بنوائی - یہ ہنوز انتظام مین مصروف تہا کہ اس کا ایک خواجہ سرا ابلیق
نامی دو سو سوارون کے ساتھہ افتان و خیزان سلیمان کی فوج کے ہراول سے
اپنی جان بچا کر آیا ہی تہا کہ اتنے مین سلیمان کی فوج نمودار اور وہین شہر کے
سامنے خیمہ زن ہوئی المہدی نے حکم دیا کہ شہر مین جو مرد ہتہیار اوٹہانے کے
قابل ہین وہ سب مسلح میدان سرادق مین حاضر ہو جائین - الحاصل بتاریخ
۱۳ ربیع الاول سنہ ۴۰۰ھ مطابق ۳ نومبر سنہ ۱۰۰۹ء دونون فوجین باترتیب اور

صف بستہ ایک دوسرے کے سامنے استادہ ہوئین سب سے پہلے سلیمان
نے اپنی خاص تین ہزار جنگ آزمودہ سواران جوشن پوش کو حملہ کا حکم دیا۔ ان سوارون نے
اس دلیری اور شجاعت سے المہدی کی فوج پر حملہ کیا کہ جسکی تاب قرطبی نہ لاسکے
اور پراگندہ ہوکر شہر کی طرف بہاگ نکلے واضح العامری اپنی جان بچاکر طلیطلہ
کی طرف بہاگ آیا محمد المہدی نے جب اس تباہی کا سامنا دیکھا میدان
جنگ سے سیدہا قصر شاہی واپس آیا اور خلیفہ ہشام کو قید سے رہا کر کے اعلان
کیا کہ جب کہ ہمارا بادشاہ زندہ اور سلامت ہے مین کسی طرح سلطنت کا مستحق
نہین ہوسکتا مین صرف امیر المومنین کا وزیر اور فرمان بردار ہون۔ اس کے بعد
المہدی نے پہلے خود خیر خواہی اور جان نثاری کا حلف کیا اور پہر حاضرین
دربار سے بہی اطاعت و راستبازی کا حلفی وعدہ لیا۔ پہر المہدی نے بوساطت
اپنے قاضی کے اہل بربر کو یہ کہلا بہیجا کہ "مین صرف امیر المومنین خلیفہ ہشام کا
ایک ادنی سچا غلام ہون وہ میرا خلیفہ برحق ہے اور مین اوس کا حاجب ہون۔
ملک و رعایا کا وہی مالک ہے" بربرون نے جواب دیا کہ اے دروغگو ہمارے
سامنے سے فورا چلا جا۔ کیا ہم نہین جانتے کہ یہ کل ہی کا واقعہ ہے کہ یہ مشہور کیا
گیا تہا کہ خلیفہ ہشام کا انتقال ہوگیا اور تو ہی نے اوس کی نماز جنازہ بہی پڑہی تہی

اور تو ہی اب یہ کہتا ہے کہ امیر المومنین زندہ ہے اور یہ خلافت اوس ہی کو سزاوار ہے ہم کس بات کو باور کرین۔ قاضی اس طرز گفتگو سے نہایت خائف ہوا اور کسی حیلہ و بہانہ سے قرطبہ واپس آیا قرطبہ کی رعایا ان خانگی لڑائیون سے اور نیز محمد المہدی کی طرز حکومت سے اس قدر تنگ اور پریشان تھی کہ اس لڑائی کے بعد ہی ہر کس و ناکس شہر کا سلیمان کے پاس آیا اور اس فتحیابی پر ہر شخص نے اپنی خوشنودی ظاہر کی سلیمان نے رعایا کو جب اپنا اس قدر طرفدار پایا تو یہ شہر مین داخل ہوا قصر شاہی مین پہونچ معلوم ہوا کہ المہدی اپنی جان بچا کر کسی طرف بھاگ گیا ہے۔

جب سلیمان المستعین باللہ نے دار الخلافہ پر اپنا قبضہ کیا تو ابن ماد ویہ نے ایفائی وعدہ کی درخواست کی سلیمان نے جواب دیا کہ ابھی تمام ملک میرے زیر حکومت نہین آیا ہے بعد تسلط و اطمینان قطعی کے تمام شرایط کی تکمیل کر دونگا۔ اس قرارداد کے بعد ابن ماد ویہ بتاریخ ۲۳ ربیع الاول ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۰۹ء اپنے ملک واپس چلا گیا سلیمان نے اس عیسائی کے جانیکے بعد سب سے پہلے خلیفہ ہشام کو محل مین قید کیا اور عبد الرحمن کی نعش کو ستون سے اوتار کر اوس کے باپ اور بھائی کی قبر کے پائنتی دفن کرا دیا المہدی

چند روز تک قرطبہ مین اپنے ایک دوست کے مکان مین روپوش رہا اور بمشکل تمام اپنی جان بچا کر بتاریخ یکم جمادی الاول ۱۸۳ھ مطابق ۲۰ ڈسمبر ۱۰۰۹ء طلیطلہ پہونچا یہان کے باشندے خلاف امید بمدارا پیش آئے جس سے اس کا انتشار کسیقدر برطرف ہوا لیکن چند روز مین جس بات کا اس کو خوف تہا وہی پیش آئی یعنی بتاریخ ۱۸ جمادی الآخر ۱۸۳ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۰۱۰ء سلیمان کا بیٹا ہشام اس کی گرفتاری کی غرض سے مع فوج طلیطلہ وارد ہوا شہر مین داخل ہونیکے قبل اس نے چند علماء کو بجانب شہر بدین غرض روانہ کیا کہ رعایا کا خیال المہدی کی نسبت دریافت اور اگر عامہ خلایق اس کی مدد اور طرفداری پر آمادہ ہو تو اوس کو اس سے باز رکہنے کی کوشش کرین۔ اہل طلیطلہ نے المہدی کا ساتہہ چہوڑنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس ہی اثنا مین ایک شخص القریشی نے بغاوت کے جہنڈے کو بلند کیا سلیمان نے اپنے ایک افسر علی ابن واعہ کو اس شخص کی تنبیہ کے لیئے بہیجا علی نے القریشی[1] کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔

سلیمان نے بذات خود باین امید طلیطلہ کا عزم کیا کہ یہان کی رعایا میری رو و رعایت سے المہدی کی طرفداری نہ کرے گی چنانچہ یہ یلغار کر کے مدینۃ السالم

---

[1] القریشی قرطبہ مین بحکم سلیمان قتل کیا گیا۔

آیا اور ابن مسلمہ بہی اس کی فوج خاص لیکر یہان پہونچا واضح نے جب اس کے آنے کی خبر سُنی تو وہ یہان سے بہاگ کر طرطوشہ مین پناہ گزین ہوا اور منافقانہ صلح کی درخواست بشرط جان بخشی پیش کی سلیمان اس کے دہوکے مین ایسا آیا کہ اس نے صرف واضح کی خطاؤن کو معاف ہی نہین کیا بلکہ اوس سمت کی فوج اور ملک کا افسر و حاکم اس کو بنا کر مخالف عیسائیون کے تصفیہ کا حکم دیا اور خود قرطبہ واپس چلا آیا۔ واضح کو جب حکومت اور قوت حاصل ہوئی اس نے خفیہ طور پر عیسائیون کو لالچ اور طمع دلا کر بمقابلہ سلیمان اون کو المہدی کی مدد پر آمادہ و راضی کیا۔ قلیل عرصہ مین یہ عیسائی اپنی اپنی فوج لیکر المہدی کے پاس جمع ہو گئے سلیمان کو جب خبر پہونچی کہ المہدی عیسائیون کے ساتہہ اس کی مقابلہ کے لیئے آرہا ہے اس نے بہی اپنی فوج کو درست کیا اور عقبۃ البقر کے قریب المہدی کی فوج سے آملا۔ بتاریخ ۹ یا ۱۰ شوال سنہ ۴۰۰ھ یہ جنگ شروع ہوئی سلیمان اپنے حبشی رسالہ کے ساتہہ لشکر کے قلب مین استادہ تہا بربرون نے نہایت بہادری کے ساتہہ عیسائیون پر حملہ کیا لیکن ناکام رہے اور عیسائیون کے حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ اس ابتدائی جنگ مین اہل بربر کو پسپا دیکہکر سلیمان کچہہ ایسا مایوس اور منتشر الحواس ہوا کہ بعوض مدد اس نے اپنی خاص فوج کو واپسی کا حکم دیا اور

خود بعجلت تمام مع مصاحبین قرطبہ بھاگ آیا باین ہمہ بربا ستقلال تمام نہایت شجاعت
اور مردانگی سے تا دیر عیسائیون کا مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ ارمنغید بادشاہ فرنگ
کو مع نامی افسران فوج کے قتل کیا۔ مگر جب ان کو سلیمان کا میدان جنگ
سے فوج کو بے سر چھوڑ کر بھاگ جانا معلوم ہوا تو حالت غصہ اور نا امیدی مین
یہ لوگ صف بستہ نہایت اطمینان سے لڑتے ہوئے الزہرا مین داخل
ہوئے اوس ہی رات کو جب انہون نے اپنے مین تاب و توانائی جنگ اور امید مدد کی
نہ پائی اس مقام کو بھی خالی کر دیا سلیمان سات مہینہ کی حکومت کی بعد قرطبہ سے شاطبہ چلا آیا
جنگ مذکور کے دوسرے روز المہدی مع اپنی عیسائی فوج کے
دار الخلافہ مین داخل ہوا اور بتاریخ ۶ ذیقعدہ ۴۰۰ھ مطابق ۲۱ جون ۱۰۱۰ء اس نے
عیسائیون کو بربرون کے تعاقب کا حکم دیا اور خود بھی ان کے
ساتھہ روانہ ہوا۔ اوس ہی روز ایک سخت جنگ واقع ہوئی جس مین
تین ہزار عیسائی قتل اور باقی ماندہ نہایت تباہ حال المہدی کے ساتھہ قرطبہ
بھاگ آئے۔ یہان عیسائیون نے حالت رنج و غصہ مین اس قدر ظلم و زیادتی شروع
کی کہ رعایائے شہر جو پہلے ہی ان خانگی جھگڑون سے تباہ و تنگ تھی از حد پریشان و
برباد ہوئی۔ بالآخر ان عیسائیون نے لڑنے سے انکار کر دیا اور سب اپنے ملک کو

سے چلے گئے المہدی دوبارہ بربرون کا مقابلہ کرنے کے لیئے آمادہ ہوا فوج کیواسطے
رعایا سے بجبر روپیہ وصول کیا مگر یہ نئی فوج تاب مقاومت نہ لاسکی اور بغیر لڑے
واپس چلی گئی۔ جب المہدی نے فوج کی یہ حالت دیکھی تو اب بغرض حفاظت
خود ایک عمیق خندق شہر کے گرد اور اوس کے قریب ایک نہایت مستحکم دیوار
تیار کرائی لیکن جای افسوس ہے کہ باوجود ملک کی تباہی اور عامہ خلایق کی بربادی
اور متواتر شکستون کے اس خندق و دیوار کو سد سکندری سمجھکر پھر بعادت معہود
عیش و عشرت مین مصروف ہو گیا۔ فوج نے بادشاہ کو عیش پسند اور بے خبر
اور اپنے کو مطلق العنان پاکر خلائق پر ظلم و تعدی شروع کر دی **واضح** گو بظاہر المہدی
کا طرفدار تھا اور اس مین شک نہین کہ اس نے المہدی کا برابر اس وقت تک
ساتھہ دیا لیکن **قرطبہ** اور رعایا کی یہ سخت تباہی اس سے دیکھی نہ گئی پہلے اس نے
خود المہدی سے ان امور کی اصلاح کی درخواست کی۔ جب اس نے دیکھا
کہ المہدی اس طرف متوجہ ہی نہین ہوتا تو اس نے چند باخدا امرا سے مشورہ
کیا گو المہدی کو **واضح** کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری مگر بخوف بغاوت دم بخود ہو رہا
اور خفیہ طور پر جو کچھہ زر و جواہر اوس وقت قصر مین موجود تھا تمام و کمال بذریعہ **ابو رفیع**
طلیطلہ بھیجدیا **واضح** المہدی کی بے پروائی اور مذموم حرکات سے متنفر ہو کر

باغیون سے جا ملا اور بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۳۹۹ھ؁ واضح العامری اپنی فوج اور غلامون کو ساتھہ لیئے اور سب یہ نعرہ مارتے ہوئے کہ ہم اپنے حقیقی خلیفہ ہشام کے حلقہ بگوش اور فرمان بردار ہین قصر شاہی کی طرف آئے اور ہشام کو قید سے رہا کر کے تخت خلافت پر بٹہایا المہدی اوس وقت حمام مین مصروف تہا یہ خبر وحشت اثر سن کر فوراً دربار مین آیا اور ہشام کے ساتھہ تخت پر بیٹہنے کا قصد کیا کہ ایک خواجہ سرا عنبر نامی نے اس کو پکڑ کر نیچے اوتارا اور جبراً تخت کے نیچے بٹہا دیا۔ خلیفہ اس کی نمکحرامی کا ذکر اور شکایت تادیر کرتا رہا۔ بعدہ عنبر نے تلوار اس کے قتل کی نیت سے کہینچی۔ المہدی اپنی موت کو سامنے دیکہہ کر عنبر کے جسم سے لپٹ گیا اور نہایت عاجزی سے اپنی جان بخشی چاہی لیکن کسی نے اس کی تضرع وزاری پر رحم نکیا اور عنبر نے اس کو اوس ہی حالت مین قتل کیا۔ اس کی لاش شہر کی فصیل پر سے خندق مین پہینک دی گئی محمد ابن عبدالجبار المہدی ۳۵ سال کی عمر مین دس مہینہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا ابن بسام نے اس کی حکومت چند روزہ کو یون سلک نظم مین کہینچا ہے۔

قَدْ قَامَ مَهْدِيُّنَا وَلَكِنْ	بِمِلَّةِ الْفِسْقِ وَالْمُجُونِ
وَشَارَكَ النَّاسَ فِي حَرِيمِهِ	لُوطَاهُ مَا زَالَ بِالْمَصُونِ

لہ بعض مورخین ۸ ذی الحجہ تحریر کرتے ہین۔

مَنْ کَانَ مِنْ قَبْلِ ذَا اَجْمًا	فَالْیَوْمَ قَدْ صَارَ ذَا قُرُوْنٍ

خلیفہ ہشام نے بار دیگر اپنے آبائی تخت خلافت پر بتاریخ ۱۱ ذیحجہ سنہ ۴۰۰ھ
مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۰۱۰ع مین جلوس کیا اور بمشورہ وزرا **المہدی** کے سر کو
اہل بربر کے پاس بمقام **وادی شوس** بھیجکر اون کو بغاوت اور **سلیمان** کی
شراکت سے باز رہنے کی کوشش کی لیکن خلاف امید بربرون نے **ہشام**
کی اطاعت سے یکلخت انکار کر دیا اور جو لوگ منجانب خلیفہ آئے تھے اون کو یہہ
کہکر کہ اگر اپنی جان عزیز رکھتے ہو تو فوراً چلے جاو واپس کر دیا جب واضح نے دیکھا کہ صلح کی
کوئی امید باقی نہین رہی اور **سلیمان** نے اس قدر رسوخ حاصل کیا ہے کہ بربر
اپنے خلیفہ کے ساتھ بر سر پرخاش ہین ناچار دار الخلافہ کے قلعہ اور برجون کے
استحکام اور بند وبست کی طرف متوجہ ہوا اور دشمن کے سوارون کے روکنے
کے لیئے خندقین کہدوائین اور مناسب موقعون پر جدید برج تیار کیئے۔ اودہر سے
سلیمان مع اپنی فوج شہر کی طرف بڑہا لیکن متعدد یورشون کے بعد جب اس نے
دیکھا کہ شہر پر قبضہ کرنا ممکن نہین۔ بتاریخ ۲۳ ربیع الاول سنہ ۴۰۱ھ مطابق ۵ نومبر سنہ ۱۰۱۰ع

۵۲ ترجمہ صفحہ (۲۰۵) تحقیق ہمارے مہدی نے طریقہ فسق اور گستاخی پر حکومت کی۔ اور اپنے حریم (یعنی دولت وحکومت) مین
اور لوگون کو شریک نہ کرتا تو محفوظ رہتا۔ اس سے قبل جو شخص کہ اپنے سر سینگ نہ رکہتا تہا آج اوس کے سر سینگ نکل آئے

قصر الزہرا کی طرف متوجہ ہوا اور اس مقام پر بہی قبضہ کرکے قتل عام کا حکم دیا اور پہر بتاریخ ۲۴ شعبان ۴۰۳ھ مطابق ۲ فروری ۱۰۱۳ء قرطبہ کی تسخیر کے خیال سے شہر کے اطراف واکناف جو باغات اور میوہ دار درخت اور بہت جنمین نہرین آب شیرین کی بہکر شہر کو سیراب کرتی تہین واقع تہے نہایت بیدردی سے تباہ کرنا شروع کیئے۔ ان مقامات کی رعایا حیران اور پریشان جو کچہہ سرمایہ ہاتہہ آیا لیکر قرطبہ مین پناہ گزین ہونے لگی۔ شہر مین پہلے ہی سے سامان خور ونوش کی تکلیف تہی ان لوگون کے مجمع سے فاقہ کشی کی نوبت پہونچی یہان تک کہ گیہون کے دو پیمانے تین سو درہم کو بہی نہایت دشواری سے دستیاب ہوتے تہے اس حالت نزاع و پریشانی مین ابن مادویہ نے تکمیل معاہدہ کا تقاضا کیا۔ ایسے نازک وقت مین اس عیسائی کو ناراض کرنا خلاف مصلحت تہا بہت گفت وشنید کے بعد اس وعدہ پر کہ عیسائی خلیفہ کے خلاف کوئی امر نہ کرینگے اور اوس کے دشمنون کو کسی قسم کی مدد نہ دینگے دو سو قلعہ علاوہ چند بڑے شہرون کے جو خلیفہ الحکم مستنصر باللہ کے زمانہ سے عربون کے قبضہ مین چلے آتے تہے ابن مادویہ کے حوالہ کردئے گئے۔ اس انحطاط وکمزوری کو دیکہکر ہر عیسائی نے سر شورش اوٹہایا۔ چنانچہ ابن سیالس[1] نے اپنی بغاوت کا خوف دلاکر چند قلعونکی درخواست کی جو مجبوراً منظور کرلیئے گئے

[1] یہ بہی ایک عیسائی حاکم تہا۔

اہل بربر نے عیسائیون کی اس سرکشی پر مطلقاً التفات نہ کیا بدستور ملک کو تاراج کرتے رہے جو شہر اور قصبے کہ سیکڑون سال کی محنت اور عرق ریزی سے آباد اور سرسبز ہوئے تھے اون کو نیست و نابود کردیا صرف چند شہر مثل **مدینہ سالم** اور **طلیطلہ** جو اس حصۂ ملک سے باہر تھے تباہی سے محفوظ رہے۔

ملک اور رعایا اس قدر تاراج ہوئی کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر دو مہینہ تک سفر کرتا تو راستہ مین کسی فرد بشر سے ملاقات نہ ہوتی چونکہ خلیفہ کی حفاظت اور شہر و باشندگان شہر کی امن و آسایش کا دارومدار فوج ہی پر تھا لہذا فوج کے ساتھ **ہشام** بہت رعایت کیا کرتا تھا لیکن اب رفتہ رفتہ جب فوج پر بھی وہی سختیان گزرنے لگین تو فوج مین بھی آثار عدول حکمی اور سرکشی کے پیدا ہونے لگے یہہ حالت دیکھکر فوج نے **واضح** کو ذمہ دار تمام اون آفات کا جو اون پر گزر رہی تھین گردانا تھا اسلیئے **واضح** نے اپنی بچاؤ کی نیت سے ایکبار پھر اپنے خاص رفیق **ابن بکر** کو **سلیمان** کے پاس بھیجکر بربرون کو راہ راست پر لانا چاہا مگر جب **ابن بکر** بربرون سے مل کر شہر مین داخل ہوا بردا شتہ خاطر فوج نے اس کو بلا وجہ قتل کر ڈالا اور اوس کے خون آلودہ سر کو ایک نیزہ پر بلند کر کے شہر کا گشت لگایا فوج کی اس حرکت سے **واضح** کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اس نے خفیہ طور پر یہان سے فرار ہونے کا بندوبست کیا

لیکن اس کی بدنصیبی سے اس کے ایک مخالف **ابن ابی ودعاۃ** کو اس کے ارادہ کی خبر پہونچ گئی **ابن ابی ودعاۃ** نے فوراً آکر **واضح** کو گرفتار کیا اور دوسرے فوجی لوگون کی شرکت سے اس کو اوسی وقت اور نیز جو لوگ کہ اس کے دوست اور معاون سمجھے جاتے تھے سب کو قتل اور اون کے گھرون کو زمین دوز کر دیا۔ **واضح** بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۴۰۲ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۰۱۱ء قتل ہوا اوسی روز **ابن ابی ودعاۃ** والی مدینہ مقرر کیا گیا۔

سلیمان ان اندرونی واقعات سے ناواقف نہ تھا۔ اس نے بربرون کو لیکر محاصرہ مین سختی کی۔ بالآخر ایک زمانہ دراز کے محاصرہ کے بعد بتاریخ ۳ شوال ۴۰۳ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۰۱۳ء بعد جنگ وقتل عظیم **سلیمان** غالب آیا اور بتاریخ ۵ شوال قصر شاہی مین داخل ہوا اور خلیفہ **ہشام** کو اپنے سامنے طلب کر کے اوس سے سوال کیا کہ تجھکو کیا یاد نہین کہ تو نے بطور خود خلافت کو میرے سپرد کیا تھا پھر کیون تو اپنے وعدہ سے منحرف ہوا۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ جو واقعات کہ مجھہ سے سرزد ہوئے اون کا مین اپنی خواہش نفس سے مرتکب نہین ہوا بلکہ یہ امور مجھہ سے بحالت مجبوری وقوع مین آئے۔ اس جواب وسوال کے بعد ہی خلیفہ **ہشام** ابن خلیفہ الحکم خفیہ طور پر **سلیمان** کے حکم سے مار ڈالا گیا۔

ان اہل افریقہ نے جو ظلم و ستم کہ عامہ خلائق پر کیا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے وہ دن دار الخلافہ کے لیئے قیامت کا نمونہ تہا جو شہری راستہ پر ان ظالمون کے سامنے آتا تہا بے تأمل اور بلا خوف منصف حقیقی لقمہ تیغ اجل ہوتا تہا اس قتل عام مین مشہور علمائی وقت اور فضلائی عصر اور امام زمانہ اور قاضی جن کو خلفائی سابق نے نہایت محنت اور قدر دانی اور شوق علم سے فراہم کرکے دار الخلافہ **قرطبہ** کو وہ رونق اور زینت بخشی تہی جس پر **بغداد** اور **شام** اور **مصر** کو رشک آتا تہا شہید ہوئے۔ ان مین **ابو الولید ابو محمد عبد اللہ ابن یوسف ابن نصر القرطبی** جو زیادہ **ابن الفراضی** کے نام سے علمی دنیا مین مشہور ہے شریک تہا۔

غرض اس ظلم اور خون ریزی کے بعد **سلیمان المستعین باللہ** سمجہا کہ اب کوئی مخالف ایسا باقی نہین رہا جو اس کا معترض ہو لیکن اس خانہ جنگی سے ملک مین ایسی بدنظمی پہیلی تہی کہ مستحق و غیر مستحق جس کسی نے اپنے کو **قرطبہ** سے دور اور کسی قدر مقتدر پایا شراب غرور سے سرمست سلطنت کا دعویدار بن بیٹہا سب سے پہلے **سلیمان** کو قوم بربر کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جس کی مدد سے اس کو خلافت نصیب ہوئی تہی بربرون نے بڑے بڑے شہرون اور مختلف ملک کے حصون پر اپنا قبضہ کیا اور خود مختاری کا دم بہرنے لگے چنانچہ بادلیس **ابن حابوس** نے **غرناطہ** پر اور

البرزالی نے قرمونہ پر اور حرزون نے سرلیش پر اپنا قبضہ کرلیا جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا

جن بربرون نے سلیمان کا ساتھہ دیا تھا اون مین دو شخص نہایت باوقعت

علی اور القاسم بھی شریک تھے ان کا دادا ادریس خلیفہ ہارون الرشید

کے خوف سے افریقیہ چلا آیا تھا اور بربرون کے ملک مین اقامت اختیار کی تھی

چند روز مین یہان اس نے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی اور ایک زمانہ تک

خلیفہ مذکور کے ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا ادریس کے بیٹے ادریس نامی نے

شہر فاس کو آباد کیا تھا علی اور قاسم دونون المنصور کے زمانہ حکومت مین

اندلس وارد ہوئے اور فوجی ملازمت اختیار کی۔ دونون آدمی نہایت جری

اور دلیر تھے۔ چند ہی روز مین عیسائیون کی جنگ مین ان دونون نے وہ جوہر

مردانگی اور شجاعت دکھائے کہ المنصور نے ان کو مختلف فوجون کا افسر مقرر

کردیا۔ جب یہ جنگ بربریہ قرطبہ مین شروع ہوئی تو یہی دو آدمی تھے جنہون نے

سلیمان کا ساتھہ دیکر خاندان ابن ابی عامر کو تباہ اور سلیمان کو تخت پر بٹھاکر

بنی امیہ کو دوبارہ ترقی دی سلیمان نے اس خیر خواہی اور اعانت کی صلہ مین

ل علی اور القاسم کا سلسلہ یہ ہے۔ ابن حمود ابن احمد ابن علی ابن عبداللہ ابن عمر ابن ادریس ابن عبداللہ ابن حسن ابن حسین ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب۔

فوج پر بہت امرا ئی بربر کو افسر مقرر کیا اور انہین مین سے بعض کو صوبون کی حکومت پر دکی چنانچہ علی ابن حمود طنجہ اور دیگر صوبجات افریقیہ کا والی مقرر ہوا یہان اس نے پوری خودمختاری کے ساتھ حکومت کی کو ظاہرہ سلیمان کا مطیع بنا رہا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بعض صوبون کے حاکم سلیمان سے منحرف ہوگئے ہین اس نے بہی اطاعت اور فرمانبرداری اور پاس نمک کو بالائی طاق رکہا اور اپنے دائرہ حکومت کو بڑہانے کی کوشش شروع کردی اس امیر کی بغاوت کی خاص وجہ یہ ہوئی کہ خلیفہ ہشام المؤید باللہ نے علم نجوم کے ذریعہ سے جس مین اس کو کامل دستگاہ تہی یہ دریافت کیا تہا کہ بنی امیہ کی حکومت کا زمانہ ختم ہوچکا ہے اور ایک شخص ایسا پیدا ہونیوالا ہے جس کا سلسلہ حضرت علی ابن ابی طالب اور جس کا نام حرف ع سے شروع ہوگا اور وہ شخص اس ملک کا بادشاہ ہوگا جب سلیمان نے قرطبہ کو فتح کیا اور خلیفہ ہشام کے قتل کے درپے ہوا ہشام نے علی ابن حمود کے کہ جو اس زمانہ مین امرائی بربر مین سربرآوردہ تہا حالات دریافت کیے اور اوس کو لکہا کہ مین یقین رکہتا ہون کہ تو ضرور مالک تخت و تاج ہوگا مجھکو اپنی زندگی کی امید باقی نہین اگر سلیمان نے مجھکو قتل کیا تو مین انتقام تیرے سپرد کرتا ہون معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ نے اس امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہی

زمانہ سے سلطنت کی ہوس اوس کے دل مین پیدا ہوئی بہرکیف **علی ابن حمود** نے اپنے بیٹے **یحییٰ** کو اپنا جانشین کیا اور خود مع فوج جرار آبنائی **طارق** کو عبور کر کے **اندلس** مین داخل ہوا والی **المیرۃ خیران** اس کی مدد پر آمادہ ہو گیا **علی** نے **اندلس** پہونچکر یہ مشہور کیا کہ مین صرف **خلیفہ ہشام** کے خون ناحق کا انتقام لینے کی غرض سے یہان آیا ہون **سلیمان** کو جس وقت اس کا منشائی فساد معلوم ہوا یہ بہی فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا - ماہ محرم ۴۰۷ھ مطابق ۱۰۱۶ء مین طالقہ[1] کے میدان مین سخت جنگ واقع ہوئی جہان **سلیمان** کی فوج نے شکست کہائی اور یہ خود گرفتار ہوا **علی ابن حمود** نے بغیر تعرض **قرطبہ** پر قبضہ کیا اور جنگ سے چند روز بعد اسی ماہ محرم مین **سلیمان** اور اوس کے باپ **الحکم** کو قتل کروا ڈالا اور خود تخت خلافت پر متمکن ہوا -

خلیفہ **سلیمان المستعین باللہ** نے صرف تین سال چند ماہ حکومت کی تہی - وہ بہی اوس زمانہ غدر مین جبکہ تمام ملک مین خانہ جنگی کی آگ بہڑک رہی تہی لیکن پہر بہی چونکہ یہہ بذات خود ذی علم شخص تہا بالخصوص شعر و سخن مین مہارت کامل رکہتا تہا اس نے دار الخلافہ مین علم و فن کو فروغ دینے کی بہت کچہہ کوشش کی تہی اگر یہ سلطنت پر پوری طرح مسلط ہو جاتا تو ممکن تہا کہ اس کی حکومت سے ملک اور رعایا کو بہت کچہہ فائدہ پہونچتا -

[1] اس کو اٹالیکا کہتے ہین - یہہ میدان اشبیلیہ کے قریب واقع ہے -